فلسطین
امام خمینیؒ کی نظر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلسطین

امام خمینیؒ کی نظر میں

مؤسسه تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ
بین الاقوامی امور

- نام کتاب :- فلسطین امام خمینیؒ کی نظر میں
- ناشر :- مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ ـ بین الاقوامی امور
- پتہ :- پوسٹ بکس نمبر ۱۹۵۷۵ / ۶۱۴ تہران ـ ایران
- ٹیلیفون :- ۵ ـ ۲۲۸۷۷۴ ـ ۲۲۸۳۱۳۸
- فیکس :- ۲۲۸۷۷۳
- چھاپ :- اول ـ ۱۹۹۶

فہرست مطالب

▫ فصل سوئم:

یہود کی صہیونیزم سے علیحدگی

▫ فصل چہارم:

اسرائیل کے حامی

□ دوسرا حصّہ :۔ شاہ کے دور میں ایران اور اسرائیل کے تعلقات

□ فصل اول :

حکومت شاہ اور اسرائیل کی دوستی

▫ فصل دوئم:

انقلاب اسلامی کے اوج پکڑنے سے پہلے، اسرائیل کے خلاف امام خمینیؒ کا موقف

▫ تیسرا حصّہ :۔ امام اور اسلامی انقلاب، اسرائیل کے خلاف استقامت کا مورچہ

▫ فصل اول:

مسلمانوں کے کمزور ہونے کے وجوہات

▫ فصل دوئم:

خائنانہ پروپیگنڈوں اور منصوبوں کا افشا

▫ فصل سوئم:

اسرائیل کے وجود کی نفی، اتحاد کی دعوت اور اسرائیل کے خلاف جہاد کی حمایت

□ فصل چہارم:

عالمی یوم القدس کا اعلان

فصل پنجم:

حج کے موقع پر مشرکین سے اظہار برائت

چوتھا حصّہ :- اسلامی جمہوریہ ایران کو جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے سے روکنے کے لئے دشمنوں کی کوششیں

فصل اول:

مسلط کردہ جنگ

▫ فصل دوئم:

بے بنیاد الزامات

▫ فلسطین کی مختصر تاریخ:-

مقدمہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کئی لحاظ سے مسلمانوں کے صہیونیوں کے خلاف جہاد اور جد وجہد میں شدت پیدا ہونے کا باعث بنی اور اس نے فلسطینیوں کے جہاد کی رفتار وروش کو بدل کر رکھ دیا. مشرق وسطی کے حساس خطے میں شاہ کی حکومت، مغرب اور اسرائیل کی ایک طاقتور اتحادی حکومت کہلاتی تھی. شاہ کے زمانے میں ایران، اسرائیلی محصولات اور اجناس کا گرم ترین بازار تھا جو ایک طرف غاصب اسرائیلی حکومت کے اقتصادیات کے لیے رونق کا باعث تھا تو دوسری طرف شاہ ایران، اسرائیل کا ضرورت بھر تیل اسے فراہم کر کے اس حکومت کی مدد کرتا تھا اس طرح ایران کا تیل اسرائیلی اقتصادیات اور صنعتوں کے ذریعے گولیوں اور اسلحے میں تبدیل ہو کر فلسطینیوں کے سینے چھلنی کرتا تھا. ایران خطے کے عربوں کو کنٹرول میں رکھنے کی خاطر اسرائیلیوں کے لیے جاسوسی کا اڈہ بنا ہوا تھا. امام خمینیؒ کے قیام کے اسباب میں سے ایک سبب شاہ کے اسرائیل کے ساتھ آشکارا اور ڈھکے چھپے تعلقات کا بھانڈا پھوڑنا اور شاہ کی طرف سے مسلمانوں کے مشترکہ دشمن اسرائیل کی بے دریغ امداد کی مخالفت کرنا تھا جس کے بارے میں خود امام خمینیؒ نے فرمایا ہے:

" ہمیں شاہ کے مقابلے پہ لاکھڑا کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب، شاہ کی طرف سے اسرائیل کی مدد ہے. میں نے ہمیشہ اپنی تقاریر میں کہا ہے کہ اسرائیل جب سے وجود میں آیا ہے اسی وقت سے شاہ اس کی مدد کر رہا ہے اور جس وقت اسرائیل اور مسلمانوں کی جنگ اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی شاہ بدستور مسلمانوں کے تیل کو غصب کر کے اسرائیل کو دیتا تھا. یہ خود ایک باعث تھا جس کی بنا پر میں نے شاہ کی مخالفت کی ہے" (۱)

شاہ کی سرنگونی اور اسلامی نظام کی حاکمیت پہلی کاری ضرب تھی جس نے صہیونیوں کے توسیع پسندانہ عزائم کو واقعا خطرے میں ڈال دیا.

---

(۱)۔ امام خمینیؒ کے انٹرویو سے اقتباس ۱۶ /۹/ ۱۳۵۷ - ۱۹۷۸ /۱۲/ ۷، صحیفہ نور ج ۴ ص ۳۱

اسلامی انقلاب کے پیغام کی تاثیر اور عوامی افکار پر اس کی رہبری اس حد تک وسیع تھی کہ جس وقت انور سادات نے کیمپ ڈیوڈ کے مقام پر سمجھوتے کے معاہدہ پر دستخط کیے تو حکومت مصر کو عربوں کے جرگے نیز عرب رجعت پسند حکومتوں کے گروہ سے بھی خارج کر دیا گیا اور وہ بالکل تنہا ہو کر رہ گئی۔

بیت المقدس کی غاصب حکومت کے اصلی حامی امریکہ اور یورپی ممالک کی حکومتیں، جنھوں نے امام خمینیؒ کی تحریک سے شکست کا تلخ تجربہ حاصل کیا تھا اس بنا پر انقلاب اسلامی کے سامنے بند باندھنے اور حالات کا رخ موڑنے کے لیے، ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نکل کھڑی ہوئیں اور اس راہ میں اتنا آگے نکل گئیں کہ اپنے مشرقی رقیب، سابق روس کے ساتھ بھی ہاتھ ملا لیا اور اس اتحاد کی روشن تصویر ہم سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ انھوں نے صدام کو اسلامی جمہوریہ ایران کی سر زمین پر قبضہ کر لینے پر اکسایا اور نو مولود اسلامی نظام کے ساتھ جنگ کے پورے عرصے میں دونوں بڑی طاقتوں نے اس کی مدد کی۔

ایران پر تھوپی گئی جنگ، جو ایران کی تقسیم اور انقلاب اسلامی کی نابودی کے مقصد کے تحت شروع کی گئی تھی، نے نظام جمہوری اسلامی کو جس نے اٹل فیصلہ کر لیا تھا کہ مسلمانوں کے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں پیش پیش رہے گا اور " آج ایران اور کل فلسطین " کے نعرے کو عملی جامہ پہنائے گا، اپنے انقلاب کا دفاع کرنے کے لیے ناخواستہ طور پر میدان جنگ میں اترنے پر مجبور کر دیا، ایسی جنگ جو مشرق و مغرب کی حکومتوں کے سر براہان کے اعتراف کے مطابق، انقلاب اسلامی کو نابود کرنے اور مسلمان قوموں کو قیام و انقلاب کی فکر سے ناامید کر دینے کی خاطر چھیڑی گئی تھی، اس طرح صدام ملعون، مسلمانوں کے دشمنوں کی حمایت اور ان کے اکسانے سے، تاریخ کے تلخ اور طویل ترین حادثے کا موجب بن گیا جس کو امام خمینیؒ نے ان لفظوں میں یاد کیا ہے:

" سب سے زیادہ افسوس کا باعث یہ ہے کہ بڑی طاقتوں خاص کر امریکہ نے صدام کو دھوکہ دے کر اس سے ہمارے ملک پر حملہ کرا دیا اور ایران کی مقتدر حکومت کو اپنے ملک کا دفاع کرنے میں سر گرم کر دیا تا کہ اسرائیل کی غاصب اور تباہ کن حکومت کو " نیل سے فرات تک " بڑا اسرائیل بنانے کا اپنا خواب پورا کرنے کا موقع مل سکے اور وہ اس سلسلے میں اقدام کر سکے " (۱)

اگر چہ تلخ حوادث، سازشوں اور انقلاب اسلامی کی ترقی کی راہ میں دشمنان اسلام کی ایجاد کردہ رکاوٹوں اور

---

(۱)۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۳۱/۶/۱۳۶۲ - ۳۱ ستمبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸

اسی طرح مشرقی بلاک میں رونما ہونے والے تحولات نے امریکہ کو قادر بنا دیا کہ وہ اسرائیل کے ساتھ سمجھوتے اور اسے تسلیم کرلینے کو، مشرق وسطی کے بحران کے حل کے لیے تنہا وسیلے کے طور پر پیش کرسکے اور مصر کو نہ صرف عربوں کے جرگے میں واپس لے آئے بلکہ سازش میں شریک تمام ممالک کی صفوں میں کہ جن میں اس وقت اکثر عرب ملک شامل ہیں، پیش پیش رکھ سکے. لیکن اس کے باوجود بھی جو کچھ لبنان میں رونما ہوا اور جو کچھ آج ہم مقبوضہ فلسطین کی سر زمین میں دیکھ رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام رکاوٹوں کے باوجود بھی ملت فلسطین نے پیغام انقلاب کو وصول کرلیا ہے اور امام خمینیؒ کی تحریک بیداری کی کوششیں بارآور ثابت ہوئی ہیں. انتفاضہ تحریک وجود میں آئی ہےاور مغربی دنیا میں سازش کرنے والوں کی خیانت کے باوجود، آج حتی غاصب اسرائیلی حکومت کے حکام اور امریکہ سبھی یہ اعتراف کررہے ہیں کہ تفکر انقلاب اسلامی کا جوہر اور امام خمینیؒ کی آرزوئیں حوادث فلسطین میں سب کے سامنے نظر آرہی ہیں جو ناقابل انکار ہیں.

موجودہ کتاب، اس عظیم شخصیت کے افکار ونظریات پر مشتمل ہے جس نے اپنی الٰہی تحریک کو خدا پر اعتماد اور عظیم عوامی طاقت کاسہارا لیتے ہوئے دنیائے اسلام میں ایک بڑے انقلاب میں تبدیل کردیا. اس نفیس اثر میں جومواد اکٹھا کیا گیا ہے وہ فلسطین کے بارے میں امام خمینیؒ کے نظریات کا ناقابل صعود منارہ ہے جو تاریخ انقلاب اسلامی کے مختلف ادوار میں جاری شدہ ان کی تقاریر، پیغامات اوران سےلیے گئے انٹرویوز میں موجود ہے.

مجموعہ حاضر کے مطالعہ سے بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ جب ستم شاہی نظام اپنے اقتدار کے عین عروج پر تھا تو اس وقت امام خمینیؒ نے حکومت شاہ کے اسرائیل کے ساتھ روابط کا بھانڈا پھوڑا، اور دنیائے اسلام کو اسرائیل سے جو خطرہ لاحق تھا اس کا بڑی سنجیدگی کے ساتھ پے در پے مقابلہ کیا.

امام خمینیؒ پہلے وہ مرجع تقلید اور مذہبی رہنما تھے جنہوں نے شرعی رقوم اور زکات وصدقات سے فلسطینی مجاہدین کی مدد کرنے کو جائز قرار دیا، اور بیت المقدس کی غاصب حکومت نے مسجد الاقصی کو آگ لگائی تو دوسروں نے حنجرے پھاڑ پھاڑ کر یہ کہا کہ مسجدالاقصی کو دو بارہ تعمیر کیا جائے. لیکن اس کے بر عکس، مکمل دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امام خمینیؒ اس بات پہ زور دیتے رہے ہیں کہ اسرائیل کے مظالم کی منہ بولتی تصویروں کو باقی رہنے دیا جائے تا کہ اس کے ذریعے اس ظلم کے بانی مبانی یعنی غاصب اسرائیلی حکومت کے خلاف مسلمانوں کے جہاد کو تشویق وترغیب ملتی رہے. انہوں نے شروع میں ہی یہ بتادیا تھا کہ فلسطین کی مظلوم ملت کو اسرائیل کے ساتھ جہاد پر آمادہ کرنے اور ان کے لیے مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کی کار ساز ترین روش اسلامی رخ اور اعتقادی پہلو ہے. عربی قومیت اور نشنلیسٹ نظریات یا اس کے علاوہ باہر سے در آمد شدہ اور غیر اسلامی آئیڈیا لوجیز جیسے دوسرے طریقوں کا سہارا لینا، بیت المقدس کی آزادی کی جد وجہد کے اصلی

راستے سے انحراف اور دوری ہے۔

امام خمینیؒ دنیائے اسلام کی اندرونی مشکلات، منجملہ بعض اسلامی ممالک کے سربراہوں کا غیروں پہ انحصار، اور ان کی اپنی کمزوری اور ناتوانی سے مکمل طور پر آگاہ تھے، لہذا اس بات پر زور دیتے تھے کہ فرقہ وارانہ اختلافات سے پرہیز کیا جائے اور امت کے ثقافتی اور ایمانی اشتراکات اور اعتقادی اصول کے بارے میں دنیائے اسلام کے عمومی شعور اور آگاہی میں اضافہ کیا جائے۔ وہ اسلامی ممالک کے سربراہوں کو الٰہی روش اپنانے کی دعوت دیتے تھے اور معتقد تھے کہ حکومتیں جب تک عام مسلمانوں کے اس شعور اور دلی مطالبے کی ہمنوا رہیں گی، جہاد کی ہدایت وراہنمائی کی مسئولیت ان کے کاندھوں پر باقی رہے گی وگرنہ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کا وہی حشر کریں جو ایران کے مسلمان عوام نے شاہ کے ساتھ کیا ہے۔

ذیل میں مسئلہ فلسطین کے بارے میں امام خمینیؒ کے نظریئے اور صہیونی دشمن کے ساتھ مقابلے کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس مجموعہ کے مطالعہ کے بعد فلسطین اور اس سے متعلق مسائل کے بارے میں امام خمینیؒ کے نظریات کی اس طرح تلخیص کی جاسکتی ہے:

"امریکہ اور اسرائیل کے خلاف تیل کے حربے سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت"

جب عربوں اور اسرائیلیوں کی متعدد جنگوں خاص کر جنگ رمضان کی شکست کے تجربہ نے عربوں میں اسرائیل کے ساتھ سمجھوتے کے راستے کو کسی قدر ہموار کردیا تھا پھر بھی امام خمینیؒ اسرائیل اور اسکے حامیوں کو تیل بیچنے پر پابندی عائد کرکے اس حربے سے اس کے خلاف جنگ جاری رکھنے پر زور دیتے رہے تھے۔

جنگ رمضان کی مناسبت سے مسلمان ملتوں اور حکومتوں کے نام ۷/ نومبر ۱۹۷۳ء کو جاری کردہ ایک پیغام میں انہوں نے لکھا ہے کہ "تیل سے مالامال اسلامی ممالک کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اختیار میں موجود دوسرے وسائل کو اسرائیل اور استعمار کرنے والوں کے خلاف حربے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے، ان ممالک کو تیل دینا بند کردیں جو اسرائیل کی مدد کرتے ہیں"

امام خمینیؒ مختلف مواقع پر حتی انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد بھی اپنے اس موقف پر سختی سے کاربند رہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ مختلف دلائل منجملہ اکثر اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کمزوری اور وابستہ ہونے کی بنا پر اس اقدام کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاسکا اگر اس دور کے خاص حالات اور صنعتی دنیا کو بارونق بنانے میں تیل کی اہمیت اور اس کے حیاتی پہلو کو مد نظر رکھیں، خاص کر ایسے دور میں کہ جب مغرب کی صنعتی دنیا نے ابھی تک تیل کے بائیکاٹ کا مقابلہ کرنے کی تدبیریں اختیار نہیں کی تھیں تو امام خمینیؒ کے اس موقف کی اہمیت بہتر طور پر واضح ہو جاتی ہے۔

"فلسطین کی آزادی، اسلامی تشخص کے واپس لوٹنے پر موقوف ہے"

اسرائیل کے خلاف سخت جدوجہد کرنے اور اصولی مواقف اختیار کرنے کا لازمہ یہ ہے کہ لوگ علم وآگہی رکھنے کے ساتھ ساتھ، بیماری اور مہلک بخار میں مبتلا نہ ہوں اور اپنے لیڈروں پر اس قدر اعتماد رکھتے ہوں کہ ان کا ساتھ دیں. لیکن اسلامی ممالک پر جبر واستبداد اور گھٹن کی حکمرانی اس حد تک (بڑھ گئی) تھی کہ عوام حکومتوں کے پشت پناہ نہیں تھے.

اس پوزیشن کو درک کرلینے کے بعد ہی امام خمینیؒ نے قوموں کے اسلامی ایمان کو مقاومت وپائیداری کی اصلی تکیہ گاہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

"ہم جب تک رسول اللہؐ کے اسلام کو نہ اپنالیں، ہماری مشکلات، اپنی جگہ پر باقی رہیں گی. نہ مسئلہ فلسطین کو حل کر پائیں گے اور نہ ہی مسئلہ افغانستان اور دوسرے مسائل کو لوگوں کو اوائل اسلام کی طرف پلٹ جانا چاہیئے، اگر حکومتیں بھی ان کے ساتھ پلٹ گئیں تو کوئی مشکل نہیں رہے گی. لیکن اگر حکومتیں نہ پلٹیں تو عوام کو چاہیئے کہ اپنا حساب حکومتوں سے الگ کرلیں اور حکومتوں کے ساتھ وہی سلوک کریں جو ملت ایران نے اپنی حکومت کے ساتھ کیا ہے تاکہ مشکلات دور ہو جائیں (۱)

"عظیم اسرائیل کے منصوبے کا بار بار راز فاش کرنا"

اسرائیل کی پارلیمنٹ کا اصل نعرہ یہ تھا کہ اسرائیل "تیری سرحدیں نیل سے فرات تک ہیں" اور یہ نعرہ اس وقت بھی تھا جب اسرائیل کمزور اور نو مولود تھا اور دنیائے اسلام کے مقابلے میں غاصبین بہت تھوڑی تعداد اور طاقت رکھتے تھے. ایسے میں بدیہی ہے کہ جب ان کے پاس طاقت آجائے گی تو وہ اس نعرے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے.

امام خمینیؒ بارہا اسرائیل کے خطرے سے آگاہ فرماتے تھے کہ اسرائیل موجودہ سرحدوں پر اکتفاء نہیں کرے گا. بلکہ اس کا مقصد اپنی سرحدوں کو وسعت دینا ہے اور اگر وہ اس سے انکار کرتا ہے یا اس مقصد کو پس

---

(۱)۔ صحیفہ نور ج ۱۲ ص ۲۸۲

پردہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ صرف دینائے اسلام کی رائے عامہ کو دھوکہ دینے اور اپنے آخری مقصد تک پہونچنے کے لیے یکے بعد دیگرے والی پالیسی سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ہے۔ اور اگر امام خمینیؒ کی اسی تنبیہ اور پیغام کو بخوبی درک کرلیا جاتا تو سازشوں پر مبنی طرح طرح کے ان منصوبوں کے راستے بند ہو جاتے، جن میں ان کے اپنے خیال خام کے مطابق اسرائیل کو بین الاقوامی معاہدوں اور قراردادوں کا اسیر بناکر، اس طریقے سے غصب شدہ سرزمینوں کا ایک بہت بڑا حصہ اسرائیل کے حوالے کردیا گیا ہے اور اس کے بدلے فلسطین کے ایک گوشے میں محدود نوعیت کی خود مختاری حاصل کرلی گئی ہے۔

" یہود کو صہیونزم سے الگ کرنا "

ہم سب جانتے ہیں کہ صہیونیزم ایک سیاسی وجود ہے کہ جس کے مقاصد، جاہ طلبی، نسل پرستی اور استعمارگری پر مبنی ہیں اور یہ مذہب یہود کے لباس میں مذہبی صورت میں متجلی ہوتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ قوم یہود کے نجات دہندہ کے عنوان سے اپنے مقاصد پورے کرے۔ لیکن اہل نظر پر پوشیدہ نہیں ہے کہ یہودیوں کے نسلی اتحاد کا دعوی ان صہیونیوں کا ساختہ وپرداختہ ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ اپنے اس خیالی دعوے کے ذریعے، سرزمین فلسطین کے غصب اور ان غصب شدہ زمینوں میں ڈھائے گئے مظالم کی توجیہ کریں۔ اور صاف ظاہر ہے کہ ابتداء میں اس ڈرامے کا اصلی کردار برطانوی استعمار تھا کہ جس نے اس وقت اپنی جگہ وہائٹ ہاؤس کے حکام کے لیے خالی کردی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مغرب کے ان جدید استعمار کرنے والوں کا کبھی بھی دین خدا اور دیندار لوگوں کے لیے دل نہیں جلا، اور اس کو اپنے استعماری مفادات کے سوا کسی چیز کی فکر نہیں۔ امام خمینیؒ ان حقائق سے آگاہ ہونے کی بنا پر ہمیشہ یہود کو صہیونزم سے الگ کر کے ان چال بازیوں کا مقابلہ کرتے رہے اور یہودیت سے دفاع کے دعویداروں کے چہروں سے دھوکہ اور فریب کی نقاب الٹتے رہے، انہوں نے صہیونزم کو ہمیشہ ایک ایسا سیاسی وجود بتایا جو سرے سے دین اور مقاصد انبیاء کی ٹکر میں ہے۔

" امت اسلام کا اتحاد فلسطین کی راہ نجات "

امام خمینیؒ ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ فلسطین کی نجات اور صہیونزم کے توسیع پسندانہ عزائم کے آگے بند باندھنے کا واحد راستہ مسلمانوں کی اسلام کی طرف بازگشت اوران کا آپس میں اتحاد ہےاور انہوں نے اس چیز پرزور دینے کےساتھ ساتھ فرمایا ہے کہ، اسرائیل کا اصلی مقصد اسلام کو نابود کرنا ہے۔ ہمیشہ اس چیز کی بھی تاکید

ی ہے کہ ہر طرح کے اصلاحات بشمول مذہبی اصطلاحات کو ختم کردیا جائے۔

اگر چہ فلسطین میں رہائش پذیر اکثر مسلمانوں اور عربوں کا تعلق اہل سنت سے تھا۔ لیکن امام خمینیؒ نے شیعوں کے ایک فقیہ اور مرجع تقلید کی حیثیت سے ان کی کسی طرح کی حمایت سے بھی دریغ نہیں کیا۔ وہ مسئلہ فلسطین کو اسلام کی حیثیت سے مربوط سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے وہ ہمیشہ تمام مسلمانوں خاص کر لبنان کے شیعوں کو فلسطینیوں کی مدد پر ابھارتے تھے اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ فلسطین کی مشکل دنیائے اسلام کی مشکل ہے۔ امام خمینیؒ مٹھی بھر صہیونیوں کی ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں پر حکمفرمائی کو ننگ وعار سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے:

" وہ ممالک جن کے پاس سب کچھ ہے اور ہر طرح کی قدرت سے سرشار ہیں ان پر چند اسرائیلی کیوں حکمرانی کریں؟ ایسا آخر کیوں ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ قومیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں، عوام اور حکومتوں میں جدائی ہے اور حکومتیں آپس میں متحد نہیں ہیں۔ ایک ارب مسلمان باوجودیکہ ہر طرح کے وسائل سے لیس ہیں لیکن پھر بھی اسرائیل، لبنان اور فلسطین پر ظلم کررہا ہے " (۱)

انقلاب اسلامی کے رہبر عظیم الشان امام خمینیؒ کا یہ مشہور ومعروف قول ہے کہ " اگر تمام مسلمان متحد ہو کر صرف ایک ایک پانی کی بالٹی اسرائیل پر ڈالیں تو اسرائیل غرق ہوجائے گا " وہ فرمایا کرتے تھے:

" ایک چیز میرے لیے معمّا بنی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام اسلامی حکومتوں اور قوموں کو معلوم ہے کہ درد کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کے افتراق میں غیروں کا ہاتھ ہے اور جانتے ہیں کہ اس تفرقے کا نتیجہ صرف ضعف ونابودی ہے۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ اسرائیل کی نام نہاد سی حکومت مسلمانوں کے مقابلے پر ہے کہ اگر سب مسلمان مل کر ایک ایک بالٹی پانی ڈالیں تو وہ سیلاب میں بہہ جائے گی اس کے باوجود بھی اس کے سامنے ذلیل ہیں (۲)

" دنیائے اسلام کی صلاحیتوں اور فرصتوں سے فائدہ اٹھانا "

فلسطینی مظلوموں کے حقوق کے دفاع اور فلسطینیوں کے قیام کی حمایت میں مسلمان قوموں کو تیار کرنے کی راہ میں امام خمینیؒ معتقد تھے کہ ایسے موضوعات مناسبات اور بہانوں کا سہارا لینے کے بجائے کہ جن کا فلسطین

---

(۱)۔ صحیفہ نور ج ۱۰ ص ۹۳ ۔ یکم نومبر ۱۹۷۹ ۔ ۱۵ /۸/ ۱۳۵۸

(۲)۔ صحیفہ نور ج ۸ ص ۲۳۵ ۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۹ ۔ ۲۵ /۵/ ۱۳۵۸

کی مسلمان ملت کی ثقافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اصلی اسلامی آئیڈیالوجی اور اس کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ماہ مبارک رمضان کے آخری جمعہ کو " عالمی یوم القدس " قرار دینا، امام خمینیؒ کے اسی عالمانہ اقدام کا ایک نمونہ ہے۔ ماہ رمضان ایک ایسی سنہری فرصت ہے کہ جس میں مؤمنوں کی ایک ماہ کی روزہ داری اور مذہبی اور تربیتی اجتماعات اور محفلیں منعقد کرنے سے حاصل ہونے والی روحانیت کی وجہ سے مسلمانوں کے قبلہ اول کی آزادی کے سلسلے میں دنیائے اسلام کی عظیم ذمہ داری کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول کرنے کے لیے لازمی آمادگی حاصل ہوجاتی ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی ہمت اور کوشش سے اسلامی ممالک میں، استکباری قوتوں اور ان کے ایجنٹوں کے سیاسی اور تبلیغاتی مواضع کا رنگ پھیکا پڑجائے تو اسلامی قوموں کے اتحاد اور بیت المقدس کی آزادی کے لیے مسلمانوں کی طاقت کو جوش وخروش دلانے میں عالمی یوم القدس بہت عمدہ اور اصلی کردار ادا کرسکتا ہے۔

حج ابراہیمی کا احیاء اور حج کے واقعی فلسفہ کی طرف توجہ، جس کو قرآن میں " **قیاما للناس** " کہا گیا ہے اور مشرکین سے اظہار برائت کو حج واقعی کی روح اور اس کے مناسک سے ناقابل انفکاک قرار دینا امام خمینیؒ کے نظریئے اور عقیدے کے مطابق، دنیائے اسلام میں موجود صلاحیتوں کا ایک اور نمونہ ہے کہ جس کی بنیاد پر حج کی یہ عالمی کانفرنس جو دنیا بھر کے تمام فرقوں اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے لاکھوں مسلمانوں کی توجہ کا مرکز ہے جب بھی اپنے اصلی فلسفہ کو پالے اور ایسے مرکز ومحور میں تبدیل ہو جائے جس میں دنیائے اسلام کی مشکلات کی شناخت ہوتی ہے اور دشمنان اسلام اور ان کے ایجنٹوں کے خائنانہ منصوبوں سے نقاب کشائی ہوتی ہو تو قہری طور پر مسئلہ فلسطین اور مٹھی بھر صہیونیوں کے ہاتھوں میں سرزمین فلسطین کا ہونا، دنیائے اسلام کے اہم ترین مسئلہ کے طور پر تمام مسائل میں سر فہرست قرار پائے گا اور حج کانفرنس کے ذریعہ مسلمانان عالم کی حمایت اور ہمدردی کو وجود میں لاکر دنیائے اسلام کے تمام ذرائع کو اس کہنہ زخم کے علاج کے لیے آمادہ کیا جاسکتا ہے اور یقیناً انہی قابلیتوں اور امام خمینیؒ کے بیدار کن پیغامات کے وجہ سے ہی امریکہ، یورپ اور اسرائیل نے گذشتہ چند برسوں میں امام خمینیؒ کی روش اور نظام جمہوری اسلامی سے مقابلہ کرنے میں اپنی ساری توانائی لگا رکھی ہے اور اسلامی ممالک میں بعض عوام دشمن حکومتوں کی انحصار پسندانہ پالیسیوں اور ان کی ڈانواں ڈول پوزیشن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوشش کررہے ہیں تا کہ خالص اسلام محمدیؐ کو احیاء کرنے والے پیغام کو عام نہ ہونے دیں اور طرح طرح کے طریقے استعمال کرتے ہوئے، جن میں اہداف انقلاب اسلامی کے خلاف غلط پروپیگنڈے سے لیکر ناروا تہمتوں، قتل وغارت اور عالمی دباؤ اور اسرائیل وامریکہ کے خلاف مردہ باد نعرے لگانے کے جرم میں حاجیوں کے قتل عام تک شامل ہیں، وہ لوگ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح انقلاب اسلامی کی موجوں کے سامنے بند باندھ دیں اور اسرائیل کی غاصب

حکومت کو دنیائے اسلام کے قلب میں مضبوط بنادیں، لیکن فلسطینی عوام کا قیام، اس حقیقت کی علامت ہے کہ امام خمینیؒ اور ان کی الٰہی تحریک کا پیغام، اپنے اصلی مخاطبوں تک پہونچ چکا ہے۔

مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ

بین الاقوامی امور
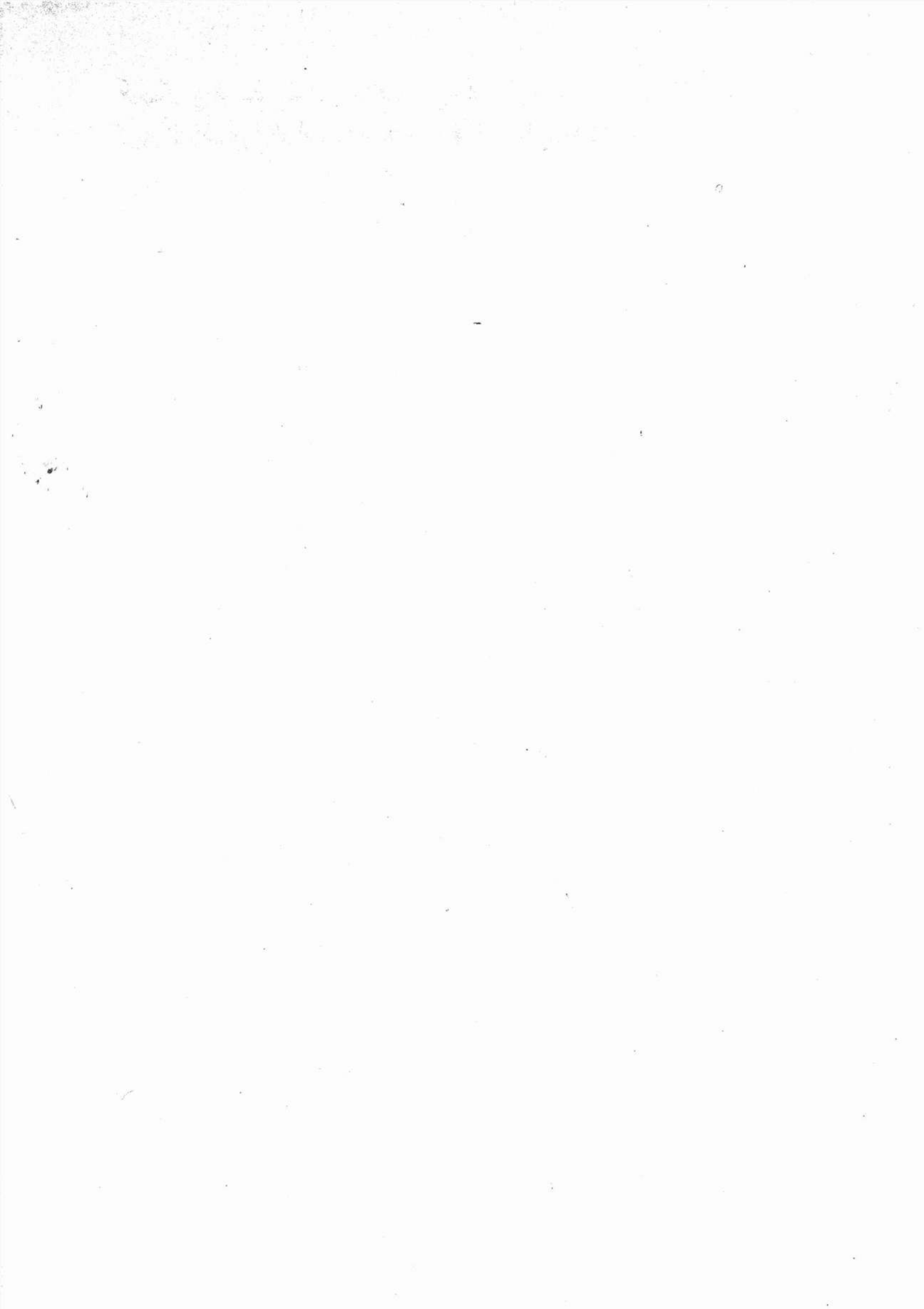
□ پہلا حصّہ

اسرائیل کی ماہیّت

□ فصل اول

اسرائیل، دشمن اسلام ومسلمین

مسلمانوں کے اقدار کو نابود کرنے کی سازش

آج اسرائیل اور اس کا عزیز دوست مصر، علاقے میں مسلمانوں اور ان کے عظیم فکری اقدار کو نابود کرنے کے لیے ایک مرکزی گروہ بنانے کی فکر میں ہیں. حال ہی میں عراق اور علاقے کے ممالک کے بعض سربراہوں نے بھی اس منصوبے کی حمایت کی ہے. میں تقریبا ۲۰ برس سے عالمی صہیونیزم کے خطرے کا اعلان کر رہا ہوں اور آج (بھی) دنیا کے تمام حریت پسند انقلابوں اور حالیہ اسلامی ایران کے انقلاب کے لیے اس کے خطرے کو پہلے کی نسبت کمتر نہیں سمجھتا چونکہ ان عالمی لٹیروں نے دنیا کے مستضعف لوگوں کو شکست دینے کے لیے مختلف فنون سے کام لے رکھا ہے. ہماری قوم او دنیا کی آزاد قومیں ان خطرناک سازشوں کے مقابلے میں شجاعت اور آگاہی کے ساتھ ڈٹ جائیں. (۱)

اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ

استعماری مبلغین کام کررہے ہیں. اسلامی ممالک کے کونے کونے میں غلط تبلیغات کے ذریعے ہمارے جوانوں کو ہم سے جدا کررہے ہیں. ایسا نہیں کہ انہیں یہودی یا نصرانی بنادیں بلکہ ان کو فاسد، بے دین اور لاابالی بناتے ہیں اور استعمارگروں کے لیے یہی کافی ہے. یہی ہمارے تہران میں (مختلف) چرچوں، صہیونیوں اور بہائیوں کی تبلیغات کے مراکز قائم ہوچکے ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور اسلامی احکام اور تعلیمات سے دور کرتے ہیں. (۲)

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۲۲ / ۱۱ / ۱۳۵۹ ۔ ۱۱ فروری ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۴ ص ۶۳

۲۔ کتاب ولایت فقیہ ص ۱۷۶

مسلمانوں کے قبلہ اول کی تخریب، اسرائیل کی منحوس آرزو

آج انور سادات نے مصر میں وسیع پیمانے پر ہمارے مسلمان بھائیوں کو گرفتار کر کے اپنی اسرائیل کی نوکری کو اتمام تک پہنچا دیا ہے. سادات کے امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ اتحاد نے ملت عرب کو بے آبرو کر دیا ہے. ایسے اسرائیل کے ساتھ اتحاد کر رکھا ہے کہ جس نے ان دنوں خطے میں اپنے دیگر مظالم کے علاوہ ایک اور بھیانک ظلم شروع کر رکھا ہے اور وہ مسجد الاقصی (۱)، مسلمانوں کے قبلہ اول میں کھدائی ہے تاکہ اس کے ذریعے اگر مسجد کی بنیادیں کمزور ہوگئیں اور خدا نخواستہ مسجد الاقصیٰ مسمار ہوگئی تو اسرائیل اپنی منحوس آرزو کو پالے گا.

اے دنیا کے مسلمانو! اور اے ظالموں کے ظلم کی چکی میں پسنے والو! اٹھ کھڑے ہو، ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ملاکر اپنے مقدرات اور اسلام کا خود دفاع کرو اور طاقتوروں کے پروپیگنڈے سے نہ ڈرو، چونکہ اگر خدا نے چاہا تو یہ صدی، مظلوموں کے ظالموں اور حق کے باطل پر غلبے کی صدی ہے (۲).

اسرائیل کے ہاتھوں نابودی اسلام کی سازش

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انقلاب اسلامی کے بعد اور اسلام کی خارق العادة طاقت کے پیش نظر امریکہ کی تمام تر سازشیں اور منصوبے جیسے برادران اہل سنت اور تشیع میں ایجاد اختلاف، اور ایران جو اسلامی تحریک کا مرکز ثقل ہے، پر حملے سے لیکر، لبنان پر زبردست منصوبے کے تحت حملے (۳) اور ہولناک مظالم

۱۔ اسرائیل کی غاصب حکومت نے الواح، کتیبوں اور سابقہ انبیاء واقوام کی یادگار چیزیں ڈھونڈنے کے بہانے مسجد صخرہ، مسجد الاقصی اور حرم بیت المقدس کے اطراف میں کھدائی شروع کر رکھی ہے تاکہ اس کام کے ذریعے عربوں کی کچھ اور آبادی کو بے وطن کر کے ان مقامات کو ویران اور انہیں نئے سرے سے بنائے. اسرائیل، یہ کوشش بیت المقدس جیسے اسلامی چہرے والے شہروں کو یہودی نما شہروں میں تبدیل کرنے کے لیے کر رہا ہے. (فلسطین کی مختصر تاریخ، اسی کتاب کے آخری حصے میں ملاحظہ فرمائیں)

۲۔ امام خمینی کا پیغام حجاج بیت اللہ کے نام = ۱۳۶۰/ ۶/ ۱۵ - ۶ ستمبر ۱۹۸۱ ۔ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۱۲۵.

۳۔ اسرائیل کا لبنان پر حملہ۔ ۶ جون ۱۹۸۲ میں صہیونی حکومت نے تنظیم آزادی فلسطین کو تہس نہس کرنے کے لیے، زمینی، دریائی اور ہوائی =

تک، یہ سب کچھ اسلام کی نابودی اور اس الٰہی طاقت کو کمزور کرنے کے لیے ہیں. اور یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ امریکہ کا یہ منصوبہ جس پر خبیث اسرائیل کے ذریعے عملدر آمد ہو رہا ہے صرف لبنان اور بیروت تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ہر جگہ اور اسلامی ممالک میں خاص کر خلیج فارس کے علاقے اور حجاز میں کہ جو وحی الٰہی کا مرکز ہے، اسلام اس منصوبے کا نشانہ ہے. سب سے پہلا ہدف یہ ہے کہ علاقے کے حکام آنکھ کان بند کر کے امریکہ اور اس سے بھی بدتر اسرائیل کے زیر دست رہیں اور ہر قسم کی نوکری اور تحقیر کے عار کو قبول کریں. ان حالات اور ایسے دردناک حوادث میں اسلامی قوموں کو خاموش نہیں رہنا چاہیئے. اسلام اور اسلامی ممالک کی حفاظت کی راہ میں کسی کوشش سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے. یہ بات کتنی دردناک اور تکلیف دہ ہے کہ مسلمانوں اور نام نہاد اسلامی حکومتوں کے پڑوس میں غاصب اسرائیل، ایسے جسورانہ اور فاتحانہ انداز میں لبنان کے مظلوم عوام اور بیروت کے عزیز بہن بھائیوں پر حملہ کرے اور اسلامی حکومتیں دفاع کرنے کے بجائے کہ جو ایک الٰہی اور انسانی فریضہ ہے، اس کے سامنے نہ صرف جھک جائیں بلکہ امریکہ اور اسرائیل کے ناپاک مقصد کے لیے فعالیت کرنا شروع کردیں اور ستم پیشہ اسرائیل کے بدلے اسلامی ایران اور ایران میں اسلام کو نہ صرف نشانہ بلکہ اصلی ہدف بنالیں.

کیا اگر آج انہوں نے اپنی خاموشی بلکہ اس ظالم (اسرائیل) اور اس کے آقا (امریکہ) کے ناپاک عزائم کی مدد کے لیے عذر وبہانہ تلاش کرلیا ہے تو کیا تاریخ کو بھی تبدیل کرسکتے ہیں؟ کیا آزاد قوموں کو بھی دھوکہ دے سکتے ہیں؟ کیا خدائے منتقم کو بھی اپنے غیر معقول بہانوں سے قانع کرسکتے ہیں؟ کیا جس طریقے سے انہوں نے اسلام عظیم کو کھلونا بنا رکھا ہے ان کا یہ گناہ قابل بخشش ہے؟ اور کیا یہ لوگ بیروت کی عورتوں، مردوں اور بے گناہ بچوں کے خون کے جواب سے عہدہ برا ہوسکیں گے؟ (۱)

- راستوں سے وسیع پیمانے پر لبنان پر حملہ کیا، صیہونیوں نے پہلے اعلان کیا کہ ان کی کاروائیاں فقط فلسطینیوں کے خلاف ہوں گی اور یہ ۴۸ یا ۷۲، گھنٹوں تک جاری رہیں گی وہ لبنان کی سرزمین کے ایک چپے پہ بھی قبضہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور ان کارائیوں کے مکمل ہونے کے بعد لبنان سے نکل جائیں گے. لیکن ان دعووں کے برخلاف، ان کی کاروائیاں اسی (۸۰) روز تک جاری رہیں اور انہوں نے لبنان کی زمین کے اچھے خاصے حصے پر اپنا قبضہ جمالیا. ان کاروائیوں کے دوران کافی تعداد میں لبنان کے بے گناہ شہریوں اور مظلوم فلسطینیوں کا قتل عام ہوا، اور فلسطینی بیروت چھوڑنے اور آٹھ عرب ممالک میں منتشر ہونے پر مجبور ہوکر بے وطن ہوگئے.

(کتاب کے آخر میں، فلسطین کی مختصر تاریخ، اسی کتاب کے آخر میں رجوع فرمائیں)

۱۔ عید سعید قربان کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام - ۱۳۶۱/ ۶/ ۲۹ - ۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۲۹

امریکہ اور اسرائیل، اصلِ اسلام کے دشمن ہیں

مواقف کریمہ (مکہ، عرفات ومنیٰ) میں موجود مسلمان چاہے جس قوم ومذہب سے بھی تعلق رکھتے ہوں، یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ اسلام، قرآن کریم اور پیغمبر عظیم الشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی دشمن، بڑی طاقتیں خاص طور پر امریکہ اور اس کی ناجائز اولاد اسرائیل ہیں جو اسلامی ممالک کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے ہیں اور ان ممالک کے زیر زمین خزانوں اور زمین کے اوپر موجود ذخائر کو لوٹنے کے لیے کسی ظلم اور منصوبے سے دست بردار نہیں ہیں اور اس شیطانی کام میں ان کی کامیابی کا راز، مسلمانوں کے درمیان جس طرح سے بھی ممکن ہو اختلاف ڈالنا ہے. مراسم حج کے دوران ممکن ہے بعض افراد، جیسے اپنے درباری ملاوں کو مجبور کریں کہ شیعوں اور سنیوں میں اختلاف ڈالیں اور شیطان کی بھڑکائی ہوئی اس چنگاری کو اس قدر ہوا دیں کہ بعض سادہ لوح افراد یقین کرلیں اور تفرقہ وفساد کے موجب بنیں. دونوں فرقوں کے بہن بھائیوں کو ہوشیار رہنا چاہئے اور انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سیاہ دل وظیفہ خوار، اسلام، قرآن مجید اور سنت پیغمبرؐ کے نام پر اسلام، قرآن اور سنت کو مسلمانوں کے درمیان سے صفایا کرنا چاہتے ہیں یا کم ازکم ان چیزوں کو انحراف کا شکار بنانا چاہتے ہیں. بہنوں اور بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ امریکہ اور اسرائیل اصل اسلام کے دشمن ہیں چونکہ وہ اسلام، قرآن اور سنت کو اپنی راہ میں کانٹا اور لوٹ کھسوٹ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں. کیونکہ ایران نے اسی قرآن وسنت کی پیروی میں ان کے خلاف صف آراء ہوکر انقلاب برپا کیا ہے اور کامیابی حاصل کی ہے. (۱)

۱۔ حج کانفرنس اور عید سعید قربان کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۶/۶/ ۱۳۶۳۔ ۲۹ اگست ۱۹۸۴ صحیفہ نور ج ۱۹ ص ۳۶

▫ فصل دوئم

اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم

(عظیم اسرائیل کا منصوبہ)

فلسطین پر قبضہ، مسئلہ کا خاتمہ نہیں

سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بڑی طاقتوں کے اسرائیل کو وجود میں لانے کا مقصد، فقط فلسطین پر قبضے سے ہی حاصل نہیں ہوتا. بلکہ ان کا منصوبہ تو یہ ہے کہ تمام عرب ممالک کا وہی حشر کیا جائے جو فلسطین کا کیا ہے اور آج ہم فلسطین کی باگ ڈور فلسطینیوں کے سپرد کرنے کی راہ میں مجاہدین فلسطین کے جہاد کو دیکھ رہے ہیں. ہم ان مجاہدین کو دیکھ رہے ہیں جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے ملک پہ تجاوز اور قبضے کے خلاف، فلسطین اور دوسری سرزمینوں کی آزادی کے لیے، دلیرانہ جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں. ہم وہ مظالم بھی دیکھ رہے ہیں کہ جو استعمار کے پٹھوؤں نے کل اردن (۱) میں اور آج لبنان میں ان مجاہدوں پر ڈھائے ہیں. ہم ان پروپیگنڈوں اور سازشوں کو بھی دیکھ رہے ہیں جو ان (مجاہدین) کے خلاف، مختلف طریقوں سے انجام دیئے جارہے ہیں. یہ سب کچھ استعمار کے ایجنٹوں کے ہاتھوں اور انہی کی تحریک سے ہورہا ہے تاکہ مسلمان گروہوں اور فلسطینی مجاہدین کے درمیان جدائی ڈال دیں اور جہاد کو ان اہم علاقوں سے (جن کا محل وقوع اس غاصب دشمن، اسرائیل اور صہیونیزم کے ٹھکانوں پر کاری ضرب لگانے کے لیے مناسب ہے) باہر نکال دیں.

کیا ان حالات میں مسلمان اور اسلامی ممالک کے سربراہ، خدا، عقل اور ضمیر کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں؟ اور کیا ان پر کوئی فرض عائد نہیں ہوتا؟ کیا یہ بات رواہے کہ فلسطینی مجاہدین، استعمار کے گماشتوں کے ہاتھوں، استعمار کے زیر تسلط علاقوں میں قتل عام ہو رہے ہوں لیکن دوسرے اس ظلم کے مقابلے میں خاموشی اختیار کریں حتی کہ اس جہاد آزادی کو اہم ترین علاقوں سے نکالنے کے لیے آپس میں مل بیٹھ کر سازشیں کریں؟ کیا عرب حکومتوں اور ان علاقوں میں مقیم مسلمانوں کو نہیں معلوم کہ اس جہاد کی نابودی اور ناکامی کی وجہ سے دوسرے عرب ممالک بھی اس ناپاک دشمن کے شر کی وجہ سے، امن وامان کا منہ نہیں دیکھ سکیں گے؟ (۲)

۱۔ مقبوضہ فلسطین کا ہمسایہ ہونے کی وجہ سے اردن، ہمیشہ فلسطینی مجاہدین اور پناہ گزینوں کی سکونت کا مرکز رہا ہے. گذشتہ کئی سالوں کے دوران، غاصبوں کے خلاف گوریلا کاروائیوں کو جاری رکھنے اور ان کی کمانڈ کرنے کے لیے فلسطینی مجاہدین اردن کے مختلف مقامات کو ایک مرکز کے طور پر استعمال کرتے تھے. حکومت اردن نے فلسطینی مجاہدین کے ساتھ اختلاف اور اپنے مفادات میں تضاد کی وجہ سے کئی مرتبہ ان کا بے رحمی کے ساتھ وسیع پیمانہ پر قتل کیا ہے. ان واقعات میں سے اہم ترین سانحہ ستمبر ۱۹۷۰ اور جولائی ۱۹۷۱ کو پیش آیا.

۲۔ فلسطین کی حمایت میں امام خمینیؒ کا پیغام - ۱۹ /۸/ ۱۳۵۱ - ۱۰ نومبر ۱۹۷۲ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۹۳

اسرائیل پورے مشرق وسطیٰ اور تمام اسلامی سرزمینوں کے لیے خطرناک ہے

اسلامی ممالک کے سربراہوں کو متوجہ رہنا چاہیئے کہ فساد کا یہ بیج جس کو اسلامی ممالک کے دل میں بویا گیا ہے صرف ملت عرب کی سرکوبی کے لیے نہیں بلکہ اس کا خطرہ اور نقصان پورے مشرق وسطی کے لیے ہے یہ دنیائے اسلام پر صہیونیزم کے غلبے اور تسلط کا منصوبہ ہے تاکہ اسلامی ممالک کی زرخیز زمینوں اور ان کے بے شمار منابع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے استعمار کے اس کالے بھوت کے شر سے نجات حاصل کرنے کا واحد راستہ اسلامی حکومتوں کی فداکاری، استقامت اور ان کا اتحاد ہے. اگر کسی حکومت نے اسلام کو درپیش اس حیاتی مسئلے سے نمٹنے میں کوتاہی کی تو دوسری اسلامی حکومتوں کے لیے ضروری ہے کہ تہدید وتوبیخ اور روابط منقطع کرنے سے اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کریں. تیل کی دولت سے مالا مال اسلامی ممالک کو چاہیئے کہ تیل اور دوسرے وسائل کو جو ان کے اختیار میں ہیں، اسرائیل اور استعمارگروں کے خلاف حربے کے طور پر استعمال کریں اور ان ممالک کو تیل فروخت نہ کریں جو اسرائیل کی مدد کرتے ہیں. (۱)

لبنان کے حالات دوسرے اسلامی ممالک کی انتظار میں

ظاہر ہے کہ اسلامی حکومتوں اور خصوصاً عرب حکومتوں کے سربراہوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ متحد ہوکر فساد کی اس جڑ، اسرائیل کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کریں. اگر انہوں نے کوتاہی کی تو اس بات کا ڈر ہے کہ خدا نخواستہ یہی حشر اس جیسے دوسرے ممالک کا بھی نہ ہوجائے.

خداوند متعال سے دعا ہے کہ وہ اسلامی حکومتوں کو غیروں کی ریشہ دوائیوں سے محفوظ رکھے اور انہیں آزادی عطا فرمائے. (۳)

"والسلام علی من اتبع الهدیٰ" (۲)

۱۔ اسلامی حکومتوں کے نام امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۶ /۸/ ۱۳۵۲ ۔ ۱۳ نومبر ۱۹۷۳ صحیفہ نور ج ۱ ص ۲۰۹

۲۔ سورہ طہ آیت ۴۷

۳۔ فلسطینی عوام اور جنوبی لبنان کے لوگوں کی حمایت میں امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۸ ۔ ۲/۱/ ۱۳۵۷ ۔ ۲۲ مارچ ۱۹۷۸

اسرائیل جولان پر اکتفاء نہیں کرے گا

آپ اپنے اتفاق و اتحاد سے فساد کے اس بیج کو نابود کیجیے۔ اگر اس کو نابود نہیں کریں گے تو یہ ایک ایسا ناسور ہے جو صرف جولان پر اکتفاء نہیں کرے گا بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی سرایت کرے گا۔ ان کی رائے یہ ہے کہ اسرائیل سب قوموں سے افضل ہے اور فرات سے لے کر نیل تک اس کا حق ہے اور یہ سب مقامات اسرائیل کو واپس لوٹائیں جائیں اور ادھر آپ، جزئی اور حقیر چیزوں پر آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں اور اپنی تمام تر ہمت وطاقت کو اس بات پر صرف کر رہے ہیں کہ کہیں ایران کبھی کوئی بات نہ کرے۔ ایران جس کی تمام تنظیمیں چلا چلا کر کہہ رہی ہیں کہ ہمیں دوسری حکومتوں اور دوسری اقوام سے کوئی سروکار نہیں، بلکہ ان کے ساتھ ہم متحد ہونا چاہتے ہیں اور اس خطے سے فساد کا قلع قمع کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو ایران سے دشمنی کس بات پر ہے؟ انہیں متوجہ ہونا چاہیے۔ قوم کے سربراہوں کو توجہ کرنا چاہیے، قوم کے روشن خیال افراد توجہ دیں، خطے کے علماء کو توجہ رکھنا چاہیے، ہر جگہ کے علماء کو دھیان رکھنا چاہیے کہ دشمن کون ہے اور دوست کون؟ دوست سے دوستی کا ہاتھ ملانا چاہیے اور دشمن کو نکال باہر کرنا چاہیے۔ یہ مشکل تمام مسلمانوں کے ہاتھوں حل ہونی چاہیے اور جب تک تمام مسلمانوں کے درمیان اتحاد نہیں ہوتا یہ مشکلات بدستور رہیں گی۔ (۱)

اسرائیل اپنی موجودہ سرحد پر قناعت نہیں کرے گا

یہ مسئلہ کئی بار ذکر ہو چکا ہے کہ اسرائیل کی جو سرحدیں ہیں وہ اسی پر قناعت نہیں کرے گا، ایک ایک قدم آگے بڑھتا جائے گا اور ہر منزل پر یہ کہے گا کہ ہمیں تو (ان سے) کوئی سروکار نہیں ہے ہمارے لیے یہی کافی ہے اور دوسرے دن اور آگے بڑھ جائے گا۔ آج لبنان ہے تو کل خدا نخواستہ شام، پرسوں عراق اور اسی طرح دوسرے ممالک، افسوس تو یہ ہے کہ یہ حکومتیں بجائے اس کے کہ اس شخص اور اس جانور کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتیں، تحریک چلاتیں اور اسے روکنے کے لیے آپس میں اتحاد کرتیں، انکار تک بھی نہیں کیا۔ اور اب اس کی پوزیشن مستحکم کرنے کے لیے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں، لیکن تمام اسلامی ممالک کے ماتھے پہ کلنک کا ٹیکہ ہے جو سربراہوں کے ماتھوں پہ بلاواسطہ اور ان ممالک کے لوگوں کے ماتھوں پر بالواسطہ طور پر ہے

۱۔ امام خمینی کا بیان ۔ ۳/ ۱۱ / ۱۳۶۰ ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۱

چونکہ ان ممالک کے لوگوں نے اپنے سربراہوں کو عہدوں پر باقی رکھا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کرنا چاہئیں، کریں اور اسلام اور مسلمانوں کو ہر طرح سے ذلیل ورسوا کریں. عوام نے ان کو نہیں روکا. ہم ان مشکلات کا حل کہاں تلاش کریں؟

اسرائیل کا شوم مقصد

مسلمانوں اور خصوصاً علاقے کے مظلوموں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسرائیل اپنے ایجنٹوں کو تبدیل کرنے سے کہ شاید جو فلسطینی اور لبنانی مجاہدین کو دھوکہ دینے کے لیے ہو، کبھی بھی اپنے ناپاک مقصد سے منصرف نہیں ہوگا کہ جو نیل سے فرات تک کے مسلمان ممالک پر حکومت ہے. امریکہ جو خطے میں اپنے خونی پنجے اور دانت نکالے موجود ہے اپنے آلہ کار اسرائیل کی مکمل حمایت کرتا ہے جو علاقے میں امریکہ کے مظالم کو عملی جامہ پہناتا ہے ان کی سیاسی چالوں پہ کڑی نظر رکھنا چاہئے. جو لوگ اسرائیل کی حمایت کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے زہریلے اژدہے کو اپنی آستین میں پال رہے ہیں جو خدا نخواستہ موقع پاتے ہی اس خطے کو تہس نہس اور نسلوں کو برباد کرڈالے گا. انہیں چاہئے کہ اس زہریلے اور خطرناک اژدہے کو مہلت ہی نہ دیں. (۱)

اسرائیل کبیر!

یہ دوسرا گماشتہ یعنی اسحاق شامیر جو اب آیا ہے اور وزیر اعظم بننا چاہتا ہے اس نے پہلے ہی سے اپنے پروگرام کا اعلان کردیا ہے. اس نے پہلے ہی سے کہہ دیا ہے کہ "اسرائیل کبیر" وجود میں آنا چاہئے، فلسطین کا نام ونشان مٹ جانا چاہئے. تمام وہ زمینیں جو اسرائیل کے قبضے میں ہیں وہ اسرائیل کا اٹوٹ انگ حصہ ہیں، اسرائیل کبیر کی سرحد، نیل سے لے کر فرات تک ہے یعنی عربوں کا پورا علاقہ، جس میں حجاز بھی شامل ہے اور مصر بھی اسی کا جزء ہے اور ادھر یہ لوگ چین سے بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں بلکہ اکثر تو اس کا ساتھ دے رہے ہیں اور اسرائیل کو تسلیم کرنا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ. یہ ایسی مشکلات ہیں جو ہماری صدی میں در پیش ہیں اور افسوس یہ ہے کہ مسلمان یعنی اسلامی حکومتیں بالکل لا پرواہ ہیں اور وہ انہیں اس بات کی اجازت

۱۔ حجاج بیت اللہ کے نام امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۲ /۶/ ۱۳۶۲ ۔ ۳ ستمبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۹۳

نہیں دیتے کہ ان کے ممالک اور عوام الناس اس سلسلے میں کوئی بات کریں. حقیقتاً یہ دنیا ایک ہی گھٹن کے ماحول میں زندگی گذار رہی ہے اور وہ گھٹن بھی دو بڑی طاقتوں کی وجہ ہے. (۱)

اسرائیل ان قرار دادوں پہ اکتفاء نہیں کرے گا

الحمدللہ تعالیٰ آج جب کہ اسلام اور جمہوری اسلامی کی حکومت کی طاقت علاقے میں زبانزد (عام وخاص) ہے، میں ۱۵ خرداد (۲) ۱۳۶۲ ش (۵ جون ۱۹۸۳) کے روز اسلامی ممالک کی حکومتوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ اپنی گذشتہ غلطیوں پہ پردہ ڈالتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ برادری کا ہاتھ ملائیں. خداوند متعال کے مقابل خاضع ہوکر اسلام کی قدرت پر بھروسہ کرتے ہوئے دنیا کا خون چوس کر اسے غارت کرنے والے ظالموں خاص کر امریکہ کے دست ستم سے اس خطے کو بچائیں اور لبنان میں ہونے والے امریکہ اور صہیونیوں کے اس سمجھوتے کی مذمت اور عملی مخالفت کریں جس کی وجہ سے اس خطے میں امریکہ کا کنٹرول مضبوط ہو جائے گا اور وہ اسلامی ملک لبنان اور بعد از اں دوسرے اسلامی اور عربی ممالک پر اسرائیل کو غلبہ دلا دے گا. انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جیسا کہ کئی بار کہہ چکا ہوں اور آپ سن چکے ہیں کہ اسرائیل ان قرار دادوں پہ اکتفاء نہیں کرے گا. وہ نیل

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۵ /۶/ ۱۳۶۳ ۔ ۶ ستمبر ۱۹۸۴ ۔ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۱۰۱

۲۔ شاہ کی حکومت نے کافی تحقیق اور اپنے مغربی حامیوں سے مشورے کے بعد امام خمینیؒ کی طرف سے شروع ہونے والے تحریک کو پھیلنے سے روکنے کے لیے امام خمینیؒ کی گرفتاری اور نظر بندی میں اپنی عافیت سمجھی، پندرہ خرداد ۱۳۴۲ (۵ جون ۱۹۶۳) کو رات کے تین بجے شاہ کے گماشتوں نے آپ کی منزل پہ چھاپہ مارا اور گرفتار کرکے تہران بھیج دیا. امام خمینیؒ کی گرفتاری کی خبر تھوڑی ھی دیر میں پورے ملک میں آگ کی طرح پھیل گئی، لوگوں نے یہ خبر سن کر پندرہ خرداد کی صبح سے سڑکوں پہ نکلنا شروع کردیا اور مظاہرے کرنے لگ گئے، سب سے بڑا مظاہرہ قم میں ہوا جس میں انتظامیہ کی مداخلت سے کافی لوگ شہید ہوئے، تہران میں شاہ کی حکومت کی طرف سے کرفیو کے اعلان کے بعد، اس روز اور اس سے اگلے دن عوامی مظاہروں کو بے رحمی سے کچلا گیا اور کرفیو پر مامور فوجیوں نے ہزاروں لوگوں کا قتل عام کرڈالا. پندرہ خرداد ۱۳۴۲ کا سانحہ اتنا عظیم تھا جس کی خبر ایران کی سرحدوں سے پار گزر گئی اور شاہ کی طرف سے ہر سال اپنے پروپیگنڈے کے لیے کئی ملین ڈالرز خرچ کرنے کے باوجود وہ اس وحشت ناک سانحے کی خبر کو چھپا نہیں سکا.

انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد حضرت امام خمینیؒ نے ۱۳۵۸ (۱۹۷۹) میں پندرہ خرداد کی سالگرہ کے موقع پر اپنے ایک پیغام میں، پندرہ خرداد ۱۳۴۲ (۵ جون ۱۹۶۳) کو انقلاب اسلامی کے آغاز کا دن اور پندرہ خرداد کی سالگرہ کو ہمیشہ کےلیے یوم غم کا اعلان فرمایا.

سے لے کر فرات تک عربوں کی حکومتوں کو غصبی سمجھتا ہے. اگر خدا نخواستہ اسرائیل کو فرصت ملی اور عرب حکومتیں بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئیں تو وہ دیر یا زود امریکہ کی مدد سے، اپنے ناپاک منصوبے کو عملی جامہ پہنائے گا. کیا مسلمانوں اور اسلامی ممالک کی حکومتوں کے لیے ذلت وخفت کا باعث نہیں کہ امریکہ دنیا کے اس کونے سے آکر ان کے معاملات کی نگرانی کرے اور انہیں غاصب وکافر اسرائیل کے جال میں پھنسا کر ذلیل ورسوا کرے؟ (۱)

نیل سے فرات تک!

کتنا اچھا ہوتا کہ علاقے کی حکومتیں اسرائیل کو جغرافیا سے مٹانے کے لیے اپنی پوری قوت کو کام میں لائیں. ایسا مفسد اسرائیل کہ جس نے مظلوم فلسطینیوں کو یہ دن دکھائے ہیں اور بہادر ملک لبنان پہ اتنے مظالم ڈھائے ہیں اور علاقے کے ممالک پر دست درازی کی ہے اس سے بہتر کیا ہوسکتا ہے کہ علاقے کی حکومتیں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر علاقے کو اسرائیل اور اس کے طرفدار امریکہ کے شر سے نجات دلائیں. میں کئی بار آگاہ کرچکا ہوں کہ اسرائیل نیل سے لے کر فرات تک کے علاقے کو اپنا سمجھتا ہے اور آپ (عربوں) کو اپنی زمینوں کا غاصب سمجھتا ہے اگرچہ اس نے کھلے لفظوں میں اب تک یہ کہنے کی جرات نہیں کی ہے اور اسرائیل کا بھائی صدام بھی علاقے پر قابض ہونے کی کوشش کررہا ہے اور بفرض محال یہ (اسرائیل) مسلط ہو جائے تو سب پر آرام کو حرام کردے گا. (۲)

۱۔ ۱۵ خرداد کی سالگرہ کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱۵ /۶/ ۱۳۶۲۔ ۶ ستمبر ۱۹۸۳۔ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۱۲

۲۔ عظیم عبادی سیاسی حج کانفرنس اور عید قربان کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۷/۴/ ۱۳۶۳۔ ۲۸ جون ۱۹۸۴۔ صحیفہ نور ج ۱۹ ص ۳۸

▫ فصل سوئم

یہود کی صہیونیزم سے علیحدگی

ایران کے یہودی

کبھی کہتے ہیں ہم اسرائیل سے (ماہرین) لائیں گے. اگر یہ لوگ اسرائیل سے لے آئے تو ہم جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے. اگر ایک اسرائیلی بھی ایران میں آئے اور تیل لے جانا چاہے تو سب مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کو نکال باہر کریں اور سب کو مار ڈالیں. یہ تو اسلام کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں. مسلمانوں کے ساتھ ان کی جنگ چل رہی ہے. اگر ہمارا بس چلا تو ایک ایک نفر کو مار ڈالیں گے (اسرائیلیوں کے خلاف ہیں نہ کہ یہودیوں کے، یہ یہودی جو ایران میں موجود ہیں، کسی کو حق نہیں کہ ان کو چھیڑے. یہ لوگ تو اسلام و مسلمین کی پناہ میں ہیں، نہ یہودیوں سے چھیڑ چھاڑ کی جائے اور نہ عیسائیوں سے! جن لوگوں کا مذہب قانونی ہے کسی کو حق نہیں کہ انہیں چھیڑے. حال ہی میں بہائی فرقے والوں سے تعرض کیا گیا ہے، حکومت بھی ان سے متعرض ہوئی ہے یہ لوگ ایک شیطانی نظریہ رکھتے ہیں، ان کے اس شیطانی نظریے کی مسلمان کوئی پرواہ نہ کریں. جہاں کہیں بھی حکومت کسی گروہ سے متعرض ہو آپ اس گروہ کی مخالفت کریں چونکہ یہ لوگ آپ کو بری نظروں سے دیکھتے ہیں) اگر انہوں نے ایران میں قدم رکھا اور ایک اسرائیلی نے بھی ایران میں قدم رکھنے کی جرات کی تو ایران کے عوام پر واجب ہے کہ ان کو نابود کردیں. اسرائیلی کون ہوتے ہیں ایران آنے والے! (۱)

اسرائیل سے ہر قسم کا رابطہ ختم ہو جائے گا. لیکن یہودیوں کو آزادی ہوگی کہ ایران میں رہیں اور شاہی سلطنت کے زمانے کی بہ نسبت زیادہ آزادی سے زندگی بسر کریں، کیونکہ اسلام تمام مذاہب کے احترام کا قائل ہے. (۲)

یہودیوں کا مسئلہ صہیونیوں سے الگ ہے

سوال :- آپ کا مطالبہ یہ ہے کہ اسرائیل نابود ہو جائے، اگر یہ بات اسرائیل کی نابودی اور فلسطینیوں کی کامیابی پہ ختم ہو تو پھر یہودیوں کا کیا بنے گا؟

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۵ /۹/ ۱۳۵۷ ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج۴ ص ۷۹

۲۔ امام خمینیؒ کا بیرونی نامہ نگاروں کو انٹرویو ۔ ۲۳ / ۱۰ / ۱۳۵۷ ۔ ۱۳ جنوری ۱۹۷۸ ۔ صحیفہ نور ج ۴ ص ۲۱۹

جواب :- یہودیوں کا مسئلہ صہیونیوں سے جدا ہے اگر مسلمان، صہیونیوں پر غلبہ پالیں تو ان کی وہی حالت ہوگی جو معزول شاہ کی ہوئی ہے۔ لیکن مسلمانوں کو یہودیوں سے کوئی سروکار نہیں، یہ قوم بھی دوسری قوموں کی طرح زندگی گذارے گی اور ان سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی جائے گی۔ (۱)

صہیونی اہل مذہب نہیں ہیں

اوائل اسلام میں فتح اسلام کے بعد مسلمانوں کے درمیان مذہبی اقلیتیں موجود رہی ہیں ان میں سوائے ان مشرکین یا بعض طبقوں کے جو سازش کرتے تھے اور انسانوں کی زندگی اجیرن کرنا چاہتے تھے باقی سب اقلیتوں کا اسلام میں احترام کیا جاتا تھا تاریخ میں ایک واقعہ کا ذکر ہے جس میں شاید معاویہ کے لشکر کے کسی شخص نے (روایت کے مطابق) ایک یہودی عورت (۲) کے پاؤں سے پازیب اتارلیا، حضرت علیؑ نے فرمایا کہ: میں نے سنا ہے کہ وہ آئے ہیں اور ایک ذمّیہ عورت کا پازیب چھین کرلے گئے ہیں۔ اگر انسان (غصّے) سے بھی مرجائے تو اس کے لیے کوئی بات نہیں۔ حضرت علیؑ اس طرح تمام طبقوں کے مفادات محفوظ رکھنے کے لیے کوشش کیا کرتے تھے۔ ہم یہودی معاشرے کے مسئلے کو صہیونیزم اور صہیونیوں کے مسئلے سے الگ سمجھتے ہیں۔ وہ تو بالکل اہل مذہب ہی نہیں ہیں۔ حضرت موسیٰ سلام اللہ علیہ کی تعلیمات کہ جو الٰہی تعلیمات تھیں اور قرآن مجید میں تمام انبیاء سے زیادہ حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہوا ہے اور حضرت موسیٰؑ کی تاریخ قرآن مجید میں مذکور ہے، یہ گرانقدر تعلیمات ہیں اور وہ ترتیب جس کو حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے پیش کیا ہے گرانقدر ہے۔ بظاہر ایک چرواہا ہوتے ہوئے نہایت قوی ارادے اور پوری قوت کے ساتھ، فرعون جیسی عظیم طاقت کے خلاف قیام کیا اور اس کو نابود کردیا۔

قدرت الٰہی اور مستکبروں کے مقابلے میں جن میں سب سے پہلا مستکبر فرعون تھا کمزوروں کے مفادات کی خاطر، مستکبرین کے خلاف قیام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طریق کار تھا اور یہ بالکل اس چیز کے بر خلاف ہے کہ جس کا پروگرام اس صہیونیزم گروہ نے بنا رکھا ہے۔ ان کا رابطہ مستکبرین سے ہے، یہ ان کے جاسوس ہیں،

۱۔ مغربی جرمنی کے ریڈیو ٹی وی کا امام خمینیؒ سے انٹرویو۔ ۱۷ /۸/ ۱۳۵۸۔ ۸ نومبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۰ ص ۱۷۰

۲۔ یہ حضرت علیؑ کی حکومت کے زمانے میں "سفیان بن عوف" کے شہر "انبار" پر حملے کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں ایک اموی فوجی دو عورتوں ایک مسلمان اور دوسری یہودی کا راستہ روک کر ان سے پازیب، چوڑیاں اور گوشوارے چھین لیتا ہے۔

ان کے نوکر ہیں اور مستضعفین کے بر خلاف کام کرتے ہیں. حضرت موسیٰ کی تعلیمات کے بالکل بر عکس کہ جنہوں نے دوسرے انبیاءؑ کی طرح، حضرت موسیٰؑ نے انہی گلی کوچوں اور بازار کے معمولی افراد میں سے چند افراد کو ساتھ ملایا اور فرعون اور فرعونی طاقت کا بھرم توڑنے کے لیے اس کے خلاف قیام کیا، مستضعفین کی طرف سے مستکبرین پر حملہ ہوا تاکہ انہیں ان کے تکبّر سے نیچے اتارا جائے. بر خلاف این صہیونیوں کے طریقے کے کہ یہ تو مستکبرین سے مربوط ہیں اور مستضعفین کے خلاف کام کرتے ہیں. یہودیوں کی وہ تعداد جنہوں نے دھوکہ کھایا ہے اور دنیا کے مختلف ممالک سے وہاں اکٹھے ہوئے ہیں جو یہودی ہیں اور حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات عالیہ کے علاوہ کسی اور کی پیروی نہیں کرنا چاہتے شاید اب وہ پشیمان ہوں گے کہ وہاں آگئے ہیں. اس لیے کہ وہاں جانے کے بعد جو شخص بھی ان کے کرتوت دیکھتا ہے کہ وہ لوگ کس طرح بے گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور کس قدر امریکہ اور دیگر طبقوں سے وابستہ ہیں؟ تو وہ اس بات کو تحمّل نہیں کر سکتا کہ یہ لوگ یہودی ہوتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات کے بر خلاف عمل کریں. ہمیں معلوم ہے کہ یہودیوں کا حساب وکتاب، صہیونیوں سے علیحدہ ہے. ہم صہیونیوں کے مخالف ہیں اور ہماری مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب مذاہب کے مخالف ہیں وہ یہودی نہیں ہیں وہ تو سیاسی قسم کے لوگ ہیں جو یہودیوں کے نام سے کام کررہے ہیں خود یہودی بھی ان سے متنفر ہیں اور ہر انسان کو ان سے متنفر ہونا چاہیے. (۱)

یہودی، صہیونیوں کو نہیں مانتے

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ صہیونی جو دنیا بھر میں یہودی ہونے کا دعویٰ کررہے ہیں، حالانکہ یہودی انہیں نہیں مانتے، یہ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں ؟! اور پھر بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حضرت موسیٰؑ کے پیرو کار ہیں. (۲)

۱۔ ایران کے کلیمی فرقے کے اراکین سے امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۴ /۲/ ۱۳۵۸ ۔ ۱۴ مئی ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۶ ص ۱۶۴

۲۔ پارلیمنٹ میں مذہبی اقلیتوں سے امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۷ /۸/ ۱۳۶۱ ۔ ۱۸ نومبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۸۷

حضرت موسیٰؑ کی پیروی کے جھوٹے دعویدار

ایک اور نکتہ جسے مجھے عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ یہ شریعتیں جو اس وقت انسانوں کے درمیان معروف ہیں جیسے شریعت حضرت موسیٰؑ، شریعت حضرت عیسیٰؑ اور شریعت اسلام، جب ہم صاحب شریعت مثلاً حضرت موسیٰؑ کے حالات دیکھتے ہیں جب ہم ان کی زندگی، طریقۂ تبلیغ اور طاغوت (ظالم) کے ساتھ ان کے جہاد پہ نظر ڈالتے ہیں اور دوسری طرف جب حضرت موسیٰؑ (۱) کی امت کو دیکھتے ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت موسیٰؑ کی امت ہیں، ہم حضرت موسیٰؑ کے پیروکار ہیں. جبکہ حضرت موسیٰؑ نے طاغوت کے ساتھ ٹکرلی. اور یہ لوگ جو ان کی پیروی کے دعویدار ہیں خود طاغوت ہیں اس کے باوجود بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت موسیٰؑ کی پیروی کرتے ہیں.

اسرائیلی ریڈیو، حضرت موسیٰؑ کی بے شمار نصیحتیں نقل کرتا رہتا ہے لیکن خود اسرائیل کی کیا حالت ہے؟ یہ لوگ کس طرح خود کو حضرت موسیٰؑ کی طرف نسبت دیتے ہیں؟ حضرت موسیٰؑ کی حالت تو یہ تھی کہ وہ ایک چرواہا تھے ان کے پاس ایک عصا ہوا کرتا تھا اور ان کے چرواہا ہونے کا تاریخ میں تذکرہ موجود ہے، باوجود اس کے حضرت موسیٰؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے زمانے کی عظیم ترین قوت کے پاس جاکر اس سے ٹکر لی. حضرت موسیٰؑ نے کبھی بھی دنیا کی طرف توجہ نہیں کی. ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو خود کو حضرت موسیٰؑ کے تابع سمجھتے ہیں، کس قدر دنیا سے چپکے ہوئے ہیں، امریکہ کے بڑے بڑے سرمائے ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں. امریکہ کی مادی طاقت ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم تو حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے معتقد ہیں. (۲)

۱۔ حضرت موسیٰؑ کی پیروی کرنے والوں سے مراد صیونی ہیں کہ جو یہودیوں یا حضرت موسیٰؑ کے حقیقی پیروکاروں سے علیحدہ ہیں۔

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱/ ۱۰ / ۱۳۶۲ ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۱۹۲

▫ فصل چہارم

اسرائیل کے حامی

امریکه، اسرائیل کا اصلی حامی هے

یہ امریکہ ہے جو اسرائیل اور اس کے طرفداروں کی حمایت کرتا ہے. یہ امریکہ ہے جو اسرائیل کی مدد کرتا ہے تاکہ وہ مسلمان عربوں کو بے وطن کردے. (۱)

سارے استعمارگر، اسرائیل کی حمایت کرتے هیں

اسرائیل مشرق ومغرب کی استعماری حکومتوں کی ہمفکری اور ہم آہنگی سے پیدا ہوا ہے جس کا مقصد اسلامی اقوام کو دباؤ میں رکھ کر ان سے فائدہ حاصل کرنا ہے اور آج تمام استعماری طاقتیں اس کی حمایت اور مدد کرتی ہیں. امریکہ اور برطانیہ، اسرائیل کو فوجی اور سیاسی طاقت اور خطرناک اسلحوں سے لیس کر کے عربوں اور مسلمانوں پر پے در پے حملات کرنے اور فلسطین پر قابض رہنے اور دوسری اسلامی سرزمینوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں. جبکہ روس، مسلمانوں تک اسلحہ پہونچنے کی راہ میں رکاوٹ ڈال کر اور دھوکہ، خیانت اور مکاری کی سیاست کے ذریعے اسرائیل کی بقاء کی ضمانت فراہم کررہا ہے. (۲)

امریکه کی طرف سے شاہ اور اسرائیل کی حمایت

ان (پہلوی) عناصر کی حمایت کی وجہ سے امریکی حکومت مسلمانوں کی نظر میں تاریخ کے ظالموں اور ستمگروں کی سرغنہ ہے، امریکی حکومت نے مسلمانوں کے زرخیز منابع سے مفت میں فائدہ اٹھانے کے لیے کروڑوں بے گناہ اور شریف افراد کو ناپاک اور انسانیت سے دور عناصر کے چنگل میں پھنسا رکھا ہے ... کروڑوں مسلمانوں کے حقوق کو پامال کرنا، ان پر مٹھی بھر اوباش لوگوں کو مسلط کرنا، ایران کی غیر قانونی حکومت اور اسرائیل کی برائے نام حکومت کو مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی چھوٹ دینا، آزادی چھیننا اور قرون وسطی کی روش اپنانا، یہ سب ایسے مظالم ہیں جو امریکہ کے صدور کی فائلوں میں درج ہو رہے ہیں، موجودہ صدر کہ جس نے

۱۔ (Cpitulations) کیپولیشن کے منظور ہونے کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۴/۸/ ۱۳۴۳ ۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۴ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۱۱

۲۔ امام خمینیؒ کی طرف سے امریکہ وکینیڈا میں مقیم مسلمان طلباء کے خط کا جواب۔ ۲۲ /۴/ ۱۳۵۱ ۔ ۱۳ جولائی ۱۹۷۲ ۔صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۸۶

کچھ وعدے کیے ہیں. اسے چاہیئے کہ گذستہ حکومتوں کے ظالمانہ کاموں سے اجتناب کرے. (۱)

اسرائیل کو تیل نہ بھیجنے پر ایران کے خلاف امریکی پروپیگنڈہ

اخبار میں تھا کہ امریکی سینیٹ (۲) نے متفقہ طور ایک قرارداد میں ایران میں دی جانے والی پھانسی کی سزاؤں کی مذمت کی ہے، جس نے یہ قرارداد پیش کی ہے وہ بھی اسرائیل کے دوستوں میں سے ہے اور خود بھی صہیونی ہے. اس بات کی توقع کرنا بے جا ہے کہ وہ ہمارے ملک میں دی جانے والی موت کی سزاؤں کی مذمت نہ کریں. ہم امریکہ سے ایسی توقع نہیں رکھتے خصوصاً اس وقت جب کہ ایران کی حکومت نے اسرائیل کو تیل بھیجنا بند کردیا ہے اور اب وہ اسرائیل کو تیل نہیں بھیج رہی ہے اسرائیل، امریکہ کے قریبی دوستوں میں سے ہے لہذا ہمیں اس سے یہ توقع نہیں ہے. (۳)

امریکہ، صہیونیزم کی مدد کرتا ھے

عصر حاضر میں ہماری تمام مشکلات کی وجہ امریکہ ہے، مسلمانوں کی تمام مشکلیں امریکہ کی وجہ سے ہیں. امریکہ ہے جو صہیونیزم کی بے دریغ حمایت کر رہا ہے. ان کو تقویت دے رہا ہے اور وہ ہمارے بھائیوں کے گروہوں کے گروہوں کو مار رہے ہیں. (۴)

۱۔ امریکہ و کینیڈا میں طلباء کی اسلامی انجمن کے نام امام خمینیؒ کا خط مہر ماہ ۱۳۵۶ ۔ اکتوبر ۱۹۷۷ صحیفہ نور، ج ۱ ص ۲۴۳

۲۔ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور انقلابی عدالتوں کے قیام سے، شاہ کی حکومت کو چلانے والوں، جن میں سے اکثر، فاسد، ظالم اور غارتگر (لوٹ کھسوٹ مچانے والے) افراد تھے، کے خلاف قانونی کاروائی آغاز ہوئی، اس کاروائی میں القانیان نامی ایک صہیونی شخص بھی تھا جس کو عدالت نے پھانسی کا حکم سنایا تھا، اس فاسد شخص کی پھانسی کے بعد امریکی سینٹ نے اتفاق رائے سے، ایران کی انقلابی عدالتی فیصلوں کے خلاف ایک قرار داد منظور کی جسے صہیونی سینٹر جاکوب (یعقوب) جاوٹیس نے پیش کیا تھا.

امریکی سینٹروں کی اس حرکت کو حضرت امام خمینیؒ کے فوری ردّ عمل اور سخت تقریروں کا سامنا کرنا پڑا. حکومت ایران نے بھی امریکہ پر شدید اعتراض کرتے ہوئے مذکورہ عمل کو ایران کے داخلی امور میں مداخلت قرار دیکر امریکہ کے نئے سفیر کے ایران آنے میں تاخیر کردی، ملت ایران نے مختلف شہروں میں وسیع پیمانے پر مظاہرے کرتے ہوئے، عالمی سامراج کے خلاف امام خمینیؒ کے نظریات کی تائید کی اور امریکی سینٹروں کے اقدام سے اپنی مخالفت کا اظہار کیا.

۳۔ امام خمینیؒ کی تقریر ۔ ۲/۲/ ۱۳۵۸ ۔ ۲۲ اپریل ۱۹۷۹ ۔ صحیفہ نور ج ۶ ص ۵۵

۴۔ امام خمینیؒ کی تقریر ۔ ۷/۸/ ۱۳۵۸ ۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۰ ص ۷۶

امریکہ اور اسرائیل کی ہمفکری

میں کئی بار آگاہ کرچکا ہوں کہ اسرائیل فقط غصب کردہ زمینوں پر اکتفاء نہیں کرے گا بلکہ اس کی لالچی نظریں بہت آگے تک ہیں اب آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ اس نے بیت المقدس کو اپنا دار الخلافہ بنالیا ہے، تمام وہ چیزیں جن کا امریکہ، انسانی حقوق کے علمبردار اور دنیا کی دوسری تنظیمیں دعویدار ہیں وہ غیر موزوں اشعار کے مانند ہیں لہذا آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ منع کرتے ہیں مگر اسرائیل پرواہ ہی نہیں کرتا وہ دھمکی دیتے ہیں تو اسرائیل ان کی مذمت کرتا ہے اس کی وجہ یہ کہ وہ ان چیزوں میں سنجیدہ نہیں ہیں، امریکہ حقیقت میں اس بات کا مخالف نہیں ہے کہ اسرائیل کا دار الخلافہ بیت المقدس ہو ورنہ اسرائیل ایسا نہیں کرسکتا یہ سب دکھاوا ہے یا مثال کے طور پر ان ممالک میں انسانی حقوق کی تنظیمیں یا دیگر تنظیمیں بھی اسی قسم کی ہیں. یہ سب ایک دوسرے کے ہمنوا ہیں. ان کا مقصد، ایشیاء، افریقہ اور وہاں کے لوگوں کو لوٹنا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ مسلمان پھر بھی متنبہ نہیں ہوتے. (۱)

اسرائیل، امریکہ کے ساتھ مفاہمت کے بغیر ظلم نہیں کرتا

یہ خیال نہ کیجئے کہ فقط جولان (۲) کی چوٹیوں کا مسئلہ ہے بلکہ مسئلہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ یہ ادارے جو بنائے گئے ہیں جیسے اقوام متحدہ یا انسانی حقوق کا ادارہ وغیرہ تو یہ ملتوں کے فائدے کے لیے کوئی قدم اٹھائیں گے یہ مت سوچئے کہ ان اداروں کی مخالفت اسرائیل اور اسرائیل جیسوں کو ظلم سے باز رکھنے میں مؤثر ہوسکتی ہے. امریکہ نے بھی اس الحاق کی مخالفت کی ہے، لیکن کونسا عقلمند یقین کرسکتا ہے کہ اسرائیل امریکہ کی اجازت اور اس کے ساتھ مفاہمت کئے بغیر ایسے کام انجام دے؟ (۳)

مسلمانوں کو یہ کاری ضرب، امریکہ لگا رہا ہے

افسوس کامقام ہے کہ اسلام اور مسلمانوں میں کس قدر بُعد ہے. اسلام، خلاف ورزی اور تجاوز کرنے والے

۱۔ امام خمینیؒ کی تقریر ۔ ۱۵ /۵/ ۱۳۵۹ ۔ ۶ اگست ۱۹۸۰ ۔ صحیفہ نور ج ۱۲ ص ۲۷۱

۲۔ یہ پانچ جون ۱۹۶۷ میں اسرائیل کے ہاتھوں جولان کی پہاڑیوں پر قبضے کی طرف اشارہ ہے. اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے باوجود، جس میں مقبوضہ سرزمینوں سے فوجوں کی واپسی کو ضروری قرار دیا گیاہے. اسرائیل نے ان قرار دادوں کی پرواہ کیے بغیر مقبوضہ علاقوں کو اپنے باقی علاقے سے ملحق کردیاہے. ("فلسطین کی مختصر تاریخ" کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

۳۔ امام خمینیؒ کی تقریر ۔ ۲۵ /۹/ ۱۳۶۰ ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۶۳

کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے اور یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم اسلام کے تابع ہیں ان کی مخالفت کے بجائے ان کو ترغیب دیتے ہیں۔ امریکہ کہ جو تمام مجرموں کا سرغنہ ہے اور حال ہی میں بیروت (۱) میں ڈھائے گئے مظالم کے پیچھے خفیہ طور پر امریکہ اور ظاہری طور پر صہیونیوں کا ہاتھ تھا۔ ان کا بانی امریکہ تھا خود انہوں نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ یہ امریکہ کا منصوبہ تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اسرائیل کو ان جرائم کے ارتکاب سے روک دیتا۔ یہ امریکہ ہی ہے جس کی وجہ سے مسلمان چوٹ کھا رہے ہیں، اس کے باوجود یہ لوگ مسلمانوں کی طرفداری کا دم بھرتے ہیں۔ اپنی ہر چیز امریکہ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور اس سے عذر خواہی بھی کرتے ہیں۔ کیا یہ چیز اسلام، اقوام اسلامی اور سب کے لیے افسوس ناک نہیں ہے؟ ملل اسلامی کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ان لوگوں نے بیروت کے عوام، وہاں کی عورتوں، بچوں، فقیروں اور بے نواؤں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ وہاں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا ہے اور مسلمان تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ بلکہ بعض مسلمانوں نے تو ان کی حمایت بھی کی ہے اور اگر کچھ کہا بھی ہے تو وہ صرف کھوکھلے الفاظ کی حد تک تھا، جبکہ مظالم انتہا تک پہنچا دیئے تھے۔

امریکہ کے بندوقچی، اسرائیل کی حمایت کے لیے آن پہونچے ہیں

آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج لبنان میں کیا ہو رہا ہے اب جبکہ آپ اور ہم یہاں بیٹھے ہیں لبنان میں خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے لبنان کی اس غاصب اور ظالم حکومت اور اس خائن "امین جمیّل" (۲) نے لبنان کے عوام پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے ہیں، پہلے اسرائیل نے وہاں پہ کیسے کیسے مظالم ڈھائے تھے اور اب یہ لوگ ان پہ ظلم کے

۱۔ لبنان میں صہیونی فوجیوں کے فلسطینیوں پہ حملے کی طرف اشارہ ہے جو ۶ جون ۱۹۸۲ میں واقع ہوا۔ ان حملوں میں بیروت کا مغربی حصہ اسرائیلی فوجیوں کی سخت بمباری کا نشانہ بنا اور "صبرا" اور "شتیلا" کے پناہ گزین کیمپوں میں ہزاروں فلسطینیوں کا قتل عام ہوا۔ (کتاب کے آخر میں، فلسطین کی مختصر تاریخ کی طرف رجوع کیا جائے)

۲۔ امام کی مراد لبنان کا سابق صدر "امین جمیل" ہے جو اپنے بھائی "بشیر جمیل" کو قتل کرنے کے بعد لبنان کا صدر نیز لبنان کی فالانجیسٹ پارٹی کا بھی صدر منتخب ہوا۔ اس کی صدارت کے دوران کئی بار لبنانی مسلمانوں کا قتل عام ہوا اور اسرائیل کے ساتھ صلح کے معاہدے پہ دستخط بھی ہوئے۔ مذکورہ معاہدہ جو ۱۷ مئی کے معاہدے کے نام سے معروف تھا، مسلمانوں کی ہڑتال اور لبنانی فوج کے ساتھ ان کی جھڑپ کی وجہ سے ختم ہوگیا۔

پہاڑ توڑ رہے ہیں لیکن ہم نے نہیں دیکھا کہ امریکہ نے ایک لفظ بھی کہا ہو بلکہ خود امریکہ نے اپنے بندوقچیوں (فوجیوں) کو مظالم میں ان کی مدد کے لیے بھیجا ہے۔ بہانہ تراشی بھی خود ہی کرتے ہیں اور ساری نمائش بھی خود تیار کرتے ہیں۔ مثلاً کسی جگہ دو ایک فائر کر کے ایک دو آدمیوں کو زخمی کر دیتے ہیں۔ اگر کچھ بھی نہ ہوا تو تب بھی یہ لوگ گھر گھر جا کر تلاشی لیتے ہیں، جوانوں کو پکڑ لیتے ہیں، قید میں ڈال دیتے ہیں، بعض کو قتل کر دیتے ہیں، ساری دنیا میں اس نوعیت کے مظالم ہو رہے ہیں اور امریکہ ان کو ہوا دے رہا ہے۔ اس سے زیادہ افسوس ناک یہ ہے کہ مسلمان بھی تماشا دیکھ رہے ہیں۔ (۱)

فلسطین کے مقابلے میں بڑی طاقتوں کا اتحاد

آج تمام حکومتوں اور سپر طاقتوں نے اس بات پر ایکا کر لیا ہے کہ فلسطینی مسلمانوں کو ان کے مقصد تک نہ پہنچنے دیں، حتی کہ بہت سے وہ لوگ جو فلسطینیوں سے ہمدردی کا دعویٰ کرتے ہیں ان کو بھی اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ فلسطینی مسلمان، اسرائیل پہ غلبہ پالیں اور افسوس یہ ہے کہ انہوں نے خاموشی، سازش اور تماشا دیکھنے کی شکل میں اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ فلسطینی مسلمانوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے چونکہ ان کی کامیابی، اسلام کی کامیابی ہے اور یہ لوگ ڈرتے ہیں کہ جس طرح ایران میں اسلام کامیاب ہوا اور ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے اور ان کے مفادات پر پانی پھیر دیا اسی طرح اگر لبنان اور فلسطین میں اسلام کامیاب ہوگیا تو ان کے مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے۔ لہذا سب شیطان اس بات پر جمع ہیں کہ اسلام کو پھلنے پھولنے نہ دیں۔ (۲)

۱۔ امام خمینیؒ کی تقریر۔ ۱۵ /۶/ ۱۳۶۲۔ ۶ اگست ۱۹۵۳۔ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۹۸

۲۔ حزب اللہ لبنان کی مرکزی کونسل سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کا خطاب ۹/ ۱۲ / ۱۳۶۶۔ ۲۸ فروری ۱۹۸۷۔ صحیفہ نور ج ۲۰ ص ۱۸۳

□ دوسرا حصّہ

شاہ کے دور میں
ایران اور اسرائیل کے تعلقات

▫ فصل اول

حکومت شاہ اور اسرائیل کی دوستی

حکومت شاہ کے اقتصاد پر صہیونیوں کا قبضہ

اس بل (۱) کے پاس ہونے کی وجہ سے کہ جسے شاید یہودیوں اور صہیونیوں کے جاسوسوں نے تیار کیا ہے، اسلام اور ملک کے اقتصادیات اور خود مختاری کو زبردست خطـرہ لاحق ہے اس بل کا مقصد ملک کے استقلال اور بنیاد کو نابود کرنا ہے اور یہ خطرہ آقای علم (سابقہ دور کے وزیر اعظم) کی حکومت میں اپنی جگہ پر باقی ہے اور حکومت خود کو اس پر عمل کرنے میں مجاز سمجھتی ہے چاہے وہ اسلامی قانون اور ملکی آئین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور اس سے دو کروڑ یا تمام مسلمانوں کے دینی جذبات کو ٹھیس ہی کیوں نہ پہنچتی ہو.

میں اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ملت ایران اور دنیا کے مسلمانوں کو اس خطرے سے آگاہ کرتا ہوں.

۱۔ مہر ۱۳۴۱ (اکتوبر ۱۹۶۲) میں امیر اسد اللہ علم کی حکومت نے " ایالتی (صوبائی) وولایتی (علاقائی) کونسلوں" کے بارے میں پارلیمنیٹ سے ایک نیا بل پاس کرایا جو قم کے مجتہدین اور مذہبی حلقوں کی طرف سے اسلام اور قانون اساسی (ملکی آئین) کے خلاف قرار دیا گیا، اس بل میں حکومت نے انتخاب کرنے والوں اور انتخاب ہونے والوں (امیدواروں) کی شرائط میں سے " اسلام" کی قید کو ختم کردیا تھا اور "قرآن مجید پر حلف لینے" کی جگہ " آسمانی کتاب پر حلف لینے" کو مقرر کیا تھا. مذکورہ بل پاس کرا کر حکومت، اسلام کو ختم کرنے، مغربی ثقافت کو رائج کرنے اور ایران کے مسلمان عوام کی تقدیر اور مفادات پر غیر مسلمان افراد کو مسلط کرنے کی راہ ہموار کرنا چاہتی تھی.

جان لیں کہ قرآن کریم اور اسلام خطرے میں ہیں، ملک کا استقلال اور اس کا اقتصاد صہیونیوں کے قبضے میں جانے والا ہے جو ایران میں بہائی فرقے کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں اور کچھ ہی عرصے کے اندر مسلمانوں کی ذلت آمیز خاموشی اور اپنے ایجنٹوں کی مدد سے اس ملک کے اقتصاد پر قابض ہو جائیں گے اور ملت مسلمان کا قافیہ حیات ہر طرف سے تنگ کر دیں گے۔ ایرانی ٹی وی، یہودیوں کی جاسوسی کا اڈہ ہے اور حکومتیں اسے دیکھ رہی ہیں اور اس کی تائید کر رہی ہیں۔ جب تک یہ خطرہ ٹل نہیں جاتا تب تک ملت مسلمان، خاموش نہیں رہے گی اور اگر کسی نے خاموشی اختیار کی تو وہ خداوند قاہر کے سامنے جوابدہ ہے اور اس دنیا میں زوال کا شکار ہوگا۔ (۱)

ایران صہیونیوں کے قبضے میں ہے

مجھے معلوم ہے کہ ضمیر رکھنے والے (فوجی) افسران، ان وحشیانہ مظالم پر دل سے راضی نہیں ہیں، ان پر جو دباؤ ہے، مجھے اس کا (بخوبی) علم ہے اور افسوس ہے۔ میں ایران اور اسلام کی نجات کے لیے ان کے ساتھ برادرانہ سمجھوتے کے لیے تیار ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ ان کے دل اسرائیل کے سامنے جھکنے کی وجہ سے اضطراب میں ہیں اور وہ اس بات پر ہرگز راضی نہیں ہیں کہ ایران کو یہودیوں کے پاؤں تلے روندا جائے، میں اسلامی ممالک اور عرب حکومتوں کے سربراہوں کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ علمائے اسلام، زعمائے دین، ایران کی دیندار قوم اور باغیرت فوج، اسلامی حکومتوں کے بھائی ہیں اور نفع ونقصان میں ان کے ساتھ شریک ہیں اور اسرائیل کہ جو ایران اور اسلام کا دشمن ہے کے ساتھ معاہدے سے متنفر اور دکھی ہیں میں نے یہ بات صراحت کے ساتھ کہہ دی ہے اب اسرائیل کے ایجنٹوں کو میری زندگی کا خاتمہ کرنے دیجئے۔ (۲)

اسرائیلی ایجنٹوں کا تمام امور میں نفوذ

آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ آج جو خطرہ اسلام کو درپیش ہے وہ بنی امیّہ (۳) کے زمانے سے کم نہیں

۱۔ قم کی تاجر برادری کے امام خمینیؒ سے سوالات۔ اسفند ۱۳۴۱۔ مارچ ۱۹۶۲ صحیفہ نور ج ۱ ص ۳۴

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱۲/۲/ ۱۳۴۲۔ ۲ مئی ۱۹۶۳۔ صحیفہ نور ج ۱ ص ۴۸۔ ۴۷

۳۔ بنی امیہ یا اموی، خاندان امیہ سے مراد مسلمان خلفاء کا ایک سلسلہ ہے جنہوں نے ۴۰ ہجری (۶۶۲ء) میں خلفاء راشدین کے بعد

ہے کہ (شاہ کی) جابر وظالم حکومت پوری قوت کے ساتھ اسرائیل اور اس کے گمراہ کن ایجنٹوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے پروپیگنڈے کی مشینری ان کے سپرد کردی گئی ہے اور دربار میں ان کو ہر طرح کی آزادی ہے۔ فوج، ثقافتی اداروں اور دیگر وزارتوں میں ان کے لیے جگہیں بناکر کلیدی عہدے ان کے سپرد کردیئے گئے ہیں اسرائیل اور اس کے ایجنٹوں کی طرف سے لاحق خطرے کی طرف عوام کو متوجہ کیجیے۔ ماتمی نوحوں میں، اسلامی مراکز، فقہ ودیانت اور حامیان شریعت پر پڑنے والی مصیبتوں، کا تذکرہ کیجیے، خائن حکومت نے جو ہزاروں آدمی لندن کے اسلام دشمن پروگرام میں شرکت کے لیے بھیجے ہیں ان کے اس اسلام وملک اور ملک دشمن اقدام سے نفرت وبیزاری کا اظہار کیجیے۔ (۱)

اسرائیل پر تنقید کرنے پر پابندی

آج مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض خطباء کو اینٹیلی جنس (Intelligens) (۳) میں لے جا کر ان سے کہا ہے کہ آپ تین چیزوں کے بارے میں کچھ نہ کہا کریں اس کے علاوہ جو کچھ بھی کہنا ہو کہیں، ایک تو شاہ کے بارے میں کچھ نہ کہیں دوسرے یہ کہ اسرائیل سے کوئی سروکار نہ رکھیں اور تیسرے یہ نہ کہا کریں کہ دین خطرے میں ہے۔ ان تین چیزوں سے آپ سروکار نہ رکھیں، باقی جو کچھ کہنا چاہیں کہیں۔ بہت خوب! اگر ہم ان تین چیزوں کے بارے میں کچھ نہ کہیں تو پھر کیا کہیں؟ ہماری تمام مشکلیں انہی تینوں کی وجہ سے ہیں۔ (۲)

- اسلامی ممالک کی حکومت کے امور کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ۱۳۲ ہجری (۷۵۰ ء) تک خلافت انہی کے پاس رہی۔ بنی امیہ کی حکومت کی بنیاد معاویہ بن ابی سفیان نے رکھی، معاویہ اور اس کے خاندان نے اشرافی اور موروثی بادشاہت کے نظام کو دو بارہ زندہ کیا جو مسلمانوں کے عقائد کے بالکل بر خلاف ہے۔ تاریخ ان دردناک واقعات سے بھری پڑی ہے جو بنی امیہ کے دور میں دنیائے اسلام میں رونما ہوئے۔ ان میں بے رحمی کے ساتھ قتل عام۔ اہل بیت پیغمبر ﷺ کے پیرو کاروں کو بے رحمی سے قتل، جلا وطن اور حبس کرنا نیز (معاویہ کے بیٹے) یزید اور اس کے اہل کاروں کے ذریعے امام حسین علیہ السلام اور ان کے اعوان وانصار کو شہید کرنا شامل ہے۔

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۲۸ /۲/ ۱۳۴۲ ۔ ۱۸ مئی ۱۹۶۳ ۔ صحیفہ نور ج ۱ ص ۵۲

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۳ /۳/ ۱۳۴۲ ۔ ۳ جون ۱۹۶۳ صحیفہ نور ج ۱ ص ۵۶

۳۔ سازمان اطلاعات وامنیت کشور (ملکی امن اور سراغ رسانی کا ادارہ) کا مخفف ہے۔ یہ ادارہ ساواک کے نام سے مشہور تھا۔ ۱۳۳۶ ۔ ۱۹۵۷ میں -

آیا شاہ اسرائیلی ہے

شاہ اور اسرائیل کے تعلقات کیسے ہیں کہ سیکورٹی والے کہتے ہیں کہ اسرائیل کے بارے میں کچھ نہ کہیں اور شاہ کے بارے میں بھی کچھ نہ کہیں ان دونوں میں کیا تناسب ہے؟ کیا شاہ اسرائیلی ہے؟ کیا سیکورٹی والوں کی نظر میں شاہ یہودی ہے؟ ایسا نہیں ہے. وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے یہ جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے ظاہر سے ایسا لگتا ہے کہ اسرائیل کے ساتھ تعلقات میں ممکن ہے کہ کوئی راز پوشیدہ ہو! ممکن ہے یہ بات درست ہو کہ کچھ تنظیمیں اس کو نابود کرنا چاہتی ہوں! شاید یہ صحیح ہو، کیا تم اس بات کا احتمال نہیں دیتے؟ اگر احتمال دیتے ہو تو کوئی علاج کرو، کسی طریقے سے یہ باتیں اس شخص تک پہنچا دو، شاید بیدار ہوجائے. (۱)

حکومت شاہ کی اسرائیل کے ساتھ پکی دوستی ہے

سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اسرائیل اور اس کے ایجنٹ (شاہ کی) جابر وظالم حکومت اور اس کے ایجنٹوں کی مدد سے ملک کے کلیدی عہدوں اور اس کے اقتصادیات پر قابض ہیں. اسرائیل، اسلامی حکومتوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہے، لیکن ایرانی حکومت اس کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرتی ہے اور اس کے لیے ہر قسم کے پروپیگنڈے کے وسائل اور تجارتی ساز وسامان ملک میں داخل کرنے کے راستے ہموار کرتی ہے.

میں کئی بار خطرے کا اعلان کرچکا ہوں کہ یہ اسرائیل ملک کے استقلال، اقتصاد اور دین مقدس کے لیے خطرہ ہے. مختلف سیکورٹی تنظیموں کے ذریعے جملہ "الکفر ملة واحدة" کے زبان زد خاص وعام ہوجانے کا مجھے افسوس ہے یہ جملہ نص قرآن کے بر خلاف اور اسرائیل اور اس کے ایجنٹوں کی حمایت کے لیے ہے، (یہ جملہ) اسرائیل کی پہچان کا مقدمہ اور اسرائیل کے کارندوں اور گمراہ اور منحرف (بہائی) فرقے کی حمایت کے لیے استعمال کیا جارہا ہے. (۲)

۔ محمد رضا شاہ کے حکم سے قانونی طور پر اس کی بنیاد رکھی گئی. ساواک کا کام حکومت کے مخالفین کی سرکوبی اور اسلامی جد وجہد کا مقابلہ کرنا تھا. ساواک کا CIA اور موساد (اسرائیل کی خفیہ ایجنسی) کے ساتھ تعاون اور قریبی تعلق تھا. سیاسی قیدیوں کو شکنجہ دینے میں ساواک کی قساوت اور بے رحمی اس درجے تک تھی کہ اقوام متحدہ کی تنظیم برائے انسانی حقوق کے سیکرٹری جنرل نے ۱۹۷۵ میں اعلان کیا تھا کہ " انسانی حقوق کے بارے میں دنیا کے کسی بھی ملک کی کارکردگی ایران کی کارکردگی سے خراب نہیں ہے.

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۳ /۳/ ۱۳۴۲ ۔ ۳ جون ۱۹۶۳ صحیفہ نور ج۱ ص۵۷.

۲۔ ملک کے استقلال کے بارے میں ملت ایران کو امام خمینیؒ کی تنبیہ ۱۸ /۱/ ۱۳۶۳ ۔ ۷ اپریل ۱۹۸۹ صحیفہ نور ج۱ ص ۶۲

اسرائیل اور شاہ کی حکومت کے تعلقات کے دیگر شواہد

مقصد اسلام ہے، ملک کا استقلال ہے اسرائیلی ایجنٹوں کو بھگانا ہے اسلامی ممالک کے ساتھ اتحاد ہے اس وقت ملک کا پورا اقتصاد، (۱) اسرائیل کے ہاتھ میں ہے اسرائیل کے ایجنٹوں نے ایران کے اقتصاد پر قبضہ کرر کھا ہے، اکثر کارخانے ان کے ہاتھوں میں ہیں جیسے ٹیلیویژن، ارج فیکٹری، پیپسی کولا کا کارخانہ.

جس ہوائی جہاز میں حاجیوں کو مکہ لے کر جانا تھا وہ بھی اسرائیل کا تھا بعد میں جب سعودی حکومت نے اس پہ اعتراض کیا تو مجبوراً انہیں یہ کام چھوڑنا پڑا، آج کل انڈے بھی اسرائیل سے منگوائے جاتے ہیں. آپ اپنی صفوں کو مستحکم کیجئے، یہ استعمار کے ایجنٹ ہیں، استعمار کی جڑ کو کاٹنا چاہیئے. (۲)

شاہی حکومت کی پلاننگ، اسرائیلیوں کے ہاتھ میں ہے !

عوام کو علماء سے کاٹنے کے اس منحوس منصوبے کے ذریعے معاشرے کو ہم سے متنفر کرنا چاہتے ہیں تا کہ آرام وسکون سے اپنے آقاوؤں کی پیروی کریں، کاش کہ اپنے آقا کی پیروی کرتے. مگر یہ تو اسرائیل کی پیروی کرنا چاہتے ہیں.

ہم کرپشن کے مخالف ہیں. ہم کہتے ہیں کہ آپ کے اصلاحی پروگرام اسرائیل نے آپ کے لیے تیار کیے ہیں. آپ جب بھی کوئی پروگرام بنانا چاہتے ہیں تو اسرائیل کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں، آپ اسرائیل سے فوجی

۱۔ ثابت پاسال فیملی اور القانیان فیملی جو ایران میں عالمی صیہونیزم سے مربوط تھیں، پہلوی خاندان اور اندرونی وبیرونی سرمایہ داری نظام سے مل کر ایران میں سرگرم تھیں۔ ایران وانگلینڈ بنک، ایران ومشرق وسطیٰ بنک، ایران صنعتی بنک اور بنک برائے توسیع صنعت ومعدن ایران، اور اس کے علاوہ پیداوار اور تجارت کے کئی ادارے جیسے پیپسی کولا، فولکس ویگن، مشہد سیمنٹ، پلاسکوکار، جنرل ٹائر اینڈ ربڑ، ایران فارواگ، سیکاپ اور فرانس پیک وغیرہ جیسے ادارے "ثابت پاسال" جیسے صیہونی ایجنٹ کی اقتصادی سرگرمیوں کا ایک حصہ تھے۔ "القانیان" بھی ایران لیلاند موٹر کمپنی، گودریج ایران، پارس اور امریکہ کے کارخانہ جات اور ایس، آر، ایس کمپنی کے علاوہ دسیوں پیداواری فیکٹریوں، کارخانوں اور کمپنوں کا مالک تھا.

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۱ /۱/ ۱۳۴۳ ۔ ۱۰ اپریل ۱۹۶۴ ۔ صحیفہ نور ج ۱ ص ۶۴

ماہرین کو اس ملک میں لے آتے ہیں. آپ طالب علموں کو یہاں سے (اسرائیل) بھیجتے ہیں، کاش کہ کسی اور جگہ بھیجتے، کاش کہ برطانیہ میں بھیج دیتے، امریکہ میں بھیج دیتے، لیکن یہ تو اسرائیل میں بھیجتے ہیں. ہم ان کے مخالف ہیں. ہم کہتے ہیں: جناب، تمام اسلامی ممالک، کفر اور اسرائیل کے مقابلے میں صف آراء ہیں اور ادھر دوسری طرف آپ اور ترکیہ کی حکومت اسرائیل کے ہمنوا ہیں. ہم کہتے ہیں کہ یہ کام اچھا نہیں ہے. جناب والا! اس قدر قوموں کے جذبات کو پائمال نہ کرو خدا کی قسم! یہ نقصان دہ ہے. سارے مسلمان ایک طرف اور ایران ایک طرف! ملت ایران بد نام ہوجائے گی اور دوسرے ہمارے سنی بھائی سوچیں گے کہ شیعہ یہود پرست ہیں!

حضور والا! آئیے بیٹھیں اور دیکھیں کہ یہ چیز کہاں تک ارتجاع پر مبنی ہے؟ آپ کے بقول تو آپ پچیس سو سالہ مملکت رکھتے ہیں پوسیدہ اور سڑی ہوئی ہڈیوں پر آپ کو کس قدر ناز ہے! آپ اسلام کے مقابلے میں ان ہڈیوں کو مٹی سے نکالنا چاہتے ہیں اب عمر کے آخری حصے میں احکام اسلام اور مسلمانوں کے مقابلے میں اسرائیل کے ساتھ گٹھ جوڑ کرلیا ہے. ہم جب کہتے ہیں کہ اسرائیل کے ساتھ گٹھ جوڑ نہ کیجئے (تو وہ جواب میں کہتے ہیں) اب جب کہ ہم نے سمجھوتہ کرلیا ہے اور "جو جو" (۱) آئے تھے کیا لائے تھے؟! آپ کی اس سیاہ منطق پر تف ہو آپ کے چہرے سیاہ ہوجائیں ...

کیا یہ ترقی یافتہ ملک ہے جسے اپنی ہر چیز باہر سے منگوانا پڑتی ہے؟! ماہرین کو اسرائیل سے لایا جاتا ہے اور

۱۔ اسلامی تحریک کے آغاز سے ہی، اندرون وبیرون ملک سے امام خمینیؒ کے گردیدہ لوگ آپ سے اپنی حمایت اور تعاون کے اظہار کے لیے ان کی ملاقات کی لیے آتے تھے، ان میں قومی اور انقلابی بلند پایہ شخصیات بھی دیکھنے میں آتی تھیں. ایک دفعہ ایک شخص جس نے اپنے آپ کو لبنان میں مصری سفارت کار ظاہر کیاتھا، نےایک عالم دین کی وساطت سے امام خمینیؒ سے ملاقات کی اور کہاکہ وہ مصر کے صدر جمال عبد الناصر کی طرف سے مامور ہے کہ ان کی طرف سے آپ کی خدمت میں اسرائیل کے خلاف اعلان جہاد کے سلسلے میں شکریہ کا اظہار کرے، یہ شخص بعض شواہد کے مطابق احتمالا حکومت اور اس کی خفیہ سروس کی طرف سے بھیجا گیا تھا. جمال عبدالناصر، اسرائیل کے نمبر ایک دشمنوں میں سے تھا اور شاہ، غاصب اسرائیل کا حامی شمار ہوتا تھا اور ہمیشہ اپنے پروپیگنڈوں میں مصر کو ایران کا دشمن شمار کرتا تھا. حکومت نے امامؒ کے خلاف سازش کرنے اور ان کے خلاف لوگوں میں بدگمانی پیدا کرنے کے لیے، خرداد ۱۳۴۲ (جون ۱۹۶۳) کے جرائد میں یہ بے بنیاد خبر شایع کردی کہ "گیارہ خرداد (یکم جون) کو عبد القیس جوجو (یا محمد توفیق القیاسی) نامی ایک شخص لبنان سے مہرآباد تہران ائرپورٹ پہ اترا، چونکہ یہ شخص کسٹم والوں کی نظر میں مشکوک تھا، لہذا اس کی جانچ پڑتال اور اس کے پوچھ گچھ کی گئی اور اس سے ایک ملین تومان سکے برابر کرنسی پکڑی گئی. اس شخص نے تحقیقات کے بعد اعتراف کیا کہ وہ مذکورہ رقم جمال عبد الناصر کی طرف سے ایران میں خاص افراد کے لیے لے آیا ہے"

طلباء کو اسرائیل بھیجا جاتا ہے کہ وہاں سے سیکھ کر آئیں. اس سال اسی قم سے کئی افراد گئے ہیں. یعنی ان کو بھیجا گیا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ وہاں سے کچھ سیکھ کر آئیں، یہ تو ان سے فراڈ کرنا سیکھیں گے، ان سے مکر وفریب سیکھیں گے، اور کیا چیز سیکھنا چاہتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ ان کو ایسے مراکز میں بھیجنا موجب فساد ہے اور کچھ نہیں ہے، آپ بعد میں تجربہ کرکے دیکھیں کہ دس، بیس یا تیس سال بعد کیا نتیجہ نکلے گا ! ان (طلباء) کو آپ بھیج تو رہے ہیں لیکن فساد کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا! (۱)

ایران واسرائیل کا مثالی کھیت

اس وقت جبکہ میں یہاں بیٹھا آپ سے باتیں کررہا ہوں ایران کے اچھے اچھے کھیت (۲) اسرائیل کے قبضے میں ہیں، ایلام (شہر) سے مجھے لکھا ہے کہ یہاں کے اچھے کھیتوں کو اسرائیل کے حوالے کردیا گیا ہے تا کہ وہ ان میں چقندر کی کاشت کریں اور سڑک کے کنارے ایک بورڈ لگایا ہے جس پر لکھا ہوا ہے "ایران واسرائیل (کا مشترکہ) مثالی کھیت" یہ حضرات کہتے ہیں کہ ہم نے اسرائیل کو چھوڑ دیا ہے اور اسرائیلی اخبار جو مجھے موصول ہوا ہے اس میں لکھا تھا کہ ایران میں اسرائیلی سفیر، (اور حضرات دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے اسرائیل کو چھوڑ دیا ہے ! لیکن تہران میں ان کا سفیر موجود ہے) دو تین روز قبل، ۱۶ شہریور کو تہران میں دروازہ دولت (محلے) کے سامنے، یہودیوں نے ایک ہنگامہ مچا رکھا تھا. چار پانچ سو یہودی چور ایک جگہ مجتمع ہوئے تھے، ان کی باتوں کا خلاصہ یہ تھا کہ کسی کی حمایت میں نعرے لگائیں اور کسی کو گالیاں دیں. نیز یہ بھی لکھا تھا کہ عظمت وسربلندی، یہودیوں کے لیے مختص ہے چونکہ یہود خدا کی برگزیدہ قوم ہے ہم ہی ایسی قوم ہیں جسے حکومت کرنے کا حق ہے اور نہیں معلوم کہ کس کس چیز کا حق ہے، اس کے علاوہ ہم ڈکٹیٹر شپ کے مخالف ہیں. ہم ہٹلر ازم کے مخالف ہیں ہم ویسے ہیں. یہ ان کی تقریروں کا خلاصہ تھا. یہ حضرات ہماری حکومت میں آکر برسرعام ایسی باتیں کرتے ہیں... بری بات ہے کہ ایک ملک یہود سے وابستہ ہو کیا یہ بات جو ہم کہہ رہے ہیں

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۵ /۲/ ۱۳۴۳ ۔ ۱۴ اپریل ۱۹۶۴ صحیفہ نور ج ۱ ص ۷۷

۲۔ قزوین کے حاصل خیز اور پانی سے مالا مال صحرا، کاشتکاری کے لیے جدید ترین وسائل لگانے کے لیے اسرائیل کے ہاتھ میں تھے. بجنورد سے مشہد کی طرف صوبہ خراسان کی تمام حاصل خیز زمینیں ایک صیہونی ایجنٹ ہژبر یزدانی کی ملکیت تھیں جو ان زمینوں سے "ہژبر یزدانی زراعت وصنعت کمپنی" کے نام سے فائدہ اٹھا رہا تھا.

بری بات ہے؟! یقیناً ان کے ذائقوں کے اعتبار سے کڑوی ہے آپ کے ذائقہ کے لحاظ سے یہ بھی کڑوی ہے لیکن ایک اسلامی مملکت کی بد بختی ہے، ایسے مسلمانوں کی بد بختی ہے جو ایسی حکومت سے وابستہ ہوں یا اس سے رابطہ برقرار کریں یا اس سے گٹھ جوڑ کریں جو اس وقت اسلام کی دشمن ہے، اسلام کے مقابل صف آراء ہے اور فلسطین کو اس نے غصب کر رکھا ہے. (۱)

شاہی حکومت کی اصلاحات نے اسرائیل کا بازار گرم کر رکھا ہے

آج ایران کا اقتصاد امریکہ اور اسرائیل کے قبضے میں ہے ایران کی منڈی کسی ایرانی اور مسلمان کے ہاتھ میں نہیں رہی. تاجر اور زمیندار کے رخسار پہ ناکامی اور غربت کا غبار بیٹھ گیا ہے ان حضرات کی اصلاحات نے امریکہ اور اسرائیل کے لیے بلیک مارکیٹ کھول دی ہے اور کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس ملت فقیر کی فریاد سنے. (۲)

امام خمینیؒ کی شاہ کو وارننگ

اسرائیل کے ساتھ جو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے اور اس نے دس لاکھ سے زائد مسلمانوں کو بے گھر کر دیا ہے دوستانہ تعلقات قائم نہ کیجئے، مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیے، اسرائیل اور اس کے خائن ایجنٹوں کو مسلمانوں کے بازاروں میں اس سے زیادہ آزادی نہ دیجئے. ملکی اقتصاد کو اسرائیل اور اس کے ایجنٹوں کی خاطر، خطرے میں نہ ڈالئے.

اسرائیل کی کھوکھلی حکومت کے مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور ملک کے اقتصاد کو خطرے میں ڈالنا، کمزوری اور نوکر ہونے کی دلیل ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی سند ہے. (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۸ /۶/ ۱۳۴۳ ۔ ۹ ستمبر ۱۹۶۴ صحیفہ نور ج ۱ ص ۹۵

۲۔ (Capitulations) کیپولیشن کے پاس ہونے کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۸/۴/ ۱۳۴۳ ۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۴ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۱۲

۳۔ (وزیر اعظم) ہویدا کے نام امام خمینیؒ کا خط ۔ ۲۷ /۱/ ۱۳۴۶ ۔ ۱۶ اپریل ۱۹۶۶ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۳۴

شاہ کے لڑاکا طیارے اسرائیلی فوجیوں کے اختیار میں

ہماری بیچاری قوم غربت اور بھوک کی حالت میں زندگی گذار رہی ہے اور ایران کی موجودہ حکومت روز بروز عوام سے زیادہ سے زیادہ ٹیکس وصول کر کے اپنی عیاشیوں میں لٹا رہی ہے، فینٹم (Phentom) طیارے خریدے جارہے ہیں تا کہ اسرائیلی (۱) فوجی اور ان کے ایجنٹ ہمارے ملک میں فوجی ٹریننگ حاصل کر سکیں. اسرائیل کہ جو اس وقت مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے جو لوگ اس کی حمایت اور تائید کرتے ہیں وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں. اس کو ہمارے ملک میں اس قدر آزادی حاصل ہے اور حکومت کی تائید حاصل ہے کہ اس کے فوجی ٹریننگ کے لیے ہمارے ملک میں آتے ہیں؛ ہمارا ملک ان کا اڈہ بن چکا ہے. ہمارا بازار بھی انہی کے ہاتھوں میں ہے اگر حالات اس طرح رہے اور مسلمان بھی اسی طرح سست رہے تو مسلمانوں کی تجارت کو نابود کردیں گے. (۲)

اسرائیل کے جرائم کے آثار نہ مٹائے جائیں

انہوں نے مسجد الاقصیٰ کو آگ لگا دی ہے. ہم نے چلا چلا کر کہا کہ مسجد الاقصیٰ کو اسی ادھ جلی حالت میں باقی رہنے دیا جائے. اس جرم کو مٹایا نہ جائے. لیکن شاہ کی حکومت، اکاؤنٹ کھول کر اور

۱۔ ایران کے اسرائیل کے ساتھ سیاسی تعلقات کا آغاز ۱۳۳۲ ھ ش (۱۹۵۳) کے بعد سے ہوا. ۱۳۳۹ (۱۹۶۰) میں ایران کی اس دور کی حکومت نے اسرائیل کو تسلیم کرلیا تھا اور شاہ اور اسرائیل کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے تھے. ان برسوں کے دوران بہت سے فوجی افسران اور ساواک کے اہلکار، اسرائیل بھیجے گئے تا کہ فوجیوں اور موساد (اسرائیلی خفیہ سروس) کے ماہرین سے ٹریننگ حاصل کریں، اسی طرح کئی سو اسرائیلی افسران اور اہل کار ایران آئے تا کہ فوج اور شاہ کی خفیہ سروس (ساواک) کو منظم و مضبوط کریں اور شاہ کے گماشتوں کی مدد کرسکیں. شاہ کی حکومت کے آخری دنوں میں اسرائیل اور ایران کے درمیان سالانہ تجارت تقریبا چارسو ملین ڈالر سے بھی زائد تک پہنچ چکی تھی. شاہ نے ذاتی طور پر اسرائیل کو یکمشت چھ سو ملین ڈالر کا اسلحہ خریدنے کا آرڈر دیا تھا. انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد امریکی جاسوسی اڈے (سفارت خانے) سے ملنے والی اسناد کے مطابق، شاہ کی حکومت "تین سر والا نیزہ" کے نام سے ایک مستقل تنظیم کی ممبر تھی کہ جس میں ایران، ترکی اور اسرائیل کے خفیہ محکمے شامل تھے.

۲۔ کتاب ولایت فقیہ ص ۱۶۷

(بازاروں اور سڑکوں میں) صندوقچے رکھ کر، مسجد اقصی کی تعمیر کے نام پر پیسے وصول کر رہی ہے تا کہ اس طرح اپنی جیب بھی گرم کرے اور ساتھ ہی اسرائیلی جرائم کے آثار بھی محو کر دے۔ (۱)

شاہ کی حکومت، اسرائیل کا فوجی اڈہ

اسرائیل اس وقت اسلام اور مسلمانوں کا جانا پہچانا دشمن ہے اور عرصہ دراز سے مسلمان قوموں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے۔ ایران کی خبیث حکومت کے ذریعے ایران کے تمام اقتصادی، فوجی اور سیاسی امور میں مداخلت کرتا ہے اور یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ایران، اسرائیل اور در حقیقت امریکہ کے ایک فوجی اڈے میں تبدیل ہو چکا ہے۔ (۲)

شاہانہ جشنوں کے لیے اسرائیلی ماہرین

ایران کے گوشے گوشے میں (عوام) مصیبتوں میں مبتلا ہیں اور دوسری طرف کروڑوں تومان شہنشاہی جشنوں (۳) پر خرچ کیے جا رہے ہیں جیسا کہ ایک جگہ پہ لکھا ہوا تھا کہ صرف تہران کے جشن کے لیے آٹھ کروڑ تومان مخصوص کیے گیے ہیں۔ یہ خود شہر کے متعلق ہے اس کے علاوہ اسرائیلی ماہرین کو ڈیکوریشن (Decoration) کے لیے دعوت دی گئی ہے جیسا کہ مجھے اطلاع ملی ہے اور مجھے لکھا ہے کہ اسرائیلی ماہرین اس جشن کی تیاریوں میں مشغول ہیں اور وہی سجاوٹ وغیرہ میں مصروف ہیں یہ اسرائیل جو اسلام کا دشمن ہے اور اس وقت اسلام

۱۔ کتاب ولایت فقیہ ص ۳۸ ۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۹ / ۱۱ / ۱۳۴۹ ۔ ۸ فروری ۱۹۷۰ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۵۷

۳۔ شاہانہ جشن وسرور کی محفلیں، ایران کے عوام کو مصروف رکھنے اور غافل کرنے کے لیے برپا کی جاتی تھیں۔ ۱۳۵۰ ھ ش (۱۹۶۶) میں محمد رضا کی سلطنت کا سلور جوبلی جشن ۱۳۴۶ (۱۹۶۷) میں شاہ اور ملکہ کی تاج پوشی کے جشن کی تقریبات، اور چار سال بعد ۲۵۰۰ سالہ شہنشاہی جشنوں کی تقریبات اور ان کے علاوہ دوسرے جشن ہر ایک میں کافی اخراجات اٹھتے تھے اور کبھی بھی ان تقریبات میں اٹھنے والے اخراجات کی واقعی رقم کا اعلان نہیں کیا جاتا تھا۔ ان جشنوں کی تقریبات، (شاہی) دربار کی ضیافتوں اور معمول کے جشنوں کے علاوہ تھیں۔ ان بزم وسرور کی محافل میں ہالینڈ سے ہوائی جہاز کے ذریعے گرانقیمت پھول لانے کے لیے ایک خطیر رقم خرچ ہوتی تھی ؛ فرانسوی مصنف، اپنی کتاب " ایران، خدا کے نام پر انقلاب " کے عنوان سے، ۲۵۰۰ سالہ جشن کی تقریبات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے : ۔ ہر روز تازہ پھول خصوصی بوئنگ طیارے سے ہالینڈ سے لائے جاتے تھے۔

کے خلاف حالت جنگ میں ہے، ایسا اسرائیل جس نے مسجد اقصیٰ کو مسمار کیا اور دوسرے، اس کے اس جرم پر پردہ ڈالنے کے لیے اسے دوبارہ تعمیر کرنا چاہتے تھے، اس اسرائیل کے لیے ایران سے تیل جارہا ہے جیسا کہ بتایا گیا ہے اور دنیا کے بڑے نشریاتی اداروں نے بھی کہا ہے کہ اسرائیل کے لیے جس نے مسلمانوں کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہے ایرانی جہاز تیل لے گیا ہے۔ یہ ایسے کام ہیں جن کے لیے جشن منانا چاہیئے! (۱)

اسرائیل کا راستہ کھولنے کے لیے شاہ کے اقدامات

قانونی اور شرعی جواز کے بغیر قید کرنا ایک ایسا انتقام ہے جو استعمار کی آلہ کار، شاہ کی حکومت، اسلام اور اس کے ماننے والوں سے لے رہی ہے ...آپ کو جبراً فوج (۲) میں بھرتی ہونا چاہیئے، مدارس دینی کی توہین کی جانی چاہیئے خالی تہمت اور الزام کی بنا پر قید، جلاوطنی اور پھانسی کی سزا مقرر ہونی چاہیئے تا کہ دائیں بائیں کے غیروں اور اسرائیل جیسے ان کے دم چھلوں کے لیے زیادہ سے زیادہ راہ ہموار ہوجائے!... (شاہ کی حکومت) اس بات پر مامور ہے کہ ملک کے مقدس مقامات کو اسرائیل اور اس کے استادوں کے حوالے کردے۔ (۳)

شاہی حکومت غاصبان فلسطین کے مخالفوں کو دبانے پر مامور ہے

عصر حاضر میں ہمیں اسلام پر روز بروز وارد ہونے والے عظیم صدموں اور اسلامی ملتوں کی حد سے زیادہ پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا ہے، ایک طرف فلسطین، مسجد اقصیٰ اور اس سرزمین کے بے گناہ عوام کی بے وطنی اور دوسرے طرف بڑی استعماری حکومتوں کی طرف سے غاصب یہودیوں کی حمایت کا مسئلہ ہے کہ خدا نخواستہ فساد کے اس جرثومے کے باقی رہنے سے تمام اسلامی ممالک کو بالعموم اور عرب حکومتوں کو بالخصوص

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۳۵۰/۳/۶۔ ۲۷ مئی ۱۹۷۱ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۶۸

۲۔ امام خمینیؒ کی تحریک سے مقابلہ اور انقلابی قوتوں کو کمزور کرنے کے لیے شاہ کی حکومت نے، مجاہد علماء کو قید و بند کرنے کے علاوہ مورخہ ۱۳۴۲/۲/۱ (۲۱ اپریل ۱۹۶۳) کو علماء کو جبراً فوج میں بھرتی کرنے کا حکم جاری کیا۔ حکومت کے اہلکاروں نے وحشیانہ انداز میں قم کے گلی کوچوں میں علماء کو گرفتار کرنا شروع کردیا اور اس دور کی " وزارت ثقافت " کی طرف سے تائید شدہ تحصیلی کارڈوں کو پھاڑ کر انہیں جبراً فوج میں بھرتی کردیا۔ البتہ چھاؤنیوں میں ایسے لوگوں کے آنے کی وجہ سے جو فوجیوں میں امام خمینیؒ کی تحریک کے مقاصد بیان کرتے تھے پوری فوج میں آگاہی اور شعور پیدا ہوا ہے۔

۳۔ ملت ایران کے نام امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱۳۵۱/۶/۲۰۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۷۲ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۹۰۔ ۱۸۹

عظیم خطرہ لاحق ہے ...

آج کل وسیع پیمانے پر منصوبے بنائے جارہے ہیں جو استعمار کے ایجنٹوں کے حقیقی چہرے اور ان کی ماموریت کی کیفیت کو بے نقاب کرنے کے لیے کافی ہیں۔ یہ ایسے منصوبے ہیں جن کو عملی جامہ پہناکر یہ لوگ استعمار کے مخالف مورچوں کو نابود کر کے ان کو صہیونیزم اور اس کے ایجنٹوں کی خدمت کے مورچوں میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور علمائے اعلام، خطباء اور اسلام کے خدمت گزاروں کو پیچھے دھکیل کر ان کی جگہ بناوٹی علماء (معممین) اور فاسد تنظیموں کے گماشتوں کو اسلام اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محراب ومنبر پر قابض کرناچاہتے ہیں۔ امریکی فوجیوں اور ان کے متعلقین کو پناہ (۱) دینا، ملک کی حیثیت کو برباد کرنا، عدلیہ کے استقلال کو نابود کرکے امریکی اور صہیونی غارتگروں کو تمام فوجی، تجارتی، صنعتی، زراعتی امور اور بازاروں پر مسلط کرنا اس جابر وظالم کے اس پر افتخار انقلاب کے دیگر منحوس نتائج میں سے ہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ اس قدر اسلحہ خریدنے کا مقصد آیا ان آقاؤں اور استعمارگروں کو باہر نکالنا ہے کہ خود یہ حکومت، جن کی پٹھو ہے اور اس نے ایران کو ان کے ایک فوجی اڈے میں تبدیل کر کے ملک کے تمام فوجی، سیاسی اور اقتصادی امور ہتھیانے کے لیے ان کی راہ ہموار کی ہے؟ یا اس کا مقصد امریکہ کے اس غارتگرانہ منصوبے کو عملی جامہ پہنانا ہے جو امریکہ کے بجٹ میں خسارے کی وجہ سے اس کی سیاسی چال میں تبدیلی ہے جو اس چیز پر مبنی ہے کہ تمام ملتوں کو خود ان کے پیسے کی طاقت سے نابود کیا جائے اور اسی منصوبے کے تحت ایران میں اپنے اڈے کو زیادہ مستحکم کر کے ایران کے بے والی ووارث عوام اور علاقے کی دیگر حریت پسند قوموں کو جو غاصبان فلسطین اور دیگر لیڈروں کے خلاف جہاد کررہی ہیں، دبا دیا جائے۔ (۲)

شاہ اور اسرائیل کے ساز باز کی قلعی کھل گئی

اس وقت جبکہ مسلمانوں اور صہیونی کفار کے درمیان جنگ کی آگ شعلہ ور ہے اور ملت اسلام، غاصب اسرائیل سے اپنا حق واپس لینے کے لیے جان ہتھیلی پہ رکھ کر جہاد کے میدانوں میں جاں نثاری کررہے ہیں

۱۔ (Cpitulation) کیپچولیشن قانون جسے شاہ کی پارلیمنٹ نے ۲۱ مہر ۱۳۴۳ (۱۳ اکتوبر ۱۹۶۴) کو پاس کیا تھا کے مطابق سیاسی اہلکاروں اور سیاستدانوں کے علاوہ امریکی فوجی اہلکار، ماہرین اور ان کے گھرانے والوں کو بھی ایران میں سیاسی اور عدالتی تحفظ فراہم ہوگا۔

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ فروردین ۱۳۵۲ ۔ اپریل ۱۹۷۳ صحیفہ نور ج ۱ ص ۲۰۲ ۔ ۲۰۰

ایران کی حکومت شاہ کے حکم کے مطابق پورے ملک میں پچیس سوسالہ شہنشاہی جشن کی سالگرہ منارہی ہے. ایسے خون خوار بادشاہوں کی یاد میں جشن منایا جارہا ہے جس کا نمونہ آج بھی مشہود ہے. مسلمان، اسلام کی عظمت وشرافت اور فلسطین کی آزادی کے لیے خاک وخون میں غلطاں ہیں لیکن شاہ ایران اپنی فاسد شہنشاہی حکومت کے لیے جشن مسرت منارہا ہے.

اس وقت جبکہ اسلام اورعرب کی ملت عظیم، اسلام و مسلمین کی نوامیس کا دفاع کررہی ہے، اس خبیث شخص (شاہ) کے حکم سے ایران میں لڑکیوں کے اسلامی اسکولوں پر حملہ کرکے ان کی آبرو ریزی کی گئی ہے اور ان سے آزادی سلب کرلی گئی ہے. اس وقت جب کہ دشمنان اسلام، اسلامی ممالک کو ڈرا دھمکا رہے ہیں غیور افراد اپنے دفاع اور اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے مردانہ وار اٹھ کھڑے ہوں، شاہ ایران صرف دکھاوے کے طور پر پورے ایران میں مظاہرہ کروارہا ہے اور علمائے اسلام کے نام پر، سیکورٹی اور اوقاف کی تنظیموں کے ہاتھوں تیار کردہ اپنے درباری علماء کے دستخطوں کے ساتھ مبارک بادی کے تار بھجواتا ہے.

ایسے حالات میں جبکہ مسلمان، فلسطین اور اپنی سرزمینوں کی آزادی کے لیے جانفشانی کررہے ہیں، شاہ ایران، بہت سے علماء، فضلاء اور حوزہ علمیہ کے برجستہ اساتید اور دیگر بہت سے روشن خیال ایرانیوں کو جیلوں میں ڈال کر وحشیوں کی طرح انہیں اذیتیں دے رہا ہے، یا جلاوطن کررہا ہے. یہیں سے کہا جاسکتا ہے کہ ان دکھاؤں اور پکڑ دھکڑ کا مقصد، ملت ایران کو اپنی مشکلات میں الجھا کر ان کے افکار واذہان کو ملت اسلام کی اسرائیل کے ساتھ جنگ سے دور رکھنا ہے. جہاد میں وسعت اور تمام طبقوں میں ہم آہنگی پیدا ہونے سے وحشت کی وجہ نیز تمام ملت مسلمان ایران کی طرف سے عربوں کی عادلانہ جنگ میں ان کی حمایت اس بات کا موجب بنی ہے کہ شاہ نے علماء اور روشن خیال افراد کو قید میں ڈال دیا اور غیر قانونی طور پر کسی وجہ کے بغیر جلاوطن کردیا ہے تا کہ کہیں یہ لوگ اعتراض نہ کریں کہ ایران کی حکومت، مسلمانوں کو درپیش اس اہم اور حیاتی مسئلے میں کیوں خاموش ہے ؟ یا اسرائیل کی حمایت کررہی ہے حالانکہ اسلامی حکومتوں کی قاطع اکثریت اور بہت سی غیر اسلامی حکومتوں نے بھی اس جنگ میں عربوں کی حمایت کی ہے، لیکن ایران کی حکومت اور بے حیثیت شاہ، امریکہ کے سامنے سرتسلیم خم کیے ہوئے اور پہلے سے زیادہ پیروی کا اظہار کرکے ظاہری طور پر خاموش ہیں لیکن حقیقت میں اسرائیل کی مدد کررہے ہیں.

یہ شاہ ایران ہے کہ جس نے اسرائیل کو ایران میں پوری آزادی دے رکھی ہے، ایران کے اقتصاد کو خطرے میں ڈال دیا ہے اور بعض غیر ملکی جرائد کی خبروں کے مطابق، ایرانی افسروں کو ٹریننگ دینے کے لیے اسرائیل بھیجا جاتا ہے.

یہ شاہ ہے کہ جس نے ایران کے تیل کو اسلام وانسانیت کے دشمنوں کے سپرد کر رکھا ہے تا کہ اسے

مسلمانوں اور غیرت مند عربوں کے خلاف جنگ میں استعمال کیا جاسکے اور حال ہی میں تیل نکالنے کی مقدار کو بڑھانے کی ایک رسوا کن قرارداد کے ذریعے ان تیل نکالنے والے ممالک کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے جو تیل کو امریکہ کے خلاف حربے کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں. آخر کار یہ لوٹ کھسوٹ، اربوں ڈالر کے ہتھیاروں کی خریداری اور شاہ کے یکے بعد دیگرے کمرشکن جشن، اخراجات میں اضافے اور اشیاء کی قیمتوں میں بڑھ جانے کا موجب بنے ہیں اور ایران ایک خطرناک قحط کے تاریک غار کے دہانے پر کھڑا ہے. مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اربوں ڈالر کے ہتھیار جو اس نے اپنے عالمی لٹیرے آقاؤں سے خریدے ہیں اور جس کی وجہ سے ایران، اقتصادی مشکلات کا شکار ہوگیا ہے، کہیں انہیں اب اسرائیل نہ بھیج دیا جائے. مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ ایران کی فوج کہ جس نے قحط زدہ، بھوک کے مارے اور آخر کار محروم عوام کے خون کی قیمت کے بدلے ہتھیار ہاتھوں میں لیے (خریدے) ہیں اس کو یہ مجبور نہ کرے کہ وہ مجاہدین اسلام کے جوش اور جذبے سے سرشار دلوں کو اپنا نشانہ بنائے.

میں امریکہ کے اس بے چون وچرا نوکر کو دنیائے اسلام کے لیے خطرہ سمجھتا ہوں. اب ملت ایران کا فریضہ ہے کہ اس جبار (شاہ) کو ان مظالم سے باز رکھیں اور ایران کی فوج اور صاحبان منصب اس سے زیادہ ذلت برداشت نہ کریں اور اپنے وطن کی آزادی کے لیے چارہ جوئی کریں.

ایران کی غیور قوم کا فریضہ ہے کہ ایران میں، امریکہ اور اسرائیل کے مفادات کی راہ میں رکاوٹ ڈال کر ان پر یلغار کردیں چاہے اس کا انجام ان کی نابودی ہی کیوں نہ ہو علمائے اعلام اور مبلغین کا فریضہ ہے کہ اسرائیل کے مظالم کو مساجد اور مذہبی محفلوں میں عوام تک پہنچائیں، علمائے اعلام اور ایران کے شریف عوام کو اس مسئلے میں خاموش نہیں رہنا چاہئے اور ہر ممکن طریقے سے شاہ کو مجبور کریں کہ وہ مسلمانوں کی صفوں میں آجائے اور اس سے زیادہ قرآن اور اس کے ماننے والوں کے ساتھ خیانت نہ کرے. انہیں چاہئے کہ اس خونخوار عفریت کے مظالم کو پہلے سے زیادہ بر ملا کریں تاکہ اس کا باطنی چہرہ اچھی طرح بے نقاب ہوجائے اور اگر ایران کے یہودی اسرائیل کی مدد کے لیے فعالیّت میں مشغول ہوں (جیسا ہیں اور ان کو بے شک شاہ کی مدد بھی حاصل ہے) تو ملت ایران کا فریضہ ہے کہ انہیں اس کام سے روکیں اور آتش و خون سے گذرنے والے مجاہدوں کی مدد کے لیے فنڈ جمع کریں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی کوشش سے دریغ نہ کریں.

میں نے کئی مرتبہ اسرائیل اور اس کے ایجنٹوں کے خطرے سے آگاہ کیا ہے کہ جن میں سر فہرست شاہ ایران ہے.

ملت اسلام جب تک اس فساد کے جرثومے کو جڑ سے نہیں اکھاڑ دے گی اسے خوشی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوگا اور ایران جب تک اس بدنام خاندان کے ہاتھوں میں پھنسا رہے گا تب تک اسے آزادی نصیب

نہیں ہوگی.

خداوند متعال سے مسلمانوں کی کامیابی اور اسرائیل اور اس کے بد بخت ایجنٹوں کی ذلت و رسوائی کا طلب گار ہوں. (۱)

روح اللہ الموسوی الخمینی

مجھے خوف ہے کہ کہیں اسرائیل اپنے منصوبوں پر عمل نہ کرے

ہم اس بات کے شاہد تھے کہ جس وقت کافر اسرائیلیوں کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ چل رہی تھی تو ہم نے دیکھا کہ حکومت ایران نے شاہ کے حکم سے، اسرائیلی حکومت کو تسلیم کرلیا جبکہ علماء نے اس کی مخالفت کی. ہم اس مرد سیاہ دل (شاہ) کے اسرائیل کو امداد دینے کے گواہ ہیں جس وقت وہ مسلمانوں کو بے وطن کر کے خاک و خون میں غلطاں کر رہے تھے، تیل، اسلحہ اور دیگر امدادی سامان جو ملت ایران کے خون پسینے کی کمائی کے بجٹ سے مہیا ہوتا تھا اسے یہ شخص ان کے حوالے کر دیتا تھا .... میں چونکہ لبنان کے مسائل کو پوری اہمیت اور فرض شناسی کے ساتھ زیر نظر رکھے ہوئے ہوں. اس بات سے ڈرتا ہوں کہ جس طرح ایران کو امریکہ کے لیے ایک مستعمرہ بنا رکھا ہے یہی حال سفارت کے خبیث ایجنٹوں کے مکر و فریب کے ذریعے لبنان کا بھی نہ ہو اور اسرائیل اطمینان سے علاقے میں اپنے منصوبوں پر عمل کرتا رہے آپ پوری ہوشیاری سے سفارت ایران کی کارکردگی پر نظر رکھیں اور ان کی چال بازیوں کو پنپنے نہ دیں. (۲)

شاہ نے پہلے ہی سے اسرائیل کو تسلیم کرلیا تھا

اس شخص (شاہ) نے اسرائیل کو بیس سال پہلے ہی تسلیم کرلیا تھا. اوائل میں ہم جب قم میں تھے اس شخص نے اس زمانہ میں اسرائیل کو تمام مسلمانوں اور قرآن کے مقابلے میں تسلیم کرلیا تھا، ایک کافر حکومت اور وہ بھی یہودی کافر حکومت کو تسلیم کرلیا تھا پہلے پہل صحیح طور سے نام بھی نہیں لیتے تھے بعد میں بہت اچھے طریقے

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۲۳ /۶/ ۱۳۵۲ ۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۷۳ صحیفہ نور ج ۱ ص ۲۰۶

۲۔ امام خمینیؒ (خط کا جواب)۔ ۱۳ /۸/ ۱۳۵۶ ۔ ۴ نومبر ۱۹۷۷ صحیفہ نور ج ۱ ص ۲۴۸

سے نام لینے لگے، یہ شخص تو ابتدا سے ہی نوکر (ایجنٹ) تھا. بعد میں اس نے خود بھی ظاہر کردیا. یہ مسئلہ پہلے سے ہی ایسا تھا، اسرائیل کو تو اس نے اوائل ہی میں، قرآن، اسلام، اسلامی حکومتوں اور مسلمانوں کے مقابلے میں تسلیم کرلیا تھا. (۱)

شاہ کے ساتھ مخالفت کی دلیل

سوال :- کیا اسرائیل کے بارے میں شاہ کا مثبت موقف، آپ کی، حکومت کے ساتھ مخالفت کی ایک دلیل ہے ؟

جواب :- جی ہاں، کیوں کہ اسرائیل ایک مسلمان قوم کی سرزمین پر قابض ہے اور بے انتہا جرائم کا مرتکب ہوچکا ہے. شاہ کے اسرائیل کے ساتھ سیاسی تعلقات کو مستحکم رکھنا اور اسے مالی امداد دینا، اسلام اور مسلمانوں کے مصالح اور مفادات کے برخلاف ہے. (۲)

شاہ نے منابع کو قومی ملکیّت میں لینے کے بہانے انہیں صہیونیوں کے سپرد کردیا

جنگلوں، چراگاہوں، پانیوں، نہروں اور زیرزمین پانیوں اور تمام اچھے مقامات کو قومی ملکیت میں لینے کے بہانے سے ان کو بڑی بڑی امریکی کمپنیوں یا صہیونی یا برطانوی کمپنیوں کے سپرد کردیا ہے، دشت عمران جو قزوین کے اطراف میں واقع ہے اور کہتے ہیں کہ زراعت کے لیے بہترین جگہ ہے، وہاں کے تمام لوگوں کو وہاں سے نکال کر اسے یہودی تسلط میں دے دیا ہے، یورپ والوں کے سپرد کردیا ہے اور اس وقت وہ لوگ وہاں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں امریکی اور صہیونی کمپنیاں وہاں سے فائدہ اٹھا رہی ہیں اور یہ زمینیں جو زراعت وکاشتکاری کے لیے بہترین زمینیں ہیں ان کے قبضے میں ہیں. (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کاخطاب ۔ ۲۹ / ۱۱ / ۱۳۵۶ ۔ ۸ فروری ۱۹۷۷ صحیفہ نور ج ۲ ص ۳۲

۲۔ (فرانسوی) جریدے ریمونڈ کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۱۶ /۲/ ۱۳۵۷ ۔ ۶ مئی ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲ ص ۳۸

۳۔ امام خمینیؒ کاخطاب ۔ ۱۰ /۳/ ۱۳۵۷ ۔ ۳۱ مئی ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲ ص ۶۹

لوگوں کے قیام کی وجہ شاہ کی اسرائیل سے حمایت

سوال :- فلسطینی عوام کے جہاد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس بات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کہ اسرائیل کا نصف سے زائد تیل ایران پورا کرتا ہے. ایران کی طرف سے اس سلسلے میں کیا اقدامات ہونے چاہئیں؟

جواب :- شاہ کے خلاف، ایران کے مسلمان، عوام کے قیام کی ایک وجہ، اس کی طرف سے غاصب اسرائیل کی بے دریغ حمایت ہے وہ اسرائیل کو تیل بھیجتا ہے، ایران کو اسرائیلی اشیاء کی فروخت کی منڈی بنادیا ہے. اس کے علاوہ بھی معنوی طور پر حمایت کرتا ہے اور دنیا کے افکار کو فریب دینے کی خاطر صرف اسرائیل کی مذمت پر اکتفاء کرتا ہے ایران کے مسلمان عوام اور کوئی مسلمان بھی اور اصولی طور پر کوئی آزاد خیال شخص بھی اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتا اور ہم، ہمیشہ عربوں اور فلسطینی بھائیوں کی حمایت کرتے رہیں گے. (۱)

اسرائیل، شاہ کا مدافع

اس وقت آپ ہر چیز باہر سے در آمد کرتے ہیں ہر چیز یا اسرائیل سے آتی ہے کہ جو اسلام کا دشمن ہے. خدا جانتا ہے کہ اس شخص نے اسلام کے ساتھ کیا کیا خیانتیں کی ہیں. اسرائیل جو اسلام کا دشمن ہے مسلمانوں کے ساتھ بر سر پیکار ہے. اس شخص نے اس کو ظاہر نہیں ہونے دیا. لیکن آخر میں اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ محمد رضا خان کے دفاع اور اس کے بقاء کے لیے کوششیں کرنے والے ممالک میں سے ایک اسرائیل بھی ہے. اسرائیل کہتا ہے کہ اس کا تیل نابود ہو جائے گا چونکہ اس کو تیل یہی دے رہے ہیں یعنی مسلم ممالک کا تیل ان کے دشمنوں کو دے رہے ہیں کہ جو مسلمانوں سے نبرد آزما ہیں. یہ بد بخت (شاہ) ایسا خائن ہے کہ اپنے ٹینکروں اور اپنے ہی خرچے سے تیل ان تک پہنچاتا ہے. ان لوگوں کو تیل فراہم کیا جارہا ہے جو اسی تیل کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف جنگ کر رہے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کی سرزمین کو غصب کر رکھا ہے. عرض کروں کہ، انہوں نے مسلمانوں کی ہر چیز کو تباہ کر دیا ہے. فلسطین کا کیا حشر کیا ہے؟

۱۔ مشرق وسطی کے نیوز بولیٹن کو امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ ۲۶ /۸/ ۱۳۵۷ ۔ ۱۷ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۱۷۸

بیت المقدس کو غصب کرلیا ہے یہ ایک خیانت ہے جو اس شخص نے اسلام و مسلمین کے ساتھ کی ہے۔ ایران میں بھی وہی صورت ہے، جیسا کہ مجھے اطلاع ملی ہے ایران کی بہترین زمینیں اسرائیلیوں کے قبضے میں ہیں۔ بہترین زمینیں ان اسرائیلی یہودیوں کے قبضے میں ہیں کہ جن میں ایرانی کام کرتے ہیں لیکن ان کے منافع، اسرائیل لے جارہے ہیں۔ (۱)

شاہ کے اسرائیل سے دیرینہ تعلقات

سوال :- جیسا کہ معلوم ہے کہ عالمی صہیونیزم نے ایران جیسے ممالک کے ساتھ، قریبی تعلقات قائم کرکے اور حکومت ایران کی ہمیشہ حمایت کرکے، ایران کو، اسرائیل کے خلاف عربوں کے جہاد سے الگ رکھا ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب :- ہمارے، شاہ کے مقابلے میں آنے کی ایک وجہ یہی ہے کہ وہ اسرائیل کی مدد کرتا ہے میں نے ہمیشہ اپنے بیانات میں کہا ہے کہ شاہ نے اسرائیل کے وجود میں آتے ہی اس کے ساتھ تعاون شروع کردیا تھا اور جب اسرائیل اور مسلمانوں کے درمیان جنگ اپنے عروج کو پہنچی تو اس وقت بھی شاہ، مسلمانوں کا تیل غصب کرکے اسرائیل کو دے رہا تھا اور یہی بات میری طرف سے شاہ کی مخالفت کی ایک وجہ ہے۔

ملت اسلامی ایران نے کبھی بھی اسرائیل کی حمایت نہیں کی ہے اور اسی بناء پر ہمیشہ حکومت شاہ کی طرف سے ظلم وبربریّت کا نشانہ بنی ہے۔ (۲)

شاہی حکومت کی پروپیگنڈہ مشینری، اسرائیل کی مدافع

سوال :- جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ فلسطین میں اسلامی انقلاب کی تحریک جنوری ۱۹۵۶ء کے اوائل میں شروع ہوئی اور ۱۹۶۷ کی شکست کے بعد اس نے قدرت اور وسعت پیدا کرلی۔ کیا اس کی خبریں ملت ایران تک پہنچی ہیں؟ اور کس طریقے سے پہونچی ہیں؟

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۳۵۷/۹/۴ ۔ ۲۵ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۲۵۴ ۔ ۲۵۳

۲۔ امل (ملیشیا لبنان) کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۱۶/ ۹/ ۱۳۵۷ ۔ ۷ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۴ ص ۳۰

جواب:- جی ہاں، خبر پہنچتی رہی ہے اور اسی طریقے سے پہنچتی رہی ہے جس طرح دوسرے ممالک تک پہنچتی رہی ہے. البتہ ایران کی حکومت کوشش کرتی رہی ہے کہ مسلمانوں کی کفار کے ساتھ جنگ کو، کفار کے مفاد میں پیش کرے. اور اس نے ہمیشہ سے یہی کام کیا ہے اور عربوں کو ہمیشہ ایسے لوگوں کی صورت میں پہچنوایا ہے جو مسائل کو درک نہیں کرتے. حکومت (ایران) اسرائیل کے بڑے حامیوں میں سے ایک ہے ایران کا ریڈیو اور دیگر نشریاتی ادارے، سب کے سب، چاہے وہ حکومتی ہوں یا حکومت کے زیر اثر ہوں وہ اسرائیل کے مفاد میں کام کرتے رہے ہیں لیکن یہ ہم تھے جنھوں نے پہلے ہی سے تمام پروگراموں کی مخالفت کی ہے اور اب بھی کر رہے ہیں. (۱)

عام ہڑتالوں کے دوران بھی اسرائیل کے لیے تیل جاتا رہا

قم کے بعض علماء آبادان تشریف لے گئے اور وہاں جاکر انہوں نے تحقیق کی ہے کہ روزانہ چھ لاکھ بیرل تیل جو ملک سے نکالا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ اسرائیل بھیجا جاتا ہے. (۲) ان میں سے کچھ لوگوں نے ہڑتال نہیں

۱۔ فلسطینی نیوز ایجنسی، وفا کو امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ ۲۴ /۹/ ۱۳۵۷ ۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲۲ ص ۱۵۲

۲۔ اسرائیل کے تیل کو پورا کرنے کا اہم ترین منبع ایرانی تیل کے کنویں تھے ساتھ ہی ایران اسرائیلی اشیاء فروخت کا (اہم) مرکز تھا؛ دونوں حکومتوں نے عربوں سے اختلاف اور اسلام سے تضاد کی وجہ سے بعض مشترک پالیسیاں اختیار کر رکھی تھیں یہی وجہ تھی کہ اسرائیل، ایران میں حکومت تبدیل ہونے اور ایک اسلامی حکومت کے قیام کی وجہ سے سخت پریشان تھا چونکہ اسے اندیشہ تھا کہ ایسی صورت میں اسرائیل کے لیے ایران کا تیل بند ہو جائے گا اور ایران کی آئندہ حکومت فلسطینی مجاہدین کی حمایت کرے گی. حکومت اسرائیل کے شاہ کے ساتھ بہت ہی قریبی تعلقات تھے اور وہ ہمیشہ اس کی حمایت کرتی تھی، ایران اور اسرائیل کے درمیان خفیہ تعلقات کے بارے میں ایک مغربی مصنف یوں رقمطراز ہے: " عام طور پر (لوگ) اس بات سے بے خبر ہیں کہ ڈیوڈ بن گوریون سے لیکر مناخم بگین تک اسرائیل کے سب وزراء اعظم نے اس دوران تہران کا دورہ کیا ہے، چنانچہ اسرائیل کی بہت سی دوسری شخصیات نے بھی تہران کا سفر کیا ہے. مثال کے طور پر موشہ دایان اور اسحاق رابین نہایت ہی خفیہ انداز میں تہران گئے ہیں تاکہ اپنے ایرانی ہم منصبوں سے اپنے مشترکہ مفادات کے بارے میں مذاکرات کر سکیں. ان دونوں ممالک کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ کافی حد تک تعاون تھا. اسرائیل کے لیے ایران سب سے بااعتبار تیل بیچنے والوں میں سے تھا اس کے بدلے اسرائیل نے تہران کی دفاعی تیاریوں اور ایک خاص حد تک ایران کو اپنی خفیہ سروس کی اطلاعات میں، یہاں تک کہ فنی مدد کے لیے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی.

کی. پہلے دس یا نو ملین بیرل خارج کیے جاتے تھے اب یہی چھ لاکھ بیرل نکالے جاتے ہیں. ان لوگوں کو دھوکہ دیا گیا ہے کہ اس قدر تیل خود ملک کو چلانے کے لیے نکالا جاتا ہے یہ تیل تو ہمارے اپنے لیے ہے اور وہ بیچارے بھی کام میں مشغول ہوگئے ہیں. اب معلوم ہوا ہے (جیسا کہ کہتے ہیں) کہ یہ تیل اسرائیل کے لیے جاتا ہے اگر ہم کہیں کہ ان لوگوں کے لیے جائز نہیں جنہوں نے دوسروں کی ہڑتال کی پرواہ نہیں کی اور حکومت کے فریب میں آگئے ہیں کہ یہ تیل ہمیں اندرون ملک کے لیے درکار ہے تو حرام ہے کہ ہڑتال نہ کریں وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہیں، عوام کے سامنے جوابدہ ہیں. ان سب کو ہڑتال کرنا چاہیئے تاکہ تیل کا ایک قطرہ بھی باہر نہ آئے. ملت ایران ٹھنڈک برداشت کرنے کے لیے تیار ہے لیکن اس کو یہ گوارا نہیں کہ اسرائیل کو تیل دیا جائے کہ جو اسلام کو نابود کررہا اور مسلمانوں کا قتل عام کررہا ہے. (۱)

اسرائیل، شاہ کے جرائم میں شریک ہے

سوال :- اگر آپ اسرائیل سے اس بنا پر تعلقات توڑ دیں کہ وہ عوام پر ظلم کرتا ہے تو کیا آپ کے خیال میں اسی دلیل کی بنا پر بعض مغربی ممالک سے بھی تعلقات ختم کرنا پڑیں گے ؟

جواب :- ہم ہر ظلم کرنے والے ملک کے خلاف ہیں چاہے یہ ملک مغرب میں ہو یا مشرق میں. اسرائیل نے عربوں کے حقوق کو غصب کیا ہے لہذا ہم اس کی مخالفت کریں گے. اسرائیل شاہ کا سب سے بڑا حامی ہے اور ساواک (شاہ کی اینٹلی جنس سروس) کے پروپیگنڈے کا ذمہ دار ہے اس لحاظ سے اسرائیل، شاہ اور ساواک کے مظالم میں شریک ہے. (۲)

اسرائیلی فوجی، شاہی حکومت کی خدمت میں

حال ہی میں ہونے والے قتل عام کے بارے میں ہمیں بتایا گیا تھا کہ یہ لوگ اسرائیل سے آئے ہیں (۳) لیکن

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۵ /۹/ ۱۳۵۷ ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۴ ص ۷۸ ۔ ۷۷

۲۔ ایک امریکی یونیورسٹی کے لیکچرر، ڈاکٹر جیم کو لکرفٹ کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۷/ ۱۰ / ۱۳۵۷ ۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۴ ص ۱۰۲

۳۔ اسرائیلی جرائد نے فاش کیا ہے کہ اسرائیل اور اس ملک کے (محکمہ) دفاع سے تعلق رکھنے والی شخصیات، انقلاب کے دوران، ایرانی حکومت۔

میرے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں تھا اب سے چند روز پہلے ایک صاحب آئے اور کہا کہ ہم آبادان جانا چاہتے تھے، راستے میں ایک جگہ رکے تاکہ یہ پوچھیں کہ راستہ کس طرف سے جاتا ہے، ہم نے دیکھا کہ وہاں ایک فوجی کھڑا ہے ہم نہ اسے آواز دی تو پتہ چلا کہ وہ فارسی نہیں جانتا، اس سے عربی میں بات کی تو معلوم ہوا کہ وہ عرب ہے، اسرائیلی عرب ہے اور خود اس شخص نے بھی اعتراف کیا ہے کہ مجھے اسرائیل سے یہاں لے آئے ہیں وہاں ایک گاڑی بھی موجود تھی جو اسی قسم کے فوجیوں سے بھری ہوئی تھی، ان لوگوں نے ہماری ملت کو اسرائیلی فوجیوں کے ذریعے قتل کیا ہے۔ (۱)

اسرائیلی جلاد، شاہ کی خدمت میں

ایسے درندے ہم پر مسلط ہوگئے تھے جو ہمارے جوانوں کو اپنے ظلم وستم کے ذریعے جیلوں میں نابود کر دیتے تھے اور انہیں وحشیانہ طریقے سے قتل کرتے تھے اور اذیتیں دیتے تھے (۲) یہاں تک کہ اذیتیں کرنے والے (جلاد) بھی اسرائیل سے آئے تھے اور یہ لوگ ان سے اذیتوں کے طریقے سیکھتے تھے۔ (۳)

۔ کو اسلحہ اور آنسو گیس والی بندوقیں فراہم کرتی رہی ہیں، روزنامہ "ہاآرتص" نے اپنے ۲۲ اکتوبر کے شمارے میں، "روزنامہ داوارد" نے ۱۰ اور ۲۳ اکتوبر کے شمارے میں، فوجی رسالے سیکرا ھوویشت نے اپنے ۳ نومبر نے شمارے میں، بجولام ہریہ رسالے نے اپنے بائیسویں شمارے میں اور روزنامہ معاریو نے اپنے ۱۷ دسمبر ۱۹۷۸ کے شمارے میں لکھا ہے کہ کس طرح اسرائیل نے شاہ کے کہنے پر انقلابیوں کی سرکوبی کے لیے اپنے فوجیوں کو تہران بھیجا۔ یہ وہی ظالم یہودی تھے جنہوں نے "جمعہ سیاہ" کو تہران کے مسلمان عوام کا میدان ژالہ میں قتل عام کیا۔ ان جرائد کے مطابق اسرائیل نے "لوڈ" ائرپورٹ اور "حیفا" کے قریب "رامات داوید" (فوجی ہوائی اڈے) ائربیس سے خاص ہتھیار ایران بھیجنے کے لیے ایک ہوائی راستہ قائم کر رکھا تھا۔ ان ہتھیاروں میں گیس پھیلانے والی وہ بندوقیں شامل تھیں جن کی گولیاں مفلوج کردینے کا اثر بھی رکھتی تھیں، علاوہ ازیں امن عامہ اور شہری کاروائیوں میں خلل ڈالنے والوں کے خلاف ایک (گوریلا) لشکر کو اسرائیلی ائر لائن ال آل (ELAL) کے ذریعے تہران بھیجا گیا، یہ گروہ اسرائیلی فوج کی خفیہ سروس کے ماتحت تھا، اس لشکر کا کمانڈر "رہبعام زیبکی" تھا جو ۱۹۶۰ کی دھائی میں وسطی اسرائیل کا کمانڈر تھا اور اس کے بعد وہ ٹرورزم کے مقابلوں اور خاص مہارتوں اور اس سے متعلق ٹکنیک کو استعمال کرنے کے مسائل کے بارے میں وزیر اعظم کا مشیر رہا ہے۔

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۴ / ۱۰ / ۱۳۵۷ ۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۴ ص ۲۲۵ ۲۔ ضمیمہ نمبر ۱۷ کی طرف رجوع کریں۔

۳۔ سفیروں اور بیرونی سفارتکاروں سے امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۳۵۹/۱۱/۲۲ ۔ ۱۱ جنوری ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۴ ص ۶۷

▫ فصل دوئم

انقلاب اسلامی کے اوج پکڑنے سے پہلے، اسرائیل کے خلاف امام خمینیؒ کا موقف (سنہ ۱۹۷۸ سے پہلے)

بہائی، اسرائیل کے ایجنٹ ہیں

آپ حضرات کو متوجہ رہنا چاہیے کہ بہت سے کلیدی عہدے ان بہائی فرقے والوں کے ہاتھ میں ہیں کہ جو حقیقت میں اسرائیل کے ایجنٹ ہیں. اسلام اور ایران کے لیے اسرائیل کا خطرہ بالکل نزدیک ہے شاہ نے اسلامی حکومتوں معاہدہ کرنے کے بجائے اسرائیل سے یا معاہدہ کرلیا ہے یا آئندہ ہونے والا ہے علمائے اعلام اور خطباء حضرات دوسرے طبقوں کو آگاہ کریں تا کہ بروقت اس کے خلاف اقدام کیا جائے. یہ وہ زمانہ نہیں ہے کہ سلف صلح کی سیرت پہ عمل کیا جاسکے، خاموشی اور کنارہ گیری سے ہم سب کچھ کھو بیٹھیں گے. (۱)

شاہ، اسرائیل معاہدے سے اظہار نفرت

میں اسلامی ممالک اور عرب اور غیر عرب حکومتوں کے سربراہوں کو اعلان کرتا ہوں کہ علمائے اسلام، زعمائے دین، ایران کے دیندار عوام اور شریف افواج، اسلامی حکومتوں کے بھائی ہیں نفع ونقصان میں ان کے شریک ہیں اور اسلام وایران کے دشمن اسرائیل کے ساتھ معاہدے سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں. میں نے یہ بات صراحت کے ساتھ کہہ دی ہے اب اسرائیلی ایجنٹوں کو میری زندگی کا خاتمہ کرنے دیجئے. (۲)

تاریخی وارننگ

آج مسلمانوں اور خصوصاً علمائے اعلام پر خداوند متعال کی طرف سے عظیم ذمہ داری عائد کی گئی ہے. اگر ہم خاموش رہے تو آیندہ کی نسلیں ہمیشہ ہمیشہ کفر وضلالت میں پڑ جائینگی اور اس کے ذمہ دار ہم ہیں.

۱۔ علماء یزد کو امام خمینیؒ کا جواب ۔ اردیبہشت ۱۳۴۲ ۔ مئی ۱۹۶۳ صحیفہ نور ج ۱ ص ۴۴

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۲ /۲/ ۱۳۴۲ ۔ ۲ مئی ۱۹۶۳ صحیفہ نور ج ۱ ص ۴۸

اسرائیل اور اس کے بے غیرت ایجنٹوں کا خطرہ ، اسلام اور ایران کے زوال کی دھمکی دے رہا ہے، میں عار وذلت کی چند روزہ زندگی کے لیے کسی اہمیّت کا قائل نہیں ہوں. علمائے اعلام اور مسلمانوں کے دیگر طبقوں سے توقع ہے کہ باہمی کوششوں سے قرآن اور اسلام کو در پیش خطرے سے نجات دلائیں گے. (۱)

فلسطین غصب ہوچکا ہے اور آپ تیل پر لڑرہے ہیں!

میں اسلامی ممالک سے کہتا ہوں کہ جناب، آپ تیل کے سلسلے میں کیوں لڑرہے ہیں؟ فلسطین غصب ہوچکا ہے. یہودیوں کو ایران سے نکال باہر کریں. اے بے حیاء لوگو! خود آپس میں لڑرہے ہو اور فلسطین غصب ہو چکا ہے آپ تیل کے بارے میں لڑرہے ہیں ؟! جب آپ مال ومتاع پر لڑچکے اور ادھر فلسطین پر اسرائیل کی حکومت مستحکم ہوگئی، تو کیا یہ حکومت تھی؟ ان بیچارے عربوں کو نکال باہر کیا ہے اور اس وقت ایک کروڑ یا اس سے زائد عرب بھوک اور مظلومیت کے عالم میں صحراؤں میں زندگی بسر کررہے ہیں، بہت سے عرب بے بس اور در بدر ہوگئے ہیں. کیا اس سلسلے میں اسلامی حکومتوں کو اعتراض نہیں کرناچاہیئے؟ اور اس سلسلے میں بات نہیں کرناچاہیئے؟ آپ ایک ایسی حکومت سے سمجھوتہ کرتے ہیں، جس نے ایک کروڑ یا اس سے زائد مسلمانوں کو در بدر اور بے وطن کردیا ہے ؟! اگر سمجھوتہ نہیں کیا تو اخبارات میں لکھیں، اگر سمجھوتہ نہیں کیا تو میری باتوں کو کسی ایک چھاپ خانے میں (یہ خبر) چھپ کر شائع ہونے دیں. اگر آپ نے نہیں چھپنے دیا تو یقیناً آپ نے سمجھوتہ کرلیا ہے، یقیناً یہود اور اسرائیل کے ایجنٹوں کو آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس ملک میں کیسے کیسے کام کررہے ہیں اور وہ بھی کیسے عجیب کام! (۲)

شاہ اور اسرائیل کے سمجھوتے سے برائت کا اعلان

میں تمام اسلامی حکومتوں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو چاہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں اعلان کرتا ہوں کہ شیعہ قوم، اسرائیل اور اسرائیل کے ایجنٹوں سے متنفر ہے نیز ان حکومتوں سے بھی اظہار نفرت کرتی ہے جو اسرائیل کے ساتھ معاہدہ کرتی ہیں. یہ ایران کے عوام، بدبخت اسرائیل کے ساتھ معاہدہ نہیں کررہے، ایران کے عوام اس عظیم گناہ سے بری ہیں. بلکہ یہ حکومتیں ہیں جو اسرائیل کے ساتھ معاہدہ کررہی ہیں اور ان

۱۔ علمائے ہمدان کو امام خمینیؒ کا جواب ۔ ۱۶ /۲/ ۱۳۴۲ ۔ ۶ مئی ۱۹۶۳ صحیفہ نور ج ۱ ص ۵۰

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۸ /۶/ ۱۳۴۳ ۔ ۹ ستمبر ۱۹۶۴ صحیفہ نور ج ۱ ص ۹۵

حکومتوں کی کسی صورت میں بھی عوام حمایت نہیں کرتے۔ (۱)

اسلام کے روساء کا فرض ہے کہ جزئی اختلافات سے پرہیز کریں

اس وقت اسلام کے سربراہوں، اسلام کے سلاطین اور اسلام کے صدور کا فرض ہے کہ کبھی کبھی پیش آنے والے ان جزئی اور موسمی اختلافات سے پرہیز کریں، عرب و عجم کا سوال نہیں ہے ترک وفارس کا مسئلہ نہیں ہے اسلام اور صرف اسلام کی بات ہے پیغمبر اکرمؐ کے جہاد کا طریقہ یہی تھا ان کو بھی آنحضرتؐ کی پیروی کرنا چاہیے، اسلام کی پیروی کرنا چاہیے، باہمی اتحاد کو بچائے رکھیں، ان جزئی اور موسمی اختلافات کو چھوڑ دیں سب ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں، کہتے ہیں کہ ان (مسلمانوں) کی آبادی ستر کروڑ ہے (۲) لیکن ستر کروڑ متفرق ایک کروڑ کے برابر بھی نہیں ہیں. ستر کروڑ متفرق آبادی کسی کام کی نہیں ہے. ہزار یا دس لاکھ کی متفرق آبادی بھی کسی کام کی نہیں ہے لیکن اس ستر کروڑ میں سے بیس کروڑ یا چالیس کروڑ اگر آپس میں متحد ہوجائیں اپنی سرحدوں کی حفاظت کریں، اسلامی معاشرہ کہ جو ہم سب کے درمیان مشترک ہے کلمہ توحید کہ جو ہم سب کے درمیان مشترک ہے اور اسلامی مصلحتوں کے تحت جو ہم سب کے درمیان مشترک ہیں یہ سب متحد ہوجائیں، مسلمان آپس میں متحد ہوجائیں تو پھر یہودی فلسطین کی لالچ نہیں کریں گے اور ہندوستان کشمیر کی لالچ نہیں کرے گا. یہ سب کچھ اس لیے ہورہا ہے کہ آپ کو متحد نہیں ہونے دیتے. انہیں معلوم ہونا چاہیے اور جانتے بھی ہیں کہ وہ ہاتھ جو آپ کے منابع کو آپ سے چھیننا چاہتے ہیں، آپ کے سرمائے کو مفت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں، آپ کے زیر زمین اور بالائے زمین خزانوں کو لوٹنا چاہتے ہیں، یہ ہاتھ کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ عراق اور ایران آپس میں متحد ہو جائیں ایران اور مصر آپس میں متحد ہوجائیں. ایران اور ترکی

۱۔ اسلام کے خطرے میں پڑجانے کے بارے میں امام خمینیؒ کی عوام کو تنبیہ۔ ۱۳۴۳/۱/۱۸ ۔ ۷ اپریل ۱۹۶۴ صحیفہ نور ج ۱ ص ۶۳

۲۔ تقریر کے زمانے میں مسلمانوں کی تقریبی تعداد ستر کروڑ تھی. مسلمانوں کی آبادی کی تعداد کے بارے میں صحیح معلومات نہیں ہیں چونکہ بعض ممالک میں مسلمانوں کی مردم شماری نہیں ہوتی ہے. بعض ممالک میں لوگ اپنے مذہب کو آشکار نہیں کرسکتے اور بعض دیگر ممالک میں مردم شماری کے افسران سیاسی یا اعتقادی وجوہات کی بناء پر کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی تعداد کو اس سے کم ظاہر کریں جتنے کہ ہیں، یورپ اور امریکہ میں فقط قومیت، عمر اور مشغلے کو مردم شماری میں مد نظر رکھا جاتا ہے اور ان کے مذہب سے کوئی سروکار نہیں رکھا جاتا. لہذا یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان ممالک میں کتنے مسلمان موجود ہیں. امریکہ اور ہندوستان جیسے ممالک میں جو لوگ مسلمان ہوتے ہیں مردم شماری میں نہیں گنے جاتے. لیکن اس کے باوجود دنیا کے مسلمانوں کی آبادی ایک ارب سے زائد ہے جس میں اضافے کی شرح بے شک آخری دہائی میں بڑھی ہے.

آپس میں متحد ہوجائیں اور سب کے سب یک کلام ہوجائیں. یہ لوگ تو نہیں چاہیں گے لیکن آپ کا فرض یہ نہیں ہے بلکہ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ مل کر بیٹھیں اور آپس میں سمجھوتہ کریں. اپنی حدود اور سرحدوں کی حفاظت کریں ہر ایک کی اپنی حدود اور سرحدیں تو محفوظ ہیں لیکن بیرونی دشمن جو آپ کو اتنا نقصان پہنچا رہاہے اس کے مقابلے میں بھی سب یکصدا ہوجائیں. اگر یک کلام ہوجائیں تو فلسطین میں گنے چنے چند یہودی چور، جنہوں نے ایک کروڑ سے زائد مسلمانوں کو دس برس سے زیادہ عرصہ سے متفرق کرر کھا ہےاور اسلامی ممالک آپس میں بیٹھ کر سوگ منا رہے ہیں. اگر اتحاد و یکجہتی ہو تو یہ لوگ کس طرح ایسا کرسکتے ہیں؟ کس طرح تھوڑی سے تعداد میں یہودی چور، آپ کے فلسطین کو آپ کے ہاتھوں سے چھین سکتے ہیں اور مسلمانوں کو فلسطین سے باہر نکال سکتے ہیں اور آپ کچھ بھی نہ کرسکیں ؟! (۱)

اسرائیل کا خاتمہ اور بائیکاٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں کئی بار اسلامی حکومتوں کو اغیار اور ان کے پٹھوؤں کے مقابلے میں اتحاد اور برادری برقرار کرنے کی دعوت دے چکا ہوں جو مسلمانوں اور اسلامی ممالک کی شریف حکومتوں کے درمیان نفاق پیدا کرکے ہمارے ممالک کو استعمار کی اسارت اور اس کے سائے میں رکھنا چاہتے ہیں، تا کہ ان کے معنوی اور مادی خزانوں سے استفادہ کرسکیں. کئی مرتبہ حکومتوں خاص طور پر ایران کی حکومت کو اسرائیل اور اس کے خطرناک ایجنٹوں کے بارے میں آگاہ کرچکا ہوں. یہ فساد کی جڑ جس کو بڑی طاقتوں کی حمایت سے اسلامی ممالک کے دل میں رکھا گیا اور اس کی ریشہ دوانیاں ہر روز اسلامی ممالک کے لیے خطرناک بنتی جارہی ہیں، لہذا اس فساد کے مادے کو اسلامی ممالک اور اسلام کی عظیم قوموں کی ہمت سے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہیے.

اسرائیل نے اسلامی ممالک کے خلاف مسلحانہ جنگ شروع کرر کھی ہے لہذا اسلامی حکومتوں اور ملتوں پر لازم ہے کہ اس کا قلع وقمع کریں، اسرائیل کی مدد چاہے اسے اسلحہ اور بارود فروخت کرنے کے ذریعے ہو یا تیل بیچنے کےذریعے، حرام ہے اور اسلام کی مخالفت ہے. اسرائیل اور اس کے ایجنٹوں سے رابطہ چاہے تجارتی ہو یا سیاسی، حرام ہے اور اسلام کی مخالفت ہے. مسلمانوں کو اسرائیلی اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے.

خداوند متعال سے اسلام اور مسلمانوں کی نصرت کا طلبگار ہوں. (۲)

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

روح اللہ الموسوی الخمینی

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب - ۲۳ /۸/ ۱۳۴۴ - ۱۴ نومبر ۱۹۶۵ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۲۰

۲۔ اسلامی حکومتوں اور قوموں کے نام امام خمینیؒ کا پیغام ۱۸ /۳/ ۱۳۴۶ - ۸ جون ۱۹۶۷ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۳۹

الفتح کے نمایندے کو الفتح کے مجاہدوں کی مدد کے بارے میں امام خمینیؒ کا انٹرویو

پہلا سوال :- جناب رہبر مجاہد، آپ کی نظر میں ان شجاع مجاہدوں کو شرعی رقوم جیسے زکوۃ اور سہم امامؑ دینے کا کیا حکم ہے جو الفتح تحریک کی قیادت میں دشمن سے نبرد آزما ہیں اور عظمت کے میدان میں دشمن سے برسر پیکار ہیں؟

جواب :- **بسم اللہ الرحمن الرحیم**. بہت ہی بجا بلکہ واجب ہے کہ شرعی رقوم کا کچھ حصّہ جیسے زکات اور دیگر صدقات میں سے کافی مقدار میں ان مجاہدین راہ خدا کے لیے مخصوص کیا جائے. ایسے مجاہدین کے لیے جو جنگ اور جان نثاری کی صفوں میں انسانیّت کے دشمن کافر صہیونیوں کو نابود کرنے کے لیے ڈٹے ہوئے ہیں. یہ مجاہدین، اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت وعزت کو زندہ کرنے کے لیے کوشاں ہیں، یہ مجاہدین اسلامی تاریخ کی عظمت کے لیے جنگ لڑرہے ہیں، لہذا ہر مسلمان جو خدا اور روز جزاء پر ایمان رکھتا ہو اس پر واجب ہے کہ اپنی تمام طاقت وہمّت کو اس راہ میں صرف کرے تاکہ سرانجام " **احدی الحسنیین** " یعنی شہادت یا کامیابی کی منزل پر فائز ہوسکے. آپ کا فرض ہے کہ اپنے خون کا انتقام لینے اور ذلّت کے دھبے کو مٹانے کے لیے جہاد میں شریک ہوں اور خدا کی طرف سے نصرت، مدد اور درخشان کامیابی حاصل کریں کہ جو عنقریب ہے اور مؤمنین کو بشارت دیں کہ خداوند متعال ہر پختہ اور حق جویانہ مصمم ارادے کی حمایت کرتا ہے " **نصر من اللہ وفتح قریب، وبشر المؤمنین** " (۱) **واللہ من وراء القصد**.

ہمارے بھائی کہ خدائے قادر وتوانا کی مدد سے حتمی کامیابی انہی کو نصیب ہوگی یعنی " الفتح " تحریک کے برجستہ افراد اور " العاصفہ " کی جنگجو فوجیں اور دوسرے حریت پسند فداکار افراد اور مجاہدین راہ خدا، کہ ان کی پوری قوت اور تمام وسائل کے ساتھ مدد کرنا واجب ہے. **واللہ ولی التوفیق**.

دوسرا سوال :- فلسطین کی سرزمین پر انقلاب مقدس کی آگ کے شعلہ ور ہونے اور " الفتح " کی قیادت میں بہت سے انقلابی نتائج حاصل کرلینے کے بعد ہمارے ان بھائیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو مورچوں اور غصب شدہ علاقوں میں استقامت اور پائیداری کا مظاہرہ کررہے ہیں ؟

جواب :- **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ہمارے ثابت قدم اور جنگجو برادران کے بارے میں میری پہلی اور آخری رائے یہ ہے کہ پے در پے اور کسی تھکاوٹ کا احساس کیے بغیر اپنے جہاد کو جاری رکھیں ، چونکہ

۱۔ سورہ صف آیت ۱۳

زندگی یہی ہے کہ انسان اپنے مقاصد حاصل کرے اور اس کی راہ میں جہاد کرے "**ان الحیوة عقیدة وجہاد**" (۱) وہ بات جس میں اسلامی نقطہ نظر سے کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے وہ یہ ہے کہ اس ذلت کی زندگی سے (عزت کی) موت بہتر ہے لہذا موجودہ صورت حال میں ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں کہ ہم اپنے تمام وسائل اور اپنی تمام افرادی قوت کو بروئے کار لاتے ہوئے جہاد کو جاری رکھیں تا کہ ہم اپنی اور آئندہ نسلوں کی عزت وشرافت کو عظمت اسلامی کے ساتھ تاریخ کے ہر دور میں حاصل کر سکیں۔ "**واعدوا لهم مااستطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوا اللّٰه وعدوكم**" (۲) "**ان تنصروا اللّٰه ينصركم ويثبت اقدامكم**" (۳) "**ولاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين**" (۴) "**ولاتهنوا فى ابتغاء القوم ان تكونوا تالمون فانهم يالمون كما تالمون وترجون من اللّٰه ما لايرجون**" (۵)

تیسرا سوال :۔ فلسطین کی مقدس سرزمین پر مسلح جہاد کے عروج پر پہنچنے اور صہیونیوں کی وحشیانہ کاروائیوں اور امت عرب واسلام کے خلاف اس کے نتائج کے بارے میں آپ اپنا موقف بیان فرمائیں تا کہ تمام ممالک میں ہمارے مسلمان عوام، اپنے تمام تر مادی اور معنوی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے، بالاخر اس مقدس جہاد میں شریک ہوں۔

جواب :۔ **بسم اللّٰه الرحمن الرحيم** جیسا کہ پہلے ہم نے واضح کردیا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو در پیش موجودہ حالات کے مطابق یہ ایک واجب کام ہے اسلام کے مقدس احکام کو قبول کرلینے کے بعد مسلمانوں پر سب سے بڑھ کر جہاد واجب ہے کہ وہ اپنے جان ومال کو اسلام کی عظمت کی راہ میں قربان کرکے دفاع کریں۔ جب آپ دیکھتے ہیں کہ فلسطین کی مقدس سرزمینوں میں آپ کے بے گناہ بہنوں، بھائیوں کا خون بہایا جارہا ہے اور جب آپ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہماری سرزمینیں شر پسند صہیونیوں کے ہاتھوں ویران ہوچکی ہیں تو اس صورت حال میں جہاد جاری رکھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی تمام مادی اور معنوی امداد کو اس مقدس جہاد میں صرف کریں اور خداوند متعال اس ارادے کا حامی ہے "**واللّٰه من وراء القصد**"

چوتھا سوال :۔ اب جبکہ مسلمان ملک، ایران کے اندر تمام کلیدی عہدوں پر صہیونیوں نے قبضہ کرلیا ہے،

۱۔ یہ حدیث حضرت امام حسین علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے۔

۲۔ سورہ انفال آیت ۶۰۔ ۳۔ سورہ محمد آیت ۷۔ ۴۔ سورہ آل عمران آیت ۱۳۹۔ ۵۔ سورہ نساء آیت ۱۰۴۔

آپ کی نظر میں صہیونیوں کے اثر ورسوخ کو ختم کرنے کے لیے ایران کے مسلمان عوام کو کونسی راہ اختیار کرنا چاہیئے؟

جواب :- **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم** بہترین راستہ یہ ہے کہ ایران کے مسلمان عوام اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے کوشش کریں کہ اندرونی صہیونیوں اور ان کے علاوہ جو لوگ ایران میں موجود ہیں ان کے ساتھ لین دین بالکل بند کردیں، نفسیاتی اور مادی لحاظ سے ان کو ضعیف اور کمزور بنادیں، زندگی کی امیدوں کے تمام دریچے ان پر بند کردیں، ان کے خلاف اقتصادی جنگ کا اعلان کردیں نیز باقی امور میں ان کا مقابلہ کریں تا کہ بالاخر وہ ایران اور مسلمان عوام کے ساتھ اپنے تمام تر روابط، منقطع کرنے پر مجبور ہوجائیں اور جس کے نتیجے میں ملت ایران اپنے تمام مادی اور معنوی وسائل کو ان حریت پسند مجاہدین کے اختیار میں دے سکے یہ دردناک صورت حال ہے لہٰذا ہر مسلماں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنی پوری قوت کو غصب شدہ سرزمینوں کی آزادی اور غاصبوں سے انتقام لینے پر صرف کریں "**واللّٰہ ولی التوفیق**" (اور خداوند کامیابی کا ضامن ہے) وہ نکتہ جس میں کسی تردید کی گنجائش نہیں یہ ہے کہ اسلامی دنیا کے دورترین مقام میں رہنے والے ہر مسلمان شخص کا فریضہ بھی وہی ہے جو فلسطین کے مسلمان عوام کا ہے "**المسلمون ید واحدۃ علی من سواھم یسعی بذمتھم ادناھم**" (۱) فرقہ واریت اور قوم کا سوال نہیں ہے اور تقویٰ اور پرہیز کے علاوہ اسلامی اقوام کے اندر کسی قسم کا امتیاز نہیں ہے (۲) "**ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقیٰکم** (۳) **واللّٰہ حسبنا ونعم الوکیل**"

فساد کی اس جڑ کو ہر ممکن طریقے سے نابود کرنا چاہیئے

پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ اسرائیل کی غاصب حکومت کے جو عزائم ہیں وہ اسلام اور مسلمان ممالک کے لیے بڑے خطرناک ہیں اور اس بات کا ڈر ہے کہ اگر مسلمان انہیں مہلت دیں تو فرصت ہاتھ سے نکل جائے اور پھر ان کو مہار کرنا ممکن نہ ہو اور چونکہ یہ خطرہ اساس اسلام کو لاحق ہے لہٰذا خاص طور پر تمام اسلامی حکومتوں اور بالعموم تمام مسلمانوں کے لیے

۱۔ یہ حدیث حضرت پیغمبر اکرم ﷺ سے نقل ہوئی ہے۔

۲۔ الفتح کے نمائندے کو الفتح مجاہدین کی مدد کے بارے میں امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ مہر ۱۳۴۷۔ اکتوبر ۱۹۶۸ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۳۷۔ ۱۳۶

۳۔ سورہ حجرات آیت ۱۳

ضروری ہے کہ ہر ممکن طریقے سے فساد کی اس جڑ کو نابود کریں اور دفاع کرنے والوں کی مدد کرنے سے دریغ نہ کریں. نیز جائز ہے کہ اس حیاتی امر کے لیے زکات اور دوسرے صدقات کو خرچ کریں.

خداوند متعال سے دست بدعا ہوں کہ مسلمانوں کی آگاہی اور بیداری کے اسباب فراہم کرے اور اسلام کے دشمنوں کے شر کو اسلامی ممالک سے دور کرے. (۱)

اسرائیل کا بائیکاٹ

ہمارے ان ممالک کے بارے میں جو خواب انہوں نے دیکھ رکھے ہیں ان کی آپ کو اطلاع نہیں ہے میں کئی مرتبہ اسرائیل کی حکومت اور اس کے ایجنٹوں کے خطرے کے بارے میں ملت کو آگاہ کرچکا ہوں کہ ان کا مقابلہ کریں اور ان کے ساتھ لین دین کرنے سے گریز کریں. (۲)

فلسطینی مجاہدین کے بارے میں مسلمانوں سے اپیل

یہ تو فلسطین ہے جو تمام آزمائشوں کا مرکز ہے بعض اسلامی ممالک کے سربراہوں کے باہمی اختلافات اور ان کے ایجنٹ ہونے کی وجہ سے، ستر کروڑ مسلمان، معادن، خزانے اور طبیعی وسائل رکھنے کے باوجود بھی، استعمار اور صہیونیزم کے اثر ورسوخ کو کم کرنے، نیز غیروں کے نفوذ کو محدود کرنے کی جرات نہیں رکھتے. بعض عرب حکومتوں کا خود خواہ اور کٹھ پتلی ہونا نیز غیروں کے بلاواسطہ اثر ورسوخ کے مقابلے میں تسلیم ہو جانا اس بات میں مانع ہے کہ دسیوں ملین عرب، فلسطین کی سرزمین کو اسرائیل کے قبضے سے آزاد کراسکیں.

سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسرائیل قائم کرنے سے بڑی طاقتوں کا مقصد، فقط فلسطین کو غصب کرنے سے ختم نہیں ہوتا بلکہ وہ اس فکر میں ہیں کہ (پناہ بر خدا) تمام عرب ممالک کو فلسطین کے مقدر سے دچار کریں. اور آج ہم فلسطینی مجاہدین کے فلسطین کے امور کو فلسطینیوں کے ہاتھ سپرد کرنے کی راہ میں جہاد پر ناظر ہیں، ہم ان مجاہدین کو دیکھ رہے ہیں جو اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر، قبضے اور تجاوز کے خلاف، نیز فلسطین اور غصب شدہ سرزمینوں کو آزاد کروانے کے لیے واقعی جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں. ہم اس

۱۔ فدائیوں کے ایک گروہ کو امام خمینیؒ کا جواب ۔ ۱۳۴۷/۶/۶ ۔ ۲۸ اگست ۱۹۶۸ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۳۵ ۔ ۱۳۴

۲۔ امام خمینیؒ کا ٹیلیگرام ۔ مرداد ۱۳۴۹ ۔ جولائی ۱۹۷۰ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۵۵

مصیبت کو بھی دیکھ رہے ہیں جو استعمار کے پٹھوؤں نے کل اردن اور آج لبنان میں ان مجاہدین کے لیے کھڑی کی ہے ہم اس پروپیگنڈے اور سازش کا بھی ملاحظہ کررہے ہیں کہ جو مجاہدین کے خلاف مختلف طریقوں سے جاری ہے. یہ سب کے سب پروپیگنڈے، استعماری تحریک اور ان کے گماشتوں کے ذریعے انجام پاتے ہیں کہ جن کا مقصد، فلسطینی مجاہدین کو مسلمانوں کے گروہوں سے علیحدہ کرنا اور جہاد کو نہایت ہی اہم علاقوں سے خارج کرنا ہے (کہ جن کا محل وقوع اسرائیل اور صہیونیزم جیسے غاصب دشمن کی فوجوں پر حملہ کرنے کے لیے مناسب ہے).

کیا اس صورت حال میں مسلمان اور اسلامی ممالک کے سربراہ، خداوند، عقل اور ضمیر کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں ! کیا یہ بات روا ہے کہ فلسطینی مجاہدین استعمار کے گماشتوں کے ہاتھوں اور استعمار کے زیر تسلط علاقوں میں قتل عام ہوں لیکن دوسرے اس ظلم کے مقابلے میں خاموش رہیں بلکہ اس، آزادی دلانے والے جہاد کو اہم ترین علاقوں سے نکالنے کے لیے آپس میں گٹھ جوڑ اور سازش کریں. کیا عرب حکومتوں اور ان علاقوں میں مقیم مسلمانوں کو نہیں معلوم کہ اس جہاد کی نابودی سے، باقی عرب حکومتوں کو بھی اس ناپاک دشمن کے شر سے چین نصیب نہیں ہوگا؟

آج تمام مسلمانوں پر بالعموم اور (باقی) حکومتوں نیز عرب حکومتوں پر بالخصوص، فرض ہے کہ اپنے استقلال کو مستحکم بنانے کے لیے اس مجاہد گروہ کی حمایت اور طرفداری کے لیے ذمہ دارانہ اقدام کریں اور ان مجاہدین کو اسلحہ، اشیاء خورد ونوش اور دیگر وسائل پہنچانے کی راہ میں دریغ نہ کریں، جان نثار مجاہدین کا فرض ہے کہ خدا پر توکل کریں اور قرآن کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے مستحکم ارادے اور مکمل ثابت قدمی کے ساتھ اپنے مقدس ہدف کی راہ میں اپنے کام کو جاری رکھیں، ایسا نہ ہو کہ کہیں بعض افراد کی سستی اور ٹھنڈے پڑجانے کی وجہ سے افسردہ ہوجائیں اور ان کے جذبہ آزادی کو ٹھیس پہنچے. تاکید کی جاتی ہے کہ مجاہدین اور ان علاقوں میں مقیم حضرات جہاں مجاہدین سرگرم جہاد ہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خوش رفتاری اور اسلامی اخوت کی بنیاد پر سلوک کریں.

دنیا کے تمام دور اندیش، بیدار اور ہوشیار مسلمانوں خاص طور پر خدا کے مخلص بندوں اور علمائے اعلام سے استدعا کرتا ہوں کہ (رمضان کے) ان مبارک دنوں میں خداوند سے دعا کریں کہ مسلمانوں کو استعمار کے ناپاک تسلّط سے چھٹکارا حاصل کرنے میں مدد فرمائے.

ماہ مبارک رمضان اور دیگر عظیم اسلامی اجتماعات جیسے نماز جمعہ اور حج کے موقع پر حقائق کو پہونچانے اور پھیلانے کی غرض سے، تمام مسلمان کوشش کریں اور لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت دیں (کہ جو سب کو وحدت کی طرف پکارتا ہے) نیز آزادی فلسطین اور پورے عالم اسلام کو در پیش عظیم مشکلات کے حل کے لیے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیں اور اتحاد قائم کریں.

خداوند متعال سے استدعا ہے کہ مسلمانوں کی سرزمین سے غیروں کے تسلط کو ختم فرمائے۔ "انه سمیع مجیب" (۱)

اسرائیل کی نابودی کے لیے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، واقتلوهم حیث ثقفتموهم واخرجوهم من حیث اخرجوکم والفتنة اشدّ من القتل وقاتلوهم حتی لاتکون فتنة (۲)

اب جبکہ اسرائیل کی غاصب حکومت مزید فتنہ انگیزی اور عرب (حکومتوں کی) زمینوں پر زیادہ سے زیادہ تجاوز کرنے اور صاحبان حق کے مقابلے میں اپنے غاصبانہ تسلط کو جاری رکھنے پر تلی ہوئی ہے اور کئی بار جنگ کرچکی ہے ادھر ہمارے مسلمان بھائی اس فساد کی جڑ کو اکھاڑ پھینکنے اور آزادی فلسطین کی راہ میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جہاد اور عظمت کے میدان میں جنگ لڑرہے ہیں لہذا تمام اسلامی حکومتوں اور بالخصوص عرب حکومتوں پر فرض ہے کہ خداوند متعال پر توکل اور اس کی لایزال طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے، اپنی پوری قوت اور استعداد کو ان جاں نثار مجاہدین کی مدد کے لیے صرف کریں جو میدان کی صف اول میں ملت اسلام پر امید لگائے ہوئے ہیں۔ فلسطین کی آزادی اور اسلامی شرافت و عظمت کے احیاء کے لیے اس مقدس جہاد میں شرکت کریں۔ ذاتی اختلافات اور ذلت آمیز نفاق سے پرہیز کریں۔ آپس میں اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ اپنی صفوں میں اتحاد اور نظم وضبط پیدا کریں۔ صہیونیزم سے دفاع کرنے والوں کی کھوکھلی طاقت اور اسرائیل سے نہ ڈریں۔ بڑی طاقتوں کے بے اثر ڈرانے دھمکانے سے نہ ڈریں۔ نیز سستی اور کاہلی سے کہ جن کا نتیجہ ذلت اور اور خطرناک ہوتا ہے، پرہیز کریں۔ اسلامی ممالک کے سربراہوں کو متوجہ ہونا چاہیئے کہ اس فساد کے جرثومے کو اسلامی ممالک کے قلب میں فقط ملت عرب کو نابود کرنے کے لیے قائم نہیں کیا گیا بلکہ اس کا خطرہ اور نقصان پورے مشرق وسطیٰ کو گھیرے ہوئے ہے۔ اصل سازش، دنیائے اسلام پر صہیونیزم کا کنٹرول اور تسلط، نیز اسلامی ممالک کی زرخیز زمینوں اور عظیم منابع کو زیادہ سے زیادہ نو آبادیوں میں تبدیل کرنا ہے۔ فقط اسلامی ممالک کی جاں نثاری، پائیداری اور اتحاد کے ذریعے اس سیاہ استعمار کے بھوت سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے۔ اگر کسی حکومت نے اسلام کو در پیش اس اہم مسئلے سے کوتاہی برتی تو دیگر اسلامی حکومتوں پر فرض ہے

۱۔ فلسطین کی حمایت کے لیے امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۹ /۸/ ۱۳۵۱ ۔ ۱۰ نومبر ۱۹۷۲ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۹۳

۲۔ سورہ بقرہ کی آیت ۱۹۰ اور ۱۹۳

کہ اسے ڈرانے دھمکانے اور اس کے ساتھ روابط منقطع کر کے اسے اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کریں. تیل کی دولت سے مالامال اسلامی حکومتوں پر فرض ہے کہ تیل اور باقی وسائل کو اسرائیل اور استعماری قوتوں کے خلاف استعمال کریں نیز ان ممالک کو بھی تیل فروخت نہ کریں جو اسرائیل کی مدد کرتے ہیں. (۱)

اسرائیلی ایجنٹوں کو مسلط کرنا ملک کے ساتھ خیانت ہے

غیروں کے لیے فوجی، مواصلاتی اور جاسوسی اڈے قائم کرنا، مشروطیت (۲) کے خلاف ہے غیروں اور اسرائیل جیسے ان کے خبیث ایجنٹوں کو ملک کی بہترین زمینوں پر مسلط کرنا اور عوام کو اس سے محروم کرنا، آئین کی خلاف ورزی اور ملک کے ساتھ خیانت ہے. (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۶ /۸/ ۱۳۵۲ ۔ ۷ نومبر ۱۹۷۳ صحیفہ نور ج ۱ ص ۲۰۹

۲۔ مشروطیت ایک ایسی حکومت کا نام ہے جس میں حکومت کو اختیارات عوام کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں اور معین اصول و محدود اجراء کے قابل ہوتی ہے. اس میں سب سے زیادہ اہمیت ملکی دستور کو ہوتی ہے یہی ملک کا بالاترین مرجع اور سند عالیہ ہوتا ہے. ملکی دستور کے اندر تمام محترم افراد اور گروہوں کے اصلی و سیاسی حقوق کا ذکر ہوتا ہے. حکومت مشروطہ دو اصلی شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے، سلطنتی اور جمہوری. نظام مشروطہ میں صدر کے اختیارات بادشاہ کے مقابلہ میں کم ہوتے ہیں.

۳۔ حزب رستاخیز میں شرکت سے بائیکاٹ کے بارے میں لوگوں کے سوال کا جواب ۔ ۲۱ / ۱۲ / ۱۳۵۳ ۔ ۱۱ مارچ ۱۹۷۴ ۔

شاہ نے مختلف قسم کی پارٹیوں کے قیام کا حکم جاری کیا تھا جیسے "ملیون ، ایران نوین" لیکن ۱۳۵۳ (۱۹۷۴) میں رستاخیز پارٹی کے ملک کی واحد قانونی پارٹی ہونے کا اعلان کیا اور اس کی رکنیت کو (ہر شخص کے لیے) لازمی قرار دیا اور حکم دیا کہ جو لوگ اس کے مخالف ہیں وہ ایران چھوڑ کر چلے جائیں! اس پارٹی کے تین اصول تھے، (ملکی) آئین سے وفاداری ۔ شہنشاہی نظام سے وفاداری، اور شاہ و ملت کے انقلاب سے وفاداری. امام خمینیؒ نے رستاخیز پارٹی کے بنتے ہی اسے اسلام کے خلاف قرار دیا، اس کی رکنیت و ممبری کو حرام قرار دے دیا اور عوام کو اس کا رکن بننے پر مجبور کرنے کو ملکی آئین کی خلاف ورزی قرار دیا.

□ تیسرا حصّہ

امام اور اسلامی انقلاب، اسرائیل کے خلاف استقامت کا مورچہ

▫ فصل اول

مسلمانوں کے کمزور ہونے کے وجوہات

(مسلمانوں کی صفوں میں تفرقہ اور حکومتوں کا کمزور ہونا)

اگر اسلامی ممالک پر حکومت کرنے والے متحد ہوتے!

اگر مسلمان (قرآن کے) اس حکم "**واعدوا لھم مااستطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل**" (۱) پہ عمل کرتے اور اسلامی حکومت بناکر وسیع پیمانے پر آمادگی کے ساتھ جنگ کے لیے بالکل مستعد ہوتے تو مٹھی بھر یہودیوں کو جرات نہ ہوتی کہ ہماری سرزمینوں پر قبضہ کرکے ہماری مسجد اقصیٰ کو خراب کریں، آگ لگائیں اور لوگ کوئی فوری اقدام نہ کرسکیں. یہ تمام چیزیں اس بات کا نتیجہ ہیں کہ مسلمانوں نے حکم خدا پر عمل نہیں کیا اور ایک صالح اور لائق حکومت نہیں بنائی. اگر اسلامی ممالک پر حکومت کرنے والے، باایمان لوگوں کے نمایندے اور احکام اسلام کو نافذ کرنے والے ہوتے، جزئی اختلافات سے پرہیز کرتے، فتنہ وفساد اور تفرقہ اندازی چھوڑدیتے، متحد اور "یک دست" ہوتے، تو اس وقت مٹھی بھر، بدبخت یہودی جو امریکہ، برطانیہ اور غیروں کے آلہ کار ہیں ایسے کام نہیں کرسکتے تھے چاہے امریکہ اور برطانیہ ان کے حامی ہی کیوں نہ ہوتے. یہ (سب کچھ) ان لوگوں کی بے غیرتی کی وجہ سے ہوا ہے جو مسلمانوں پر حکومت کررہے ہیں. (۲)

اسلامی ممالک کے سربراہوں کا اختلاف

اگر اسلامی ممالک کے سربراہ اندرونی اختلافات ختم کردیں، اسلام کے عظیم اہداف ومقاصد سے آشنا ہوجائیں اور اسلام کی طرف مائل ہوجائیں تو اس طرح استعمار کے ہاتھوں ذلیل وخوار نہیں ہوں گے. یہ اسلامی ممالک کے

۱۔ سورہ انفال آیت ۶۰

۲۔ ولایت فقیہ ص ۳۸

سربراہوں کے اختلافات ہیں کہ جن کی وجہ سے فلسطین کا مسئلہ کھڑا ہوا ہے اور وہ اس مسئلے کو حل نہیں ہونے دیتے۔ ستر کروڑ مسلمان اپنے یہ طویل وعریض ممالک رکھنے کے باوجود اگر سیاسی شعور بھی رکھتے اور آپس میں متحد اور منظم ہوکر ایک صف میں کھڑے ہوتے تو بڑی استعماری حکومتوں کے لیے ممکن نہ تھا کہ ان کے ملکوں میں رخنہ کرتے چہ جائیکہ چند یہودی جو استعمار کے ایجنٹ ہیں! (۱)

اسلام سے بے اعتمادی، ان مصیبتوں کا باعث

اگر اسلامی حکومتیں اور مسلمان قومیں، مشرق ومغرب کے بلاک پر اعتماد کرنے کے بجائے اسلام پر اعتماد کرتیں اور قرآن کریم کی نورانی اور آزادی بخش تعلیمات کو اپنا نصب العین قرار دے کر ان پہ عمل کرتیں تو نہ صہیونی جارحین کے ہاتھوں ذلیل ہوتیں نہ امریکی فینٹم سے مرعوب ہوتیں اور نہ روس کی شیطانی چال بازیوں اور اس کی سازشوں سے شکست کھاتیں۔

اسلامی حکومتوں کی قرآن کریم سے دوری نے ملت اسلام کو اس افسوس ناک حالت میں لاکھڑا کیا ہے اور مسلمان قوموں نیز اسلامی ممالک کی تقدیر کو دائیں بائیں بازو کے استعمار کی سازش کارانہ سیاستوں کا شکار بنادیا ہے۔ (۲)

بعض حکام، استعمار کے نوکر

فلسطین تمام مصیبتوں کا مرکز ہے بعض اسلامی ممالک کے سربراہوں کے نقطہ نظر میں اختلاف اور ان کے ایجنٹ ہونے کی وجہ سے سات سو ملین مسلمانوں کو معادن، ثروت اور طبیعی وسائل رکھنے کے باوجود اس بات کی فرصت اور امکان نہیں ہے کہ استعمار اور صہیونیزم کے اثر ورسوخ کو کم اور غیروں کے نفوذ کو محدود کرسکیں۔ بعض عرب حکومتوں کی خود خواہی اور ان کا پٹھو ہونا نیز غیروں کے براہ راست نفوذ کے سامنے تسلیم ہوجانا، اس بات سے مانع ہوتا ہے کہ دسیوں ملین عرب فلسطین کی سرزمین کو، اسرائیل کے غاصبانہ قبضے سے آزاد کراسکیں۔ (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱۹/۱۱/ ۱۳۴۹۔ ۸ فروری ۱۹۶۰ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۵۷

۲۔ یونیورسٹی کے طلباء کو امام خمینیؒ کا جواب۔ ۲۲/۴/ ۱۳۵۱۔ ۱۳ جولائی ۱۹۷۲ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۸۶

۳۔ فلسطین کی حمایت میں امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱۹/۸/ ۱۳۵۱۔ ۱۰ نومبر ۱۹۷۲ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۹۲

استعمار کے تسلط کا باعث

جیسا کہ میں کئی مرتبہ خطرے کا اعلان کر چکا ہوں کہ اگر ملت اسلام بیدار نہ ہوئی اور اپنے فرائض سے آگاہ نہ ہوئی، اگر علمائے اسلام نے ذمہ داری کا احساس نہ کیا اور قیام نہ کیا نیز اگر واقعی اسلام جو غیروں کے مقابلے میں تمام مسلمانوں کے فرقوں کے درمیان تحرک اور اتحاد پیدا کرتا ہے جو مسلمان ملتوں اور اسلامی ممالک کی سیادت اور خود مختاری کا ضامن ہے، اگر غیروں کے ایجنٹوں اور ان کے آلہ کاروں کے ہاتھوں میں، استعمار کے تاریک پردے کے نیچے اسی طرح پوشیدہ رہا اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف وتشتت کی آگ بھڑک اٹھی تو اسلامی معاشرے کو اس سے زیادہ تاریک اور دردناک ایام دیکھنے ہوں گے اور اساس اسلام اور احکام قرآن کو تباہ کرنے کا خطرہ در پیش ہوگا۔

دشمنان اسلام اور بین الاقوامی متجاوزوں کے قرآن مجید اور اسلام کے حیات بخش احکام پر پوری قوت کے ساتھ ہر طرف سے آشکار اور پوشیدہ حملے جاری ہیں اور بہت سے اسلامی ممالک کی حکومتیں کم مائیگی یا ان کے ایجنٹ ہونے کی وجہ سے ان کے شوم اور خائنانہ منصوبوں پر عمل پیرا ہیں چاہے وہ لوگ جو اسلام کی بات کرتے ہیں اور نام نہاد اسلامی کانفرنس تشکیل دیتے ہیں یا (ترکی کے صدر اتاترک کی طرح) وہ لوگ جنہوں نے اسلامی ملک میں مذہب کو بالکل ختم کردیا ہے اور اسلام کی قانونی حیثیت کو ہی ختم کردیا ہے۔ یہ سب لوگ شعوری یا لاشعوری طور سے ایک ہی مقصد کی طرف بڑھ رہے ہیں اور وہ دشمنان اسلام کے منحوس اور استعماری مقاصد کی تکمیل ہے تاکہ وہ چاہتے ہیں کہ اسلامی معاشرے کے یہ دردناک حالات اسی طرح باقی رہیں۔ اسرائیل، ملت اسلام کی سرزمینوں اور جان ومال پر مسلط رہے، دنیائے اسلام پر استعماری آقائی اور تسلط ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی رہے۔ اسلامی ممالک پر صیہونیزم کے توسیع پسندانہ اور تباہ کن منصوبے عملی ہوسکیں اور ملت اسلام اور اسلامی ممالک کی حکومتیں ہمیشہ کے لیے بین الاقوامی جارحین کے ہاتھوں ذلیل وخوار رہ کر ستم پیشہ استعمارگروں کی طرف گدائی کا ہاتھ پھیلائے رہیں اور ان پر امید لگائے بیٹھیں نیز خود مختاری، آزادی، چین وامن کا چہرہ تک نہ دیکھ پائیں۔ (۱)

حکومتوں کی پسماندگی افسوس کا باعث ہے

مسلمانوں کے بہت سے اور ممالک بھی مصیبتوں میں مبتلا ہیں، لبنان جو مٹھی بھر، خاک میں تبدیل ہوچکا ہے

۱۔ یونیورسٹی کے طلباء کو امام خمینیؒ کا جواب۔ ۲۴ / ۱۲ / ۱۳۵۱ ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۷۲ صحیفہ نور ج ۱ ص ۱۹۶ ۔ ۱۹۵

(وہاں) کون سے جانی اور مالی نقصانات مسلمانوں بالخصوص شیعوں پر وارد نہیں ہوئے، (ہمارے) دشمن اور ان کے خائن ایجنٹ دردناک داخلی جنگوں کو ہوا دیتے ہیں اور انہوں نے لوگوں کو زندگی سے محروم کردیا ہے اور وہ فلسطین کی حالت ہے اور وہاں پر روزانہ کی بڑھتی ہوئی مشکلات، جو چیز نہایت ہی افسوس کا باعث ہے وہ حکومتوں اور قوم کے سربراہوں کا پسماندہ رہنا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ غیروں کے اشاروں پر آپس میں مخالفت شروع کردیتے ہیں۔ (۱)

اکثر اسلامی ممالک بے نتیجہ مذاکرات میں مصروف ہیں

لبنان کے افسوس ناک حالات اور جنوب کے علاقے میں ہمارے مظلوم ایمانی بھائیوں پر وارد ہونے والی مصیبتیں نہایت ہی افسوس ناک اور دردناک ہیں اس وقت فساد کے جرثومے، ظالم اسرائیل کے دسیوں لشکر جرار، اسلحہ، توپ، ٹینک اور ہوائی جہازوں کے ذریعے، ہمارے ایمانی بھائیوں کے مرکز، جنوب لبنان کی سرزمین پر مسلط ہوچکے ہیں اور وہاں پر مقیم مظلوم باشندوں کو نکال باہر کردیا ہے۔ گھروں کو خراب کردیا ہے اور کھیتوں کو آگ لگادی ہے اور اکثر اسلامی حکومتیں ان مظالم کے مقابل لاتعلق ہیں بلکہ کبھی کبھی مظالم میں مدد کرتی ہیں یا بے نتیجہ نشست وبرخاست اور بے سود مذاکرات میں مصروف ہیں۔ اور فلسطین کے شجاع مجاہدین کو جو اسرائیل کے مقابلے میں مردانہ جہاد کررہے ہیں، تنہا چھوڑ دیا ہے اور شاید یہ بڑی طاقتوں کے درمیان سازش اور منصوبے کا ایک رخ ہے۔ اس وقت ہمارے برادران اور ان کی بے سہارا اولاد آگ میں جل رہے ہیں اور انہیں بے شمار خطرات درپیش ہیں۔ (۲)

اگر آپس میں اتحاد کرلیں تو امریکہ کچھ بھی نہیں کرسکتا

یہ اختلافات یا تو اسلامی ممالک کے سربراہوں کی خیانت کی وجہ سے ہیں یا پھر ان کی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ہیں۔ یہ لوگ ابھی تک آپس میں تفاہم کرنے سے قاصر رہے ہیں اور یہ سب مل جل کر ایک ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی طرح (ہیں) کہ جو کچھ بھی ان کے سامنے آئے اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیں۔

فلسطین میں، مٹھی بھر صہیونیوں اور یہودیوں نے عرب ممالک کے ساتھ جن کی آبادی دس کروڑ سے زائد

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱۶/ ۸/ ۱۳۵۲۔ ۷ نومبر ۱۹۷۳ صحیفہ نور ج ۱ ص ۲۱۰

۲۔ لبنان کی افسوس ناک صورت حال کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱/۲/ ۱۳۵۷۔ ۲۱ اپریل ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲ ص ۱۲۳

ہے ایسا سلوک کیا ہے کہ ان میں سے بعض ان کے مقابل تسلیم ہو چکے ہیں اور بعض دوسرے جو ابھی تک تسلیم نہیں ہوئے، وہ بھی کچھ نہیں کرسکتے. اس وقت چند سال گذر چکے ہیں کہ اسرائیل، فلسطینیوں کی اراضی کو غصب کر رکھا ہے لیکن اتنی عرب آبادی اور عرب ممالک ہونے کے باوجود ان میں اتنی غیرت نہیں تھی کہ فلسطین کو آزاد کراسکیں. کہتے ہیں کہ اس (اسرائیل) کے پیچھے امریکہ ہے! آپ بہت ہی بے حیاء ہیں، بے غیرت ہیں اگر یہ طاقت، دس کروڑ عربوں کی طاقت، آپس میں جمع ہوجائے تو امریکہ کچھ بھی نہیں کرسکتا. یورپ بھی کچھ نہیں کرسکتا. کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا. لیکن عرب ممالک آپس میں جمع نہیں ہیں. جی ہاں! وہ لوگ جو کام کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ان کو آپس میں جمع نہیں ہونے دیتے. وہ لوگ جو کام کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر کسی وقت وہ عرب حکومتوں کے آپس میں جمع ہونے کی بو بھی سونگھیں تو وہ ایسا کام کریں گے کہ ان کے اجتماعات ہی ختم ہوجائیں مثال کے طور پر مصر کے صدر کو امریکہ لے جائیں گے اور اس کے ساتھ کوئی معاہدہ کریں گے. اسے ایک ایسی راہ پر لے جائیں گے کہ وہ راہ کسی دوسرے کو معلوم ہی نہ ہو... اور اس دوسرے کو کسی دوسری راہ پہ لگادیں گے جسے دوسرے نہیں جانتے. یہ چیزیں ہماری کم فہمی کی علامت ہیں. ہم مسلمانوں کی بے غیرتی ہے کہ اس طرح پابند ہیں، غلامی کی زندگی گذار رہے ہیں اور مشرق کے مفادات کو امریکہ اور روس اور ان کی طرح کی دوسری طاقتیں تباہ کررہی ہیں. (۱)

حکومتیں، خود مختاری اور اتحاد کی حفاظت میں ناکام رہی ہیں

میں عرب حکومتوں کے بارے میں کوئی اچھی نظر نہیں رکھتا، عرب حکومتیں اپنی خود مختاری کی حفاظت نہیں کرسکیں اور نہ ہی اپنے در میان اتحاد قائم کرسکی ہیں تا کہ اسرائیل کو ختم کردیں. ان کا آپس میں اختلاف اور بعض عرب حکومتوں کے سربراہوں کی خیانت اس بات کا باعث بنی ہے کہ صہیونی یہاں پر موجود ہوں اور اپنے آپ کو مستحکم کرلیں. اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ آج کل مصر کا صدر یہ کام انجام دے رہا ہے (۲) البتہ ممکن ہے کہ بعض (حکام) نسبتاً برے نہ ہوں لیکن مجموعی طور پر اپنے در میان ایسا اتحاد قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں جس کے ذریعے، استعمار سے بھی نجات پاسکیں اور استعمار کے شرکاء سے بھی کہ جن میں من جملہ اسرائیل ہے اور جہاں تک ملت عرب کا تعلق ہے تو وہ سب ہمارے بھائی ہیں اور ہم ان کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرتے ہیں. (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۳۵۷/۸/۹ ۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲ ص ۳۴۶

۲۔ مقصد ڈیوڈ کیمپ معاہدے پر دستخط ہیں.

۳۔ مصری خبرنگار کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۱۳۵۷/۸/۲۱ ۔ ۱۲ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۱۱۹ ۔ ۱۱۸

اگر مسلمان اہل عمل ہوتے تو اسرائیل کے مقابلے میں ذلیل نہ ہوتے

ہمیں یہ بات کہنی چاہیئے کہ اسلام کے دشمن وہ ممالک جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں پر تسلط حاصل کیا وہ اہل عمل تھے نہ کہ باتوں کے مرد، اور مسلمان اس میدان میں صدر اول ہی سے باتوں کے دہنی رہے ہیں نہ کہ عمل کے، بہت اچھے شعر کہا کرتے تھے، اچھی تقریر کرتے تھے. مشکلات بیان کرنی ہوتی تھیں تو بڑی اچھی طرح پیش کرتے تھے لیکن وہ باتوں کی حد سے باہر نہیں نکلتی تھی اور عمل کے مرحلے میں نہیں پہنچتی تھی اگر مسئلہ باتوں کی حد سے آگے بڑھتا تو انسان باور ہی نہیں کر سکتا کہ دس کروڑ سے زائد عرب، اسرائیل کے مقابلے میں اس قدر ذلیل وخوار ہوں گے اور انساں باور ہی نہیں کر سکتا کہ تمام چیزیں موجود ہوتے ہوئے اور مغرب کو اسلامی ممالک کی بہت سے امور میں ضرورت پڑنے کے باوجود بھی یہ لوگ ان کے تسلط میں رہیں، اتنی زیادہ آبادی اور اتنے زیادہ ذخائر موجود ہونے کے بعد بھی ایسا ہو اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ ہم میں اوائل اسلام میں پایا جانے والا جذبہ جو غلبے کا سبب بنا، اب موجود نہیں رہا اور ہم اس جذبے کو کھو بیٹھے ہیں. (۱)

مسلمانوں کی مشکلات کا سبب

مسلمانوں کی بہت سی مشکلات کا سر چشمہ، اسلامی حکومتیں ہیں. کاش کہ اسلامی حکومتیں آپس میں ہم آواز ہوتیں، ہمفکر ہوتیں. سب کے سب ایک دین سے ہیں ایک ہی کتاب (قرآن) کے ماننے والے ہیں اور سب دیکھ رہے ہیں کہ ان کے درمیان پائے جانے والے اختلاف سے دوسرے فائدہ اٹھارہے ہیں انہیں درد تو معلوم ہے لیکن دوا کے پیچھے نہیں جاتے ! بلکہ ہر روز ان کے اختلافات بڑھتے جارہے ہیں اور ایک دوسرے سے جدائی زیادہ ہوتی جارہی ہے اور بڑی حکومتیں بھی یہی چاہتی ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے جدا رہیں بلکہ آپس میں دشمن بن کر رہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مشغول رہیں اور وہ فائدہ اٹھائیں. مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کو اپنے بارے میں بنیادی فکر کرنی چاہیئے . اس فکر میں نہ رہیں کہ چند روز جو (اس دنیا میں) ہیں تو خوشحال ہوکر رہیں اور اپنے ملک پر مسلط رہیں تفرقہ کے اس درد کا خود ہی علاج کریں وگرنہ کوئی علاج نہ ہوسکے گا کوئی جلسہ کوئی کانفرنس اور کوئی اجتماع اثر نہیں کرے گا. میں خداوند متعال سے دست بدعا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو بالعموم اور اسلامی حکومتوں کو بالخصوص بیدار فرمائے. تاکہ اپنی مشکلات پر غالب آسکیں اور اسلام جیسا کہ ہے اسلامی ممالک میں متحقق ہو سکے. جیسا کہ صدر اسلام میں تھا مسلمانوں کی مشکلات میں سے ایک اور مشکل،

۱۔ اسلامی ممالک کے سفیروں کے اجتماع سے امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۹ /۴/ ۱۳۵۸ ۔ ۱۰ جولائی ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۸ ص ۹۵

حکومت اور ملت کی مشکل ہے اور حکومتیں، جہاں تک ہمیں علم ہے اور آپ بھی مطلع ہیں ایسی حکومتیں ہیں جن کی اپنی قوموں کے ساتھ کوئی مفاہمت نہیں ہے. حکومتوں کا ان کی عوام کے ساتھ برتاؤ، دشمن کا دشمن کے ساتھ، برتاؤ جیسا ہے. عوام حکومت نہیں چاہتے لیکن حکومت، عوام پر مسلط ہونا چاہتی ہے اس لحاظ سے قومیں، حکومتوں کی پشت پناہ نہیں ہیں بلکہ دشمن کے برتاؤ جیسا سلوک کرتے ہیں اور یہ بات حکومتوں کی کمزوری کا باعث ہے. (۱)

تفرقے کا معمّا

میرے لیے ایک بات معمے کی مانند ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام اسلامی حکومتوں اور اسلامی ملتوں کو معلوم ہے کہ درد کیا ہے، انہیں معلوم ہے کہ ان کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کے لیے دشمنوں کے ہاتھ کام کر رہے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ ان اختلافات سے ضعف اور نابودی ان ہی کو نصیب ہوتی ہے وہ دیکھ رہے ہیں کہ اسرائیل کی ایک نام نہاد اور کھوکھلی حکومت، مسلمانوں کے مقابلے میں کھڑی ہے. اگر مسلمان جمع ہوجاتے اور ہر ایک پانی کی ایک بالٹی اسرائیل پر ڈالتے تو سیلاب اسے بہالے جاتا. اس کے باوجود اس کے مقابلے میں ذلیل وخوار ہیں. معما یہ ہے کہ یہ لوگ (مشکلات کو) جانتے ہیں لیکن پھر بھی اس کے یقینی علاج کی طرف نہیں جاتے جو کہ آپس میں اتفاق واتحاد ہے ؟! (یہ لوگ) کیوں اپنی تضعیف میں ہونے والی استعمار گروں کی سازشوں کو ناکام نہیں بناتے؟ آخر اس معمے کو کب حل ہونا چاہیئے ؟ اور یہ کس کے پاس حل ہونا چاہیئے ؟ اسلامی حکومتوں اور مسلمان قوموں کے علاوہ ان سازشوں کو کون ناکام بنائے گا؟ یہ ایسا معمّا ہے کہ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے یا بعد میں اس معمے کو آپ نے حل کرلیا تو ہمیں بھی مطلع فرمادیں. (۲)

مسلمانوں کی دو اصلی مشکلیں

ہمیں اور (باقی) مسلمانوں کو بلکہ اس سے اہم یہ کہ اسلامی حکومتوں کو بھی معلوم ہے، سب جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم پر گذر رہی ہے اور گذر چکی ہے دو مشکلوں کی وجہ سے ہے. ایک مشکل خود حکومتوں کے درمیان پائی جاتی ہے اور افسوس کہ وہ اب تک اس مشکل کو حل نہیں کرسکے اور وہ مشکل ان کے آپس میں اختلافات ہیں. ان سب کو معلوم بھی ہے کہ مسلمانوں کی تمام پریشانیوں کا سبب اختلافات ہیں اور ہم نے بھی تقریباً بیس سال سے اس بات کی طرف کئی بار توجہ دلائی ہے. کئی بار کہہ چکے ہیں، لکھ چکے ہیں. اس اتحاد کے بارے حکومتوں کے

۱۔ اسلامی ممالک کے سفیروں کے اجتماع میں امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۹ /۴/ ۱۳۵۸ ۔ ۱۰ جولائی ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۸ ص ۹۶ ۔ ۹۵

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۵ /۵/ ۱۳۵۸ ۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۸ ص ۲۳۶ ۔ ۲۳۵

سربراہوں کو دعوت دے چکے ہیں. لیکن افسوس کہ ابھی تک اتحاد حاصل نہیں ہوسکا. دوسری مشکل، حکومتوں کی قوموں کے ساتھ مشکل ہے کہ حکومتوں نے قوموں کے ساتھ، ایسا سلوک کیا ہے کہ قومیں (اب) ان کا ساتھ نہیں دیتیں. حکومتوں کے لیے جو مشکلات پیش آتی ہیں اور انہیں عوام کے ہاتھوں حل ہونا چاہئے. چونکہ ان کے درمیان آپس میں تفاہم نہیں ہے. اگر قومیں حکومتوں کی مشکلات کو نہ چھیڑیں تب بھی کم از کم لاتعلق ہوتیں ہیں اور شاید یہ بات میں کئی مرتبہ عرض کرچکا ہوں کہ بہتر ہے کہ حکومتیں، ہماری سابقہ اور موجودہ حکومت سے عبرت حاصل کریں. شاہ کے زمانے میں اگر حکومت کے لیے کوئی مشکل پیش آتی تھی تو قوم یا تو اس کی مشکلات میں اضافہ کرتی تھی یا پھر لاتعلق رہتی تھی. (۱)

تمام مصیبتیں، حکومتوں کے سربراہوں کی سہل انگاری کی وجہ سے ہیں

یہ تمام مصیبتیں جو اس طویل عرصے میں بیت المقدس میں ہمارے بھائیوں پر گذری ہیں، عرب حکام کی سہل انگاری کی وجہ سے پیش آئی ہیں اور میں بیس برسوں سے زائد عرصے سے اپنی تقریروں اور اپنے بیانات میں حکومت کے سربراہوں کو نصیحت کرتا رہا ہوں کہ اپنے علاقائی اور جزئی اختلافات سے پرہیز کریں. اسلام اور اسلام کے مقاصد کی ترقی کے لیے آپس میں ہم خیال ہوکر ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد کریں اور میں یہ عرض کروں کہ مجھ تو شرم محسوس ہوتی ہے کہ عربوں کی دس کروڑ آبادی اور مسلمانوں کی ستر کروڑ آبادی یعنی تقریباً کل اسی (۸۰) کروڑ مسلمانوں کی آبادی کے مقابلے میں مٹھی بھر لوگ آئیں اور ان کے سامنے ایسے کام کریں! یہ عذر بھی پیش نہیں ہوسکتا کہ امریکہ اس کا حامی ہے کیونکہ امریکہ تو شاہ کا بھی حامی تھا لیکن جب ایک قوم نے ایک بات پہ اتفاق کرلیا تو نہ شاہ کی شیطانی طاقت مقابلہ کرسکی اور نہ ہی بڑی طاقتوں کی حمایت. بلکہ اگر تمام طاقتیں اتحاد کرلیں نیز عرب آبادی اور خاص طور پر اس آبادی کے سربراہ اگر متحد ہوجائیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ نہ امریکہ ان کے مقابلے میں کچھ کرسکتا ہے اور نہ ہی باقی طاقتیں. (۲)

حکومتوں کی خود سپردگی

مسلمانوں کی حکومتیں، مسلمانوں کی مشکل کا باعث ہیں. یہ حکومتیں ہی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو ان حالات سے دوچار کردیا ہے. ملتیں، حکومتوں کی مشکل کا باعث نہیں ہیں. قومیں اپنی ذاتی فطرت کے ذریعے ہی مسائل کو حل کرسکتی ہیں. لیکن مشکل کا سبب، حکومتیں ہیں آپ اگر تمام اسلامی ممالک کا جائزہ لیں گے تو آپ کو بمشکل

۱۔ انقلاب کونسل کے بعض اراکین اور تحریک مقاومت فلسطین سے امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۳/ ۶/ ۱۳۵۸ ۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ صحفہ نور ج ۹ ص ۱۳۲

۲۔ ابو جہاد سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۲/۷/ ۱۳۵۸ ۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۰ ص ۵

ایسی جگہ ملے گی جن کی مشکلات، ان کی حکومت کی وجہ سے پیدا نہ ہوئی ہوں. یہ حکومتیں ہیں جن کے بڑی طاقتوں کے ساتھ روابط ہیں اور دائیں، بائیں بازو کی بڑی طاقتوں کے آگے جھکنے کی وجہ سے انہوں نے ہمارے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے مشکلات پیدا کر رکھی ہیں. اگر مسلمانوں کے درمیان سے اس مشکل کو دور کر دیا جائے تو مسلمان اپنے مقاصد کو پالیں گے اور اس کا حل قوموں کے ہاتھ میں ہے. (۱)

عرب حکومتیں، صہیونیزم سے کیوں مار کھا رہی ہیں؟

مسلمان کیوں اس طاقت سے غافل ہیں؟ کیوں اسلامی حکومتیں، اسلام کی اس طاقت سے غافل ہیں؟ کیوں عرب حکومتیں کئی برسوں سے صہیونیزم سے مار کھائیں؟ کیوں وہ بیرونی طاقتوں کے تسلط میں رہیں؟ افسوس یہ ہے کہ خود ان کے درمیان اختلافات ہیں اور مسلمانوں کی مشکل یہی ہے. (۲)

امریکہ کا زیادہ شکوہ کیوں کریں!

ہمیں امریکہ سے زیادہ شکوہ نہیں کرنا چاہئے اگر چہ امریکہ امّ الفساد ہے لیکن ہمیں اسلامی ممالک اور اسلامی حکومتوں سے شکوہ واعتراض کرنا چاہئے. اسلام نے اس قدر اجتماع اور اتفاق واتحاد کے بارے میں تبلیغ کی ہے اور عمل بھی کیا ہے یعنی ایسے دن معین کیے ہیں کہ خود ان دنوں اور ان کے مقصد وہدف سے اتحاد مستحکم ہوتا ہے جیسے روز عاشورا اور چہلم (۲۰ صفر)، قرآن کریم اس بات پر زور دیتا ہے کہ لوگ جدا جدا نہ رہیں. مسلمان ایک دوسرے سے جدا نہ رہیں، بلکہ ایک ہاتھ ہوکر رہیں. اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں. امریکہ اپنے اس منصوبہ پر گامزن ہے جس کے تحت، مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈالے اور ان سے فائدہ اٹھائے. مسلمانوں کی عزت، مسلمانوں کی ثروت اور مسلمانوں کے ذخائر کو لوٹ کے لے جائے اور مسلمانوں کو مصرفی اشیاء (Consumer goods) کا عادی بنائے رکھے. وہ لوگ یقیناً اپنے ناپاک مقاصد کی وجہ سے ایسے مسائل پیدا کر رہے ہیں اور ہمیں بھی ان سے اس کے علاوہ دوسری توقع نہیں ہے. لیکن ہمیں مسلمانوں کے سربراہوں سے شکایت ہے. ان پر ہم کو آواز بلند کرنی چاہئے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو اسلام کا حامی بتاتے ہیں لیکن نصّ قرآن کریم اور سنت رسول اللہؐ کے بر خلاف عمل کرتے ہیں. یہ لوگ زیر تسلط ممالک کے مفادات کے بر خلاف کام کرتے ہیں. مسلمانوں کی مشکل (ایک تو) وہ حکومتیں ہیں جو ان پر حکومت کر رہی ہیں اور دوسرے ایسے اختلافات ہیں

۱۔ آزادی قدس کانفرنس میں شرکت کرنے والے اراکین سے امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۳۵۹/۷/۱۸۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۲ ص ۲۷۸

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۸/ ۷/ ۱۳۵۹۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۳ ص ۱۳۶

جو ان کے اپنے ہاتھوں سے ان کے در میان پیدا ہوتے ہیں اگر امریکہ کا یہ منصوبہ اور فہد کے ذریعے امریکہ کا دوسرا منصوبہ نیز وہ منصوبے جو وہ بعد میں بنائیں گے، نہ ہوتے تو اسرائیل اپنے آپ میں جرات پیدا نہ کرتا کہ جولان کی پہاڑیوں کو اپنی سرزمین کے ساتھ ملحق کردے! یہی سازشیں اختلافات کا باعث بنیں اور انہی نے اسرائیل کے لیے راہ کھول دی. (۱)

بعض سربراہوں کی خیانت

اصل دشواری حکومتوں کی اس بے توجہی میں ہے کہ اپنے مفادات دیئے دے رہے ہیں اور اپنے ذخائر کو پیش کررہے ہیں اور اس کے عوض میں اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے ذلت وخواری مول لے رہے ہیں تمام مسلمانوں اور اسلام کی مشکل اسی بے پروائی یا بعض ممالک کے سربراہوں کی خیانت کی وجہ سے ہے. قومیں اگر اس بات کی انتظار میں بیٹھی ہیں کہ ان کی حکومتیں ان کے لیے اسرائیل کا راستہ روکیں گی. نیز دوسری طاقتوں کو بھی جو ان کو ذلیل وخوار کرنا چاہتی ہیں اور ان کے ذخائر کو لوٹنا چاہتی ہیں، روکیں گی، تو یہ بے جا توقع ہے آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ان منصوبوں کے ذریعے ان لوگوں نے خود عربوں کے در میان اختلاف ڈال دیا ہے. ہماری اسلامی حکومت کے در میان بھی پروپیگنڈے کے ذریعے اختلاف ڈالنا چاہتے ہیں. اس بات کا پروپیگنڈہ کہ یہ لوگ اسرائیل سے اسلحہ خریدتے ہیں (۲) اس بات کا پروپیگنڈہ کہ یہ لوگ دہشت گردی کرتے ہیں اور بحرین میں کیا کیا، کیا ہے (۳) یہ تمام وہ منصوبے ہیں جو انہوں نے مسلمانوں کے لیے بنائے ہیں اور آج اختلاف کی فضا کو مزید وسیع کررہے ہیں اور حکومتوں کے در میان شگافوں میں بھی ہر روز اضافہ کرتے جارہے ہیں. انہوں

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۵ /۹/ ۱۳۶۰ ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۶۲

۲۔ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۸۱ (۱۳۶۰/۸/۱۸) کو برطانیہ سے شائع ہونے والے رسالے "الدستور" نے اسلامی جمہوریہ ایران کی مخالف پارٹیوں کے ایک رہنما سے انٹرویو لیتے ہوئے یہ دعوی کیا تھا کہ ایران کی حکومت نے اسرائیل سے اسلحہ خریدا ہے. اور مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۸۱ (۱۳۶۰/۹/۱۴) میں کویت سے شائع ہونے والے روزنامے "السیاسۃ" نے بھی عالمی سامراج سے وابستہ دیگر ذرائع ابلاغ کی طرح ایک خبر چھاپی تھی جس میں اسرائیل کی طرف سے ایران کو ۳۶۰ ٹن پیک اسلحہ بھیجنے کا اشارہ کیا گیا ہے.

۳۔ حضرت امام خمینیؒ کا اشارہ اس کودتا کی طرف ہے جو خبررساں ایجنسیوں کے دعوے کے مطابق بحرین میں واقع ہوا اور ناکام رہا تھا. یہ واقعہ اتنا من گھڑت تھا کہ فرانس سے شائع ہونے والا جریدہ ایکسپریس (۱۔۷ جنوری ۱۹۸۲) اسے "بحرین میں مضحکہ خیز کودتا" کا نام دیتا ہے. یا فرانس سے چھپنے والا رسالہ "آفریک اذی" (۱۴ فروری ۱۹۸۲) لکھتا ہے "بحرین میں فرضی کودتا کی داستان، اپوزیشن کے تمام حلقوں پہ کاری ضرب لگانے کے لیے اہم ترین فرصت تھی"

نے اپنے مطلوبہ نتائج حاصل کر لینا شروع کر دیئے ہیں. غاصب اسرائیل کی سرزمین کے ساتھ جولان کی پہاڑیوں کے ضمیمہ ہونے کا واقعہ، اس مسئلے کی ابتداء ہے اور اسرائیل امریکہ کی حمایت سے، امریکہ کے بنائے ہوئے اداروں کی پرواہ نہیں کرتا. وہ جتنی بھی مخالفت کرنا چاہئیں، کرلیں. یہ (اسرائیل) اپنا کام انجام دیتا رہے گا. (۱)

حرمین شریفین سے محبت کے دعویدار، کیوں تائید کرتے ہیں؟

اسلام کے لیے مصیبت آج یہ ہے کہ جن کانوں کو مسائل اور مسلمانوں کی مشکلات کو سننا چاہیئے تھا وہ آج بہرے ہوچکے ہیں. جن زبانوں کو مسلمین کے مفادات کے لیے کام کرنا چاہیئے وہ گونگی ہوچکی ہیں. اور جن آنکھوں کو مسلمانوں پر پیش آنے والی مشکلات کو دیکھنا چاہیئے وہ اندھی ہوچکی ہیں. ہم ان بہروں، گونگوں اور اندھوں سے کیا کہیں؟ کیا علاقے کی حکومتیں، لبنان کے مسئلے کو ایک غمناک مسئلہ نہیں سمجھتیں؟ کیا اسے اسلام کے لیے ایک دردناک مسئلہ نہیں سمجھتیں؟ کیا اسے دنیا کے مسلمانوں کے لیے ایک المیہ نہیں سمجھتیں؟ کیا اسرائیل کا لبنان پر حملہ اور لاتعداد افراد کا قتل ایک المناک حادثہ نہیں ہے؟ کیا یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے فاجعہ نہیں ہے؟ کیا اس بات کی آواز کہ یہ کام (لبنان پر حملہ) امریکہ کی صوابدید پر ہوا ہے. ان کے کانوں میں نہیں پڑی؟ اگر یہ لوگ بہرے نہیں ہیں تو لبنان میں ہمارے عزیزوں کے نالے وفریاد کیوں نہیں سنتے؟ اگر اندھے نہیں ہیں تو ہر روز لبنان اور ایران میں قتل ہونے والوں اور ہمارے عزیز جوانوں کے محاذ جنگ پر نیز عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے محاذ کے باہر اور شہروں میں ہونے والے قتل کو کیوں نہیں دیکھتے؟ اگر دیکھ رہے ہیں اور اسے غمناک واقعہ بھی سمجھتے ہیں تو کچھ کہتے کیوں نہیں؟ اگر انہیں حرمین شریفین، قرآن کریم اور اسلام کی اساس و بنیاد سے محبت ہے تو آج جب کہ مذہبی شعائر کو پیروں تلے روندا جارہا ہے اور اسلام، قرآن اور حرمین شریفین کو خطرہ ہے تو پھر کوئی بات کیوں نہیں کرتے؟ پھر مدد کیوں نہیں کرتے ہیں؟ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جن کے سامنے یہ مصیبتیں واقع ہورہی ہیں اور سب کے سامنے یہ مظالم واقع ہورہے ہیں. یہ لوگ خاموش رہنے کے علاوہ، تائید بھی کرتے ہیں! ایک بار پھر کیمپ ڈیوڈ معاہدے کی تائید کرنا چاہتے ہیں. یہ لوگ پھر فہد کے منصوبے کی تائید کرنا چاہتے ہیں. پھر اسرائیل کو تسلیم کرنا چاہتے ہیں! ایسے غمناک واقعات کو ہم کس کے پاس لے جائیں؟ کیا ان حکومتوں سے کہیں جن کی آنکھیں اور کان بند ہیں اور وہ غیر اختیاری طور پر امریکہ کے سامنے تسلیم ہوچکے ہیں؟ کیا ان مظلوم ملتوں سے بیان کریں جو ان حکومتوں کے دباؤ میں اپنی جانیں دے رہی ہیں؟ (۲)

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۲۵/۹/۱۳۶۰ - ۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۶۳

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۲۳/۳/۱۳۶۱ - ۱۳ جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۹۷

ان حکومتوں کی، کس سے شکایت کریں؟

خداوند متعال کی بارگاہ کے علاوہ ان حکومتوں کی شکایت کس سے کریں؟ ہم ان لوگوں کی کیا شکایت کریں جو ایران کے مقابلے میں جس نے قیام کیا ہے اور جو تمام طاقتوں کے مقابلے میں کھڑا ہونا چاہتا ہے اور دنیا میں اسلام کو رائج کرنا چاہتا ہے، اس کے خلاف جہاد کی تجویز پیش کرتے ہیں، لیکن اسرائیل جو اسلام کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہے اور صراحتاً یہ کہتا ہے کہ نیل سے فرات تک میری ملکیت ہے اور حرمین شریفین کو اپنا سمجھتا ہے اس کے مقابل سکوت اختیار کیے ہوئے ہیں! ہم ان دردوں کو کہاں لے جائیں؟ ان مشکلات کو کس سے بیان کریں؟ ان موت کی خاموشیوں کو، ایسی خاموشیوں کو جو ستم کاروں کی تائید کرتی ہیں اور جو ظالموں کو رغبت دلاتی ہیں کس سے کہیں؟ اور کس سے کہیں کہ برائے مہربانی ان خاموشیوں کو توڑے؟ کیا آپ کی آبادی کم ہے؟ کیا آپ کی ثروت کم ہے؟ کیا آپ کا تیل معمولی ہے؟ کیا آپ کی زمینیں کم ہیں؟ کیا ایسے اہم مراکز، جو بین الاقوامی اعتبار سے اہمیت کے حامل ہیں، آپ کے ہاتھوں میں نہیں ہیں؟ سب چیزیں موجود ہیں لیکن ایک چیز نہیں ہے اور وہ ایمان ہے. ایمان نہیں ہے. (۱)

حکومتوں کے لیے اسرائیل کی ذلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۹۸۲ کو قدس کی برسی پر، ہم انتہائی غم انگیز اور دردناک ایام گذار رہے ہیں اور افسوسناک اور مصیبت بار دنوں سے گذر رہے ہیں. نہ فقط مظلوم لبنان کے بے گناہ و بے پناہ شہیدوں کے غم و درد میں صرف اہل عرب اور بیروت کے مسلمانوں پر ظالم اسرائیل کے خوشہ دار اور آتش گیر بموں سے وسیع حملے جو ہزاروں بے گناہ و بے پناہ بوڑھوں، جوانوں، عورتوں، مردوں اور بچوں کی شہادت اور نقصان کا باعث بنے افسوس اور مصیبت نہیں. فقط ایران اور باقی ممالک میں اسلام کی اساس کو مٹانے کے لیے جنایت پیشہ امریکہ کے شوم منصوبوں کے لیے نہیں اور نہ مصر واردن اور ان جیسے دوسروں کی ان دو ظالموں اور بے لگاموں، صدام اور بیگن کی مادی اور معنوی امداد پر، جو درندگی اور جنایت کاری کی خو رکھتے ہیں اور جن کی مادی زندگی دنیا کے مستضعفوں اور قوموں کے حقوق پر ڈاکے ڈالنے سے وابستہ ہے. مظلوم ملتوں پر ستم اور ان کی سرکوبی جن کے لیے باعث افتخار ہے. اور نہ عفلقی صدام اور عراق کی بعث پارٹی کے اسلامی ملک ایران پر بے رحمانہ حملے، ہزاروں بچوں، بوڑھے

۱۔ دنیا کی حریت پسند تنظیموں کے نمایندوں کے اجتماع سے امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۳۶۱/۳/۲۳ ۔ ۱۳ جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۹۸

مردوں اور عورتوں کے قتل، ایران کی عرب آبادی اور فارس آبادی والے آباد اور سرسبز شہروں کے ویرانوں میں بدل جانے کے سبب کہ یہ مشرک (بعث) پارٹی، اسلام کو تحمل نہیں کرسکتی اور اس کا پروگرام، اسلام اور اس کے چاہنے والوں کو نابود کرنا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی مصیبت، افسوس، غم اور درد کا باعث یہ خود فروش سپر پاور امریکہ پر دلباختہ اور اسلام و مسلمانوں کے دشمنوں کے فرمان پر آنکھ وکان بند کرنے والی حکومتیں ہیں. یہ حکومتیں، اسلامی جمہوریہ ایران کی مخالفت اور صدام کو جو اسلام کو اپنا دشمن سمجھتا ہے، فوجی امداد اسلحہ اور دیگر مادی اور معنوی امداد فراہم کرنے کے لیے بہانے تراشتی تھیں اور فارس وعرب کے مسئلے کو پیش کرتی تھیں کہ جو اسلام اور قرآن کے احکام کے بالکل بر خلاف ہے اور ذرائع ابلاغ نیز بڑی طاقتوں کی خدمت کرنے والے مطبوعات کے ذریعے اسرائیل کی ایران سے حمایت کے سفید جھوٹ کو بہانہ بناتی تھیں. آج جب کہ اسرائیل نے ایک مسلمان عرب ملک پر حملہ کیا ہے اور مسلمانوں کا قتل عام کررہا ہے تو وہ اپنے مرگبار سکوت کے لیے کیا بہانہ رکھتے ہیں؟ خداوند قھـار اور اسلامی قوموں کے سامنے، اسرائیل اور اس کے ستم کار آقا (امریکہ) کی مدد کے سلسلے میں کیا عذر رکھتے ہیں؟ کیمپ ڈیوڈ کے اندوہناک منصوبے اور فہـد کے منصوبے کو جاری رکھنے میں کیا عذر رکھتے ہیں؟ وہ ان فطری جانیوں اور ظالموں اور پیشہ ور خونخواروں کے ساتھ میل جول کے سلسلے میں کیا عذر رکھتے ہیں؟ کیا یہ امریکہ اس سابقہ امریکہ سے فرق کرگیا ہے جس سے میل جول رکھنے کی تہمت ہم پر لگاتے تھے؟ یا اسرائیل کیا اس اسرائیل سے فرق کرگیا ہے کہ اس طرف سے اسلامی جمہوریہ ایران کو اسلحہ دینے کے جھوٹے بہانے پر وہ صدام کی مدد کو دوڑتے اور ہم سے دشمنی کی وجہ سے، عفلقی بعث پارٹی کو بچانے کے لیے گریبان چاک کرتے تھے؟

بار الـٰـہا، علاقے کے مسلمان، ایسے حاکموں کے ہاتھوں میں یوں گرفتار ہیں جیسے ان کا مولیٰ علی ابن ابی طالبؑ ظاہر الصلاح منافقوں کے ہاتھوں میں پھنسا ہوا تھا اور ان کے ہاتھوں، انہی جیسے دنوں میں تیری ملاقات کو روانہ ہوا، اور تمام مشکلات سے نجات پاگیا.

بار الہٰا، آج اسلام، نہروان (۱) کے منافقین سے زیادہ ظالم منافقوں کے ہاتھوں میں پھنسا ہوا ہے جو اسلام کے

۱۔ اہل نہروان وہی خوارج یا مارقین ہیں، یہ لوگ مقدس مآب اور ظاہر بین مسلمانوں کا ایک ایسا گروہ تھا جنہوں نے واقعہ صفین کے بعد حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام پر "حکمیت" کو زبردستی تھوپا، لیکن کچھ دنوں کے بعد ہی ان پر معاویہ کے فریب کی قلعی کھل گئی اور انہوں نے امام سے کافی اصرار کے ساتھ مطالبہ کیا کہ اپنے اقدام یعنی حکمیت کے قبول کرنے سے توبہ کریں جسے وہ اب کفر سمجھتے تھے! امامؑ نے جتنی بھی ان لوگوں کو نصیحت کی، اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا، اور جب انہیں امامؑ کی پائیداری کا سامنا کرنا پڑا تو امامؑ سے بیعت توڑ دی اور شورش، قتـل، وحشت اور ناامنی پھیلانا شروع کردی. آخرکار حضرت علیؑ اس فتنے کو خاموش کرنے کے لیے ان سے جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرتؑ کی فوج ـ

نام سے اسے کچل رہے ہیں اور اسلام کے نام پر اور در حقیقت، مظلوم و محروم قوموں کو لوٹنے نیز قوموں کے روشن خیال افراد کو قید کرنے کے لیے اسلام دشمنوں سے دوستی کرتے ہیں۔

خداوندا! یہ حکومتوں کے ناداں سربراہ، اسرائیل کی ذلت کا بوجھ اس لیے اٹھارہے ہیں کہ چند دنوں کے لیے مسلمان قوموں پر حکومت کرلیں۔

خداوندا! یہ ناداں حکومتیں، بڑی طاقتوں پر فائق آنے کے تمام وسائل رکھنے کے باوجود، امریکہ اور اسرائیل کے مظالم کو صحیح قرار دیتے ہیں اور کفر کے پایوں کو مستحکم کرنے کے لیے اپنے روز و شب کی بھی تشخیص نہیں دے پاتے اور دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ (۱)

بعض حکومتیں، اسرائیل کے ڈر سے امریکہ کی پناہ لیتی ہیں!

یوم القدس اور انسانی تاریخ کے اس عظیم شخص (حضرت علیؑ) کی شہادت کے موقع پر قوموں کا فرض یہ ہے کہ اپنے اجتماعات اور مظاہروں میں سنجیدہ طریقے سے اپنی حکومتوں سے درخواست کریں کہ فوجی طاقت اور تیل جیسے اسلحے سے امریکہ و اسرائیل کے خلاف مقابلہ کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوں۔ اگر حکومتوں نے یہ بات نہ سنی اور ظالم اسرائیل کی تائید کی، جو پورے علاقے یہاں تک کہ حرمین شریفین کے لیے بھی خطرہ بنا ہوا ہے اور ابھی حال ہی میں اس کے منصوبوں کی گہرائی واضح ہوئی ہے تو دباؤ، ہڑتالوں اور دھمکیوں سے انہیں عمل کرنے پر مجبور کریں۔ اب جبکہ اسلام اور اس کے مقدس مقامات خطرے اور حملے سے دوچار ہیں، ایسے میں کوئی مسلمان بے تفاوت نہیں رہ سکتا۔ اور جب کہ اس وقت مسلمانوں کے شہروں پر اسرائیل نے وسیع پیمانے پر حملہ کیا ہے اور بے گناہ اور بے سہارا مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے۔ جو کچھ علاقے کی حکومتیں انجام دے رہی ہیں، سازش کارانہ اور لاحاصل اقدام کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ وہ اسرائیل کے ڈر سے اصلی جنایت کار و ظالم امریکہ کی پناہ میں جارہی ہیں! اور حقیقت میں سانپ کے ڈر سے اژدھے کی طرف جارہی ہیں اور ان سے مقابلے کے تمام وسائل رکھنے کے باوجود انہیں ایک سخت لفظ یا ایک دھمکی دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں سب کو محو اور نابود ہونے کے لیے تیار رہنا چاہیئے او اپنی پوری زندگی میں ہر ذلت اٹھانے کے لیے آمادہ رہنا چاہیئے۔ (۲)

۔ نے "نہروان" کے مقام پر خوارج سے جنگ کی، حضرتؑ نے ابتداء میں ان کو نصیحت کی اور آپؑ کی تقریر کی وجہ سے ان میں سے بہت سے لوگ آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے منصرف ہوگئے اور آپؑ کی فوج میں شامل ہوگئے۔ لیکن باقی ماندہ خوارج کے لشکر کو جنگ کے بعد سخت ہزیمت اٹھانا پڑی اور ایسے لوگ بہت ہی کم تھے جو اس جنگ سے صحیح وسالم بچ نکلے تھے۔

۱۔ ۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۲۵ /۴/ ۱۳۶۱ ۔ ۱۶ جولائی ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۲۷ ۔ ۲۲۶ ۔ اور ص ۲۲۸

سربراہوں کی نفس پرستی

یہ نفس پرستی ہے جس کی وجہ سے اسلامی ممالک، اسلامی ممالک کے سربراہ، ان بڑی طاقتوں اور ان سے وابستہ لوگوں سے ہونے والے ہر ظلم کے مقابلے میں لاتعلق ہیں. اگر اسلامی ممالک کے ان سربراہوں میں نفس پرستی نہ ہوتی اور یہ حبّ جاہ واقتدار نہ ہوتی تو ایران اور اس سے بدتر لبنان پر ہونے والے غمناک واقعات اور مظالم پر تماشائی بنے بیٹھے نہ رہتے. سب کو اس بات کا خوف ہے کہ یہ خیالی طاقت (حکومت) جس کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہے، ان سے نہ چھن جائے. لہذا امریکہ اور اس سے بدتر اور ذلت آمیز تر یہ کہ اسرائیل کے آگے بالکل جھک گئے ہیں. اس وقت اکثر اسلامی ممالک میں جو اچھل کود جاری ہے اس لیے ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کریں اور کیمپ ڈیوڈ معاہدے کو مستحکم کریں. اگر اس چند روزہ ریاست کی حبّ نہ ہوتی، اس چند روزہ تسلط کی حبّ نہ ہوتی تو ہر انسان یہ بات درک کر سکتا ہے کہ کیا اسرائیل مسلمان ممالک کے ساتھ ایسا سلوک کر پاتا؟ اور کیا اس طرح جسارت کے ساتھ سب کے سامنے، سب کی تحقیر کر پاتا؟ (۱)

خداوند، حکومتوں کو بیدار فرمائے

اور خداوند متعال ان قوموں کو ان کے مسائل کی طرف توجہ دلائے اور اسلامی ممالک کی حکومتوں کو خواب (غفلت) سے بیدار فرمائے. یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسرائیل ان کا حامی ہے، اس کی مدد کرتے ہیں! اسرائیل جس کا منصوبہ یہ ہے کہ عرب ممالک پر قبضہ کرلے، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ (اسرائیل) ان کا حامی ہے. امریکہ آپ سے تیل چاہتا ہے اور آپ سے نفع چاہتا ہے کہ آپ اس کے لیے بازار بنے رہیں. (۲)

بعض حکومتوں کے خواب غفلت میں ہونے پر افسوس

کیا افسوس کا مقام نہیں ہے کہ عرب حکومتوں کے سربراہ، اس مصیبت کے مقابلے میں یا تو خاموش بیٹھے ہوئے ہیں اور اس نحس منصوبے کے لیے راستہ ہموار کر رکھا ہے یا پھر امریکہ کی خوشامد کے لیے یا اپنے زود گذر اور فانی منصب کی خاطر اسرائیل کے حامی ہوگئے ہیں. میں نے اسلامی فریضے کی ادائیگی کے لیے ہر مناسب موقع پر دنیا کو اور من جملہ اسلامی ممالک کی حکومتوں کو، علاقے کے محروموں اور مظلوموں کے دل کی آواز پہنچائی ہے

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۹/۶/۱۳۶۱ ۔ ۳۱ اگست ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۷۲

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۷/۶/۱۳۶۲ ۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۱۰۹

اور اس کے بعد بھی اگر موقع ملا تو انشاء اللہ پھر پہنچاؤں گا. شاید کہ ان ممالک کی حکومتوں پر کچھ اثر پڑے جن میں سے بعض عیاشی میں سرگرم ہیں، بعض اپنے بھائیوں سے لڑائی جھگڑے میں مصروف ہیں اور بعض امریکہ کے خوف سے گھبرائے ہوئے ہیں. ممکن ہے کہ یہ خواب غفلت، ایک اسلامی اور انسانی بیداری میں بدل جائے تاکہ لوگ اپنی موجودہ دردناک صورت حال کا خاتمہ کریں اور عظیم ایران کی طرح، تمام بڑی طاقتوں کا منہ پھیر دیں. اس وقت ہمارے لبنانی مسلمان بھائی، اسرائیل کے چنگل اور لبنان کی خون آشام حکومت نیز اس سے بدتر امریکہ جیسے جارح کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں اور روزانہ ان میں بعض یا تو شہید یا پھر بے گھر بار ہوجاتے ہیں اور علاقے کی اکثر حکومتیں، اسرائیل کے ساتھ مذاکرات یا لبنان کی حکومت کی تائید میں مصروف ہیں. (۱)

بعض سربراہوں کی حماقت، مسلمانوں میں اختلاف کا باعث

افسوس یہ ہے کہ بعض سربراہوں کی حماقت، سب کو ایک دوسرے کے ساتھ لڑاتی ہے. اس کو ایران پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ کرتے ہیں تاکہ شدید نقصان اٹھائے اور سخت زحمت اٹھائے. ملت عراق کو اچھی طرح ذلیل وخوار کرے اور اس طرح ان کو صدمہ پہنچائے. یہ سب کچھ اس حماقت کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ جاؤ ایران پر حملہ کرکے قادسیہ (۲) کے سردار بن جاؤ ادھر فلسطینیوں کو ایک دوسرے سے لڑا رکھا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی ہے. ادھر دوسری طرف ہمارے درمیان اختلاف ہے. آخر ایسا کیوں ہو؟ اگر یہ لوگ واقعاً بیدار ہوجائیں اور ان کو معلوم ہوجائے کہ ان کے ہاتھ میں کتنی طاقت اور وسائل موجود ہیں اور ان لوگوں کے ہاتھوں کیسے خزانے موجود ہیں کہ ان (بڑی طاقتوں) کی رگ حیات کے خزانے ان کے ہاتھوں میں ہیں. اچھا، تو وہ آپس میں روابط قائم کرتے ہیں. دوستانہ تعلقات قائم کرتے ہیں. خوب ہم جتنا بھی ان کو کہتے ہیں کہ آئیں، آپس میں دوست بن کر رہیں تو وہ کہتے ہیں کہ جی نہیں. ایران دنیا کے تمام ملکوں کو نابود کرنا چاہتا ہے. ایراں نابود کیوں کرنا چاہتا ہے، بلکہ ایران تو سب کی اصلاح کرنا چاہتا ہے کہ سب کے سب مل کر رہیں. آپس میں بھائی بن کر رہیں. لیکن پھر بھی نہیں سمجھتے!

امید ہے کہ آہستہ آہستہ قومیں بیدار ہوجائیں اور قوموں کے ذریعے ان امور کی اصلاح ہو. (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۳۱/ ۶/ ۱۳۶۲۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۱۲۱

۲۔ سن ۱۴ ہجری قمری (۶۳۵ء) میں قادسیہ کے مقام پر، اسلامی لشکر نے ایران کے بادشاہ یزدگرد سوئم کو چار روزہ جنگ کے بعد شکست دی تھی۔ "صدام حسین" اس تاریخی واقعے سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے اور یہ کہ ایرانی پھنس چکے ہیں، ایرانی مسلمانوں کی شکست کے در پے تھا اور اس اعتبار سے خود کو "قادسیہ کا سردار" کہلاتا تھا۔

۳۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۹/ ۸/ ۱۳۶۲۔ ۲۰ نومبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۱۶۹

▫ فصل دوئم

خائنـانه پروپیگنڈوں اور منصوبوں کا افشـاء

اسرائیلی مظالم کو قانونی حیثیت دینے کے لیے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ

سوال :- کیا آپ باقی اسلامی (ممالک) کے سربراہوں کی طرح، کیمپ ڈیوڈ (۱) معاہدے کی مخالفت کریں گے؟
جواب :- کیمپ ڈیوڈ یا اس کے مانند دوسرے معاہدے، اسرائیلی مظالم کو قانونی حیثیت دینے کے منصوبے ہیں جن کی وجہ سے حالات، بالآخر اسرائیل کے فائدے اور عربوں اور فلسطینیوں کے نقصان میں ہوچکے ہیں ایسی حالت علاقے کے عوام ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ (۲)

کیمپ ڈیوڈ کی مذمت

سوال :- کیمپ ڈیوڈ معاہدے اور بیت المقدس کے سلسلے میں سادات کے تنزل کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟
جواب :- میں تہ دل سے اس معاہدے کی مذمت کرتا ہوں۔ (۳)

۱۔ یہ معاہدہ مصر کے صدر سادات، غاصب اسرائیل کے اس وقت کے وزیر اعظم مناخیم بگین کے درمیان امریکہ کے اس دور کے صدر جیمی کارٹر کی وساطت سے ۱۳۵۸ کے آغاز (ستمبر ۱۹۸۷) میں امریکی حکومت کے ایک مقام کیمپ ڈیوڈ میں منعقد ہوا۔ کیمپ ڈیوڈ معاہدہ، عربوں اور اسرائیل کے درمیان زبردست اور خونی جنگ کے بعد، عظیم ترین خیانت اور اسرائیل سے سازباز کی طرف پہلا قدم تھا۔ جس نے عرب قوموں کے جذبات کو ابھارا، اور عربوں نے مصر کو اپنے جرگے سے نکال دیا۔ یہ معاہدہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے آغاز میں ہوا جس کی وجہ سے اسلامی قوموں میں خود اعتمادی، مبارزہ جوئی کا جذبہ اور حملہ کی پوزیشن پیدا ہوئی تھی اور اسرائیل اور اس کے حامیوں میں کمزور پوزیشن پیدا ہوگئی تھی۔ یہ ایک عظیم خیانت تھی جس کی وجہ سے اسلامی انقلاب کے طرفدار فوجیوں کی طرف سے سادات پر حملہ ہوا اور وہ قتل ہوگیا۔

۲۔ ایسوشیٹڈ پریس نیوز ایجنسی کا امام خمینیؒ سے انٹرویو۔ ۱۶ /۸/ ۱۳۵۷۔ ۷ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۵۶

۳۔ لیبیا نیوز ایجنسی سے امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ ۲۶ /۸/ ۱۳۵۷۔ ۱۷ نومبر ۱۹۷۸

کیمپ ڈیوڈ معاہدہ، علاقے کے تمام ممالک کے لیے خطرناک

سوال :۔ کیمپ ڈیوڈ معاہدے اور سادات کی خیانت کے انقلاب ایران پر کیا اثرات ہوسکتے ہیں ؟
جواب :۔ کیمپ ڈیوڈ معاہدہ یا ہر وہ قدم جو اسرائیل کی حیثیت کو مستحکم کرتا ہے اصولی طور پر نہ فقط فلسطینیوں اور عربوں کے نقصان میں ہے بلکہ علاقے کے تمام ممالک کے لیے نقصان دہ ہے جس کا نتیجہ، علاقے کی تمام رجعت پسند قوتوں کا مستحکم ہونا ہے۔ (۱)

کیمپ ڈیوڈ ایک سیاسی چال

سوال :۔ کیمپ ڈیوڈ معاہدے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ اور فلسطین کے مسئلے کا حل کیسے ممکن ہے؟
جواب :۔ کیمپ ڈیوڈ، مسلمانوں پر اسرائیل کے تجاوز کو جاری رکھنے کے لیے فریب اور سیاسی چال کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ میں پندرہ سال سے زائد عرصے سے، اپنے بیانات اور تقریروں میں اسرائیل کی مذمت نیز ملت فلسطین اور ان کی سرزمین کا دفاع کررہا ہوں۔ اسرائیل غاصب ہے اور جتنا جلدی ممکن ہو فلسطین سے نکل جائے۔ اس مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ فلسطینی بھائی جتنا جلد ہوسکے اس فساد کے مادے کو نابود کردیں اور علاقے میں استعمار کی جڑ کو کاٹ ڈالیں تاکہ علاقے میں امن سکون، لوٹ آئے۔ (۲)

کیمپ ڈیوڈ ، اسلام اور مسلمانوں سے خیانت کا نام ہے

ایران اپنے آپ کو عرب ممالک کے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہم قدم اور خود کو ان کے فیصلوں میں شریک سمجھتا ہے۔ ایران، سادات اور اسرائیل کی صلح کو اسلام، مسلمانوں اور عرب بھائیوں سے خیانت سمجھتا ہے اور اس معاہدہ کے مخالف ممالک کے موقف کی حمایت کرتا ہے۔ (۳)

کیمپ ڈیوڈ کا منصوبہ، سادات کے ایجنٹ ہونے کی علامت

میں پندرہ برس سے زائد عرصے سے غاصب اسرائیل کے خطرے کے بارے میں آگاہ کر چکا ہوں اور عرب

۱۔ لبنانی روزنامے السفیر سے امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۲/۹/ ۱۳۵۷ ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۲۳۸

۲۔ " افریقہ ٹومارد" جریدے کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۱۴/ ۹/ ۱۳۵۷ ۔ ۵ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۴ ص ۲۶

۳۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۵/۱/ ۱۳۵۸ ۔ ۲۵ مارچ ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۵ ص ۲۰۸

قوموں اور حکومتوں پر یہ حقیقت واضح کر چکا ہوں. مصر اور اسرائیل کی صلح کے استعماری منصوبے سے اب یہ خطرہ زیادہ قریب اور سنجیدہ ہوچکا ہے. سادات نے اس صلح کو قبول کر کے امریکہ کی استعمار گر حکومت سے اپنے وابستہ ہونے کو مزید آشکار کر دیا ہے. سابق شاہ کے دوست (سادات) سے اس سے زیادہ توقع نہیں کی جا سکتی. (۱)

کیمپ ڈیوڈ کا منصوبہ، مسلمانوں کے تفرقے کا باعث

ہم نے تقریباً بیس سال سے اب تک ان مسائل (فلسطین) کے بارے میں بحث و گفتگو کی ہے. عرب حکومتوں اور باقی مسلمانوں کو اس بارے میں نصیحت بھی کی ہے کہ ان مسائل کے بارے میں متحد ہو جائیں، اگر عرب حکومتیں، جن کی اتنی آبادی ہے اور جن کے اتنے گروہ ہیں، آپس میں متحد ہوتیں تو فلسطین اور بیت المقدس کے لیے یہ مصیبت پیش نہ آتی. لیکن افسوس ہے کہ عرب حکومتوں نے ہماری نصیحتوں پر کان نہیں دھرا، اور اپنے در میان غیروں کے ڈالے ہوئے اختلافات کی وجہ سے انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی. یہ اختلافات اب بھی موجود ہیں. بلکہ روزانہ بڑھتے جارہے ہیں. ان میں یہ اختلاف بھی ہے جو مصر اور اسرائیل کے در میان صلح کے ذریعہ غیروں کے توسط سے پیدا ہوا ہے اور یہ (صلح) مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کے در میان اختلافات کا باعث ہے چونکہ ان لوگوں میں سیاسی شعور نہیں تھا. لہذا مسائل کو حل نہیں کر سکے اور ایسے اہم کام اور ایک ایسی خیانت کو تسلیم کر لیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کے در میان اختلافات بڑھ گئے. یہ بات ہمارے لیے شدید افسوس کا باعث ہے. (۲)

کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کی وجہ سے مصر سے روابط منقطع کرنے کا حکم

مصر و اسرائیل کے در میان اس خائنانہ معاہدے اور حکومت مصر کی امریکہ اور صہیونیزم کی بے چون وچرا اطاعت کی وجہ سے، اسلامی جمہوریہ ایران کی نگران حکومت، مصر سے اپنے سیاسی روابط منقطع کر لے. (۳)

مصر سے خائن سادات کے تسلّط کو ختم ہونا چاهئے

مصر کے عوام اس خائن (سادات) کے تسلط کو مصر سے ختم کریں اور ملت کے امریکہ و صہیونیزم سے وابستہ

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۵/۱/ ۱۳۵۸۔ ۲۵ مارچ ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۵ ص ۲۰۸

۲۔ صومالیہ کے سفیر سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۷ /۲/ ۱۳۵۸۔ ۷ اپریل ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۶ ص ۱۲۵

۳۔ مصر سے روابط منقطع کرنے کے لیے امام خمینیؒ کا حکم۔ ۱۱/۲/ ۱۳۵۸۔ یکم مئی ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۶ ص ۱۰۸

ہونے کی ذلت کو مٹادیں۔ (۱)

مصر، اسرائیل اور امریکہ کی سازش

اسلامی ممالک کو غاصب اسرائیل کے مقابلے میں عداوت پر مبنی موقف اختیار کرنا چاہیئے چونکہ اسلامی ممالک کی اکثر مشکلات کا سبب وہی ہے۔ اسلامی ممالک اپنی پوری قوت سے فلسطین اور لبنان کا دفاع کریں۔ اسلامی ممالک پوری دنیا کی حریت پسند تنظیموں کا دفاع کریں۔ ہم فلسطین کے مجاہدوں کی عظیم تحریک کو نابود کرنے کی امریکی، مصری اور اسرائیلی سازش کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ الجزائر (۲) میں جمع ہونے والے سربراہو اور نمائندو! آئیں متحد ہوجائیں۔ دائیں بائیں بازو کے ظالموں جن کا سرغنہ امریکہ ہے کے تسلط کو ختم کردیں۔ اسرائیل کو نابود کردیں اور فلسطینی عوام کا حق ان کو واپس لوٹا دیں۔

خداوند متعال سے مسلمانوں کی بیداری، آپس میں اتفاق واتحاد اور اسلامی ممالک کی عظمت کے لیے دعاگو ہوں۔ (۳)

اسلام دشمن طاقتوں سے روابط پر اظہار افسوس

جی ہاں، سادات پیروکار ہے (امریکہ کا) وہ ہمارے شاہ کی طرح بے چوں وچرا تسلیم ہے۔ مجھے کس قدر افسوس ہورہا ہے کہ ایک ایسا شخص جو اسلامی ملک میں ہے اور کہتا ہے کہ میں اس ملک کا سربراہ ہوں، کس طرح ایسے دو افراد کے ساتھ ایک ہی میز پر بیٹھتا ہے جو اسلام کے دشمن ہیں! اسرائیل کی حکومت اسلام کی دشمن ہے اور کارٹر (سابق امریکی صدر) بھی اس کا بھائی ہے یہ لوگ آپس میں بیٹھ کر اسلام کے خلاف معاہدہ کریں اور ہم بیٹھے دیکھتے رہیں! ملت مصر بھی تماشائی بنی بیٹھی رہے اور آپ اہل قلم حضرات بھی بیٹھ کر تماشا دیکھتے رہیں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے اس حالت کو دیکھ کر مجھے کتنا افسوس ہوتا ہے ان لوگوں کی اس طرح سے اسلام دشمن طاقتوں کے ساتھ دوستیاں ہیں جو لوگ مسلمانوں پر حملہ کرتے ہیں یہ لوگ ان کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ایک ہی میز پر بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف سمجھوتہ کرتے ہیں اور اس سے افسوسناک بات یہ کہ مسلمان،

۱۔ لیبیا کے سربراہ قذافی کے پیغام پر امام خمینیؒ کا جواب ۱۷/ ۲/ ۱۳۵۸ ۔ ۷ اپریل ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۶ ص ۱۲۳

۲۔ حضرت امام خمینیؒ نے الجزائر کے استقلال کی پچیسویں سالگرہ (سلور جوبلی) کے موقع پر جس کے استقلال کے جشن کی تقریبات میں شرکت کے لیے اسلامی ممالک کے سربراہ اور نمائندے وہاں پہ جمع تھے، انہیں اور الجزائری قوم کو مخاطب کرتے ہوئے ایک پیغام بھیجا جس کا کچھ حصہ اسی کتاب میں موجود ہے۔

۳۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۸/۸/ ۱۳۵۸ ۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۰ ص ۷۹

اسلامی ممالک کی حکومتیں اور قومیں تماشائی بنی بیٹھی ہیں۔ (۱)

امریکی ایجنٹوں کے ہاتھوں تفرقہ واختلاف

ایک طرف فلسطین اور عزیز لبنان کے مسلمانوں پر ظالم اسرائیل کی طرف سے ہمہ جہتی حملہ ہوا ہے اور اسرائیل کا منصوبہ ہے کہ اپنا دار الحکومت بیت المقدس میں منتقل کرے اور اپنے وطن سے در بدر مسلمانوں کے وحشیانہ اور ظالمانہ قتل عام میں اضافہ کرے اور دوسری جانب جب مسلمانوں کو اتحاد کی ہر زمانہ سے زیادہ ضرورت تھی تو خائن امریکہ کے نوکر اور بیگن وسابق شاہ کے دوست اور بھائی سادات اور امریکی پٹھو صدام نے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ افکنی شروع کر رکھی ہے یہ لوگ اس راہ میں اپنے ظالم وجانی آقا (امریکہ) کے حکم کی تعمیل کے لیے کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کریں گے، امریکہ بھی اسی زمرے میں ہے چونکہ پے در پے ایران پہ حملہ کررہاہے۔ ہمارے اسلامی انقلاب کو نابود کرنے کے لیے جاسوس بھیج رہاہے اور سادات سے مل کر عراق کے ذریعے، اسلامی حکومت کے عہدیداروں کے درمیان اختلاف ایجاد کررہا ہے۔ غلط پروپیگنڈے، افتراء اور جھوٹ نشر کررہا ہے، مسلمانوں کو امریکہ کے ان پٹھوؤں کی اسلام اور مسلمین سے غداری کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ (۲)

فلسطین کا مسئلہ حل کرنے کے بجائے، شیعہ وسنی کو آپس میں لڑاتے ہیں

ہمیں صدام سے توقع نہیں ہے کہ وہ طائف کانفرنس (۳) میں ایسی بیہودہ باتیں کرے، ہمیں بعض ایسے سربراہوں سے کوئی توقع نہیں ہے جن کے ہاتھ میں ان کے ملک کی باگ ڈور ہے۔ ہمیں ان سربراہوں سے بھی کوئی توقع نہیں ہے جو شاہ کے زمانے میں شاہ کے حامی تھے اور شاہ کے مظالم میں شریک تھے اور آج صدام کے مظالم میں شریک ہیں۔ یہ لوگ اپنی غیر انسانی فطرت پہ عمل کرتے ہیں۔ یہ لوگ، بجائے اس کے کہ آپس میں مل بیٹھ کر اسلام کے لیے سوچیں، اسلامی ممالک کے بارے میں سوچیں، فلسطین اور ہماری اسلامی تحریک کے بارے

۱۔ (مصری خبرنگار) حسنین ہیکل کو امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ ۲۸ /۹/ ۱۳۵۸۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۱ ص ۵۴

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۲۱ /۶/ ۱۳۵۹۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۳ ص ۸۱

۳۔ ۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء میں سعودی عرب کے بادشاہ "خالد" کی دعوت پر (مکہ کے قریب) طائف میں اسلامی ممالک کے سربراہوں کی تیسری کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ۳۸ ممالک نے شرکت کی، مصر کو کیمپ ڈیوڈ معاہدے کی وجہ سے اور افغانستان کو وہاں کی کمیونسٹ حکومت کے روس کے ذریعے اقتدار میں آنے کی وجہ سے کانفرنس میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔ ایران اور لیبیا نے بھی اس میں شرکت کرنے سے گریز کیا۔ کانفرنس نے دیگر امور انجام دینے کے علاوہ، افغانستان اور اسرائیل کے خلاف جہاد جاری رکھنے کے بارے میں قرار داد منظور کی۔

میں فکر کریں اس کے در پے ہیں کہ ایک ایسے ملک کے خلاف جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے تمام مسائل اسلامی ہوں اور احکام اسلام جاری کرے، سازش رچیں اور مختلف گروہوں کو ایک دوسرے سے لڑائیں اور سازش کر کے شیعہ وسنی میں اختلاف پیدا کریں. (۱)

طائف کانفرنس نے کیا کیا؟

کیا یہ اسلام کے چاہنے والے، تمام اسلامی ممالک میں اسلام کو بڑی طاقتوں اور ان سے وابستہ افراد کے ذریعے پامال ہوتا نہیں دیکھ رہے ہیں؟ کیا ان کو معلوم نہیں تھا کہ جنوب لبنان، فلسطین، ایران، عراق اور دیگر اسلامی ممالک پر کیا گذر رہی ہے اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جارہا ہے؟ کیا ان کو نہیں معلوم کہ کتنے بے گناہ بچوں کو یتیم کر دیا گیا ہے اور انہیں اپنے گھروں سے دربدر کر دیا گیا ہے؟ کیا طائف کانفرنس کو ان باتوں کا علم نہیں تھا؟ اس کانفرنس میں لوگ اس کے نام پر جمع ہوئے ہیں لیکن وہاں پر اسلام کا نام ونشاں تک نہ تھا. اس کانفرنس میں بے حد وحساب اخراجات اور اشرافی زندگی کے سوا کچھ نہ تھا. اس کانفرنس میں اسلام اور مسلمانوں کے امور کی طرف کوئی توجہ اور اہتمام نہیں کیا گیا تھا، کیا انہوں نے رسول خداؐ کی یہ حدیث نہیں سنی تھی کہ جو شخص صبح کرے اور مسلمانوں کے امور کی طرف توجہ نہ دے تو وہ مسلمان نہیں ہے؟ "**من اصبح ولم یهتم بامور المسلمین فلیس بمسلم**" کیا ان لوگوں نے دنیا کے مسلمانوں کے امور کی طرف توجہ دی ہے؟ یہ سربراہ حضرات جو طائف کانفرنس میں جمع ہوئے ہیں یہ طائف ایسا مقام اور ایک ملک ہے جہاں رسول خداؐ اور اسلام کے پیغمبرؐ تھے اور اسی ملک میں آنحضرتؐ نے تبلیغ کی تھی. کیا اس کانفرنس میں جمع ہونے والوں نے اسلام کے بارے میں کچھ کہا ہے؟ مسلمانوں کے بارے اور ان کے امور کے سلسلے میں کیا اہتمام کیا ہے؟ کیا ہم ان کو حدیث شریف کی نصّ کے مطابق مسلمانوں میں شمار کر سکتے ہیں؟ (۲)

ہم پر واجب ہے کہ سادات اور فہد کے منصوبے کی مذمت کریں

(انقلاب کی) تحریک کی ابتداء ہی سے، فلسطین اور لبنان کا مسئلہ ہمارے اصلی مسائل میں سے تھا یہ مسئلہ ایران کے مسائل سے جدا نہیں تھا. مجموعی طور پر ایک مسلمان کی توجہ مسلمانوں کے کسی ایک گروہ پر نہیں ہونی چاہیئے. چونکہ علاقے میں عمومی اسلامی تحریک شروع ہونے والی ہے لہذا امریکہ نے کئی مسائل کو چھیڑ

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۵ / ۱۱ / ۱۳۵۹ ۔ ۴ فروری ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۴ ص ۳۹

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۹ /۱۱/ ۱۳۵۹ ۔ ۱۸ فروری ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۴ ص ۹۰

رکھا ہے تاکہ علاقے کے بے سہارا لوگوں کو ان کی تقدیر سے محروم رکھے. افسوس کی بات ہے کہ بعض حکومتیں بھی اس کی مدد کرتی ہیں. فہد اور سادات کا منصوبہ ایک ہی ہے. بر فرض کہ امریکہ سو فی صد اسلامی اور انسانی منصوبہ بھی بنائے تب بھی ہم باور نہیں کریں گے کہ وہ لوگ ہماری سلامتی اور مفادات کے بارے میں قدم اٹھائیں گے. اگر امریکہ واسرائیل لاالٰـہ الا اللّٰہ بھی کہیں تب بھی ہم قبول نہیں کریں گے، کیوں کہ وہ لوگ ہمیں دھوکہ دینا چاہتے ہیں. جو لوگ صلح کی بات کرتے ہیں وہ علاقے کو جنگ طرف دھکیل رہے ہیں. کیا آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ ہم امریکہ، اسرائیل اور ایسی بڑی دیگر طاقتوں کے مقابلے میں بے تفاوت رہیں؟ جو ہمیں ہڑپ کرنا چاہتی ہیں. نہیں ہم بڑی طاقتوں میں سے کسی کے ساتھ بھی رابطہ رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتے. ہم مسلمان ہیں اور جینا چاہتے ہیں، ہم آزاد اور مستقل رہنا چاہتے ہیں اگر چہ فقیرانہ زندگی ہی کیوں نہ ہو ہمیں ایسی ترقی اور تہذیب کی ضرورت نہیں جس میں ہمیں غیروں کی طرف ہاتھ پھیلانا پڑے. ہمیں ایسی تہذیب کی ضرورت ہے جو شرافت وانسانیت پر استوار ہو اور اسی بنیاد پر صلح برقرار رکھ سکے. بڑی طاقتیں انسانوں کی انسانیت پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتی ہیں. ہمارا، آپ کا اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان کے مقابل کھڑے ہوجائیں ان سے صلح نہ کریں اور سادات وفہد کے منصوبوں اور اس طرح کے دیگر منصوبوں کو بھی رد کردیں. ہم پر واجب ہے کہ ایسے منصوبوں کی مذمت کریں جو کمزور انسانوں کے حق میں نہیں ہیں. میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے مسائل ہمارے مسائل سے جدا نہیں ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ امریکہ اور اندرون ملک اس کے ایجنٹوں نے ہمیں ملک میں پل بھر بھی چین سے نہیں رہنے دیا. لہذا اگر ہم نے آپ کی شایان شان مدد نہیں کی تو یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم ان ظالموں کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے ہیں. ہمیں لبنان سے بے پناہ محبت ہے لبنان وایران کے شیعہ اور پوری دنیا کے مسلمان ایک ہیں. ہمیں امید ہے کہ ہم اپنے اتحاد کو باقی رکھ سکیں گے. (۱)

ممکن ہے کیمپ ڈیوڈ منصوبے کی وجہ سے مکہ ومدینہ بھی مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل جائے

علاقائی مسائل کے اعتبار سے، سب سے اہم مسئلہ جس کے بارے میں آج کل گفتگو ہورہی ہے وہ امریکہ، صہیونیوں اور ان کے بعض نوکروں کے بنائے جانے والے منصوبے ہیں اور یہ ایسے منصوبے ہیں کہ اسلامی حکومتیں اور عرب حکومتیں چاہتی ہیں کہ ان کو پیش کیا جائے اور سب پر تھوپا جائے. اس منصوبے میں کوئی مثبت بات نہیں ہے. وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اس منصوبے میں مثبت نکات پائے جاتے ہیں یا تو وہ مسائل سے آگاہ نہیں ہیں یا پھر کوئی اور بات ہے ان منصوبوں میں کوئی مثبت نکتہ نہیں ہے. ہمارے ملک اور ہماری قوم نے جو اتنے شہداء اور زخمی (معذور) پیش کیے ہیں اور اب بھی بہت سے (جنگی) معذور افراد یہاں پر

۱۔ (لبنان کی) امل ملیشیا کے ارکان سے امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۶/۸/ ۱۳۶۰ ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۰۹

موجود ہیں. خداوند ان کو شفا عنایت فرمائے. یہ سب کے سب اسلام کے لیے پیش کیے ہیں اور ہم اسلام کو ایران ہی میں منحصر نہیں سمجھتے. اسلام ہر جگہ اسلام ہے. مصر میں بھی یہی اسلام ہے. سوڈان، عراق، حجاز، شام اور باقی مقامات پر بھی یہی اسلام ہے. ہم اپنے مسائل کو دوسرے مسلمانوں کے مسائل سے جدا نہیں سمجھ سکتے. ہمیں جو اتنا نقصان پہنچا ہے، ہم نے جو اتنے شہید پیش کیے ہیں، ہم نے جو اتنے زخمی (جنگ میں معذور) دیئے ہیں اور ہمارے اتنے لوگ جو بے گھر ہوئے ہیں یہ سب کا سب اسلام کے لیے تھا. ایران بھی چونکہ ایک اسلامی ملک ہے لہذا ہم نے اس کے لیے یہ زحمتیں اٹھائی ہیں. ہم عربوں اور ان کی تقدیروں کو خود سے الگ نہیں سمجھ سکتے. دوسرے ممالک کی تقدیروں کو بھی اپنے آپ سے جدا نہیں سمجھ سکتے. ہر جگہ اسلام ہے اور سب مسلمان ہیں، ہم بھی ان مسلمانوں کا ایک حصہ ہیں. ہمارا فرض ہے کہ ہر جگہ اسلام کا خیال رکھیں ہماری ذمہ داری ہے کہ جس قدر ہو سکے ان اسلامی ممالک کو ہدایت کریں. یہ ممالک آج کل اس انتہائی نقصان دہ منصوبے کے بارے میں سوچ رہے ہیں اور ان منصوبے کو پاس کرنا چاہتے ہیں. ہمیں، مسلمان قوموں اور اسلامی ممالک کو آگاہ کرنا چاہیئے. میں اس منصوبے کی وجہ سے اسلام کے لیے پیدا ہونے والے خطرے کا اعلان کرتا ہوں جنہوں نے یہ منصوبہ پیش کیا ہے یا تو وہ جاہل ہیں یا پھر امریکہ اور صہیونیزم کے زیر اثر ہیں جو اشخاص اس منصوبے میں مثبت نکات کے قائل ہیں وہ بھی اسی طرح ہیں اگر اس منصوبے میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی اور نکتہ ہوتا تو درست تھا لیکن اس منصوبے کا ایک نکتہ یہ ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کیا جائے اور اسے تحفظ دیا جائے. اگر یہ نکتہ اور دیگر نکات نہ ہوتے تو یہ منصوبہ مثبت ہوتا اور وہ تمام مثبت نکات (اس کے) خلاف ہیں. اسرائیل کو تحفظ فراہم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے اسرائیل کو سب مسلمان تحفظ فراہم کریں جو کئی سال سے مسلمانوں کی سرزمینوں کو غصب کیے ہوئے ہے. فلسطین، لبنان اور دیگر مقامات پر قتل عام کر رہا ہے جس نے مسلمانوں کو بے گھر بار کر دیا ہے اور اپنے غلط مقاصد (کے حصول) کے لیے مسلمانوں کی عزتوں کو خطرے میں ڈال رکھا ہے. یعنی اگر کسی ایک (ملک) نے اس غاصب اور ظالم حکومت پر حملہ کرنا چاہا تو سب مسلمان اور علاقے کی سب حکومتیں، اس بات کی پابند ہیں کہ اسرائیل کے تحفظ کے لیے، اس (حملہ کرنے والے ملک) کی مخالفت کریں. یہ اسرائیل مسلمانوں کا خون چوس رہا ہے اس نے فلسطین اور بیت المقدس کے ساتھ وہ حشر کیا ہے لبنان کی یہ صورت حال بنا رکھی ہے اور مسلمانوں کو قتل اور انہیں لوٹ رہا ہے اور اب ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اسے خراج دیکر اس کی حفاظت بھی کریں اور اسے تحفظ بھی دیں. ایک ایسی حکومت کو اب ہم تسلیم کریں جس نے قدس اور فلسطین میں داخل ہوتے ہی غاصبانہ کام شروع دیئے تھے. یعنی عرب ممالک، اس فاسد، فاسق اور کافر حکومت کو تسلیم کریں اور ان سب مظالم کے بعد اسرائیل کو کچھ خراج بھی دیں. بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس (منصوبے) میں مثبت نکات ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسرائیل جنگ سے پہلے والی (اپنی) ان حدود تک پیچھے چلا جائے گا. یہ تو منفی نکات میں سے ہے. اس کا مطلب یہ ہے کہ اسرائیل نے ان سب مقامات کو اپنے قبضے میں لے لیا

ہے. اب اسرائیل چند ایک علاقوں کو چھوڑ دے تو یہ تو ایسا ہی ہے کہ ہم عراق سے اس بات پہ صلح کرلیں کہ خوزستان (ایران کے ایک صوبے کا نام ہے جس پر عراق نے حملہ کرکے قبضہ کرلیا تھا) کا کچھ حصہ ہمارا اور کچھ حصہ تمھارا، یہ تو اس کے منفی نکات میں سے ہے. باقی نکات بھی اسرائیل کے فائدے میں ہیں اور اسرائیل کو عربوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں. میں تمام اسلامی قوموں خصوصاً عرب قوموں، اسلامی فوجوں اور عرب حکومتوں کی فوجوں کو خطرے کا اعلان کرتا ہوں کہ قوموں کی توجہ کے بغیر اس منصوبے کے ایک پر اسرار مقام پر پاس ہونے سے (ان تین باتوں کے علاوہ اور) کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا. سب اسرائیل کے پابند ہوجائیں گے. آخر عمر تک اسرائیل کے نوکر بن کے رہیں گے. اور بے چون وچرا اسرائیل وامریکہ کے زیر تسلط چلے جائیں گے. اسلامی قوموں اور عربوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہوسکتی ہے کہ اس فاسد، برے اور سو فی صدی اسلام مخالف منصوبے کو تسلیم کرلیں. عربوں کے لیے ذلت ہے کہ اسرائیل کی آقائی تسلیم کرلیں. میں سب کو متنبہ کررہا ہوں کہ اگر یہ منصوبہ پاس ہوجائے گا تو کل اسرائیل، مکہ ومدینہ کو بھی آپ کے ہاتھ سے چھین لے گا.

قومیں بیدار ہوجائیں اور حکومتوں کو بیدار کریں اور اس کافر وفاسق منصوبے کی مخالفت کریں. اس منصوبے کی تیاری کے لیے، امریکہ ان حکومتوں کو دھمکیاں دے رہا ہے، علاقے میں اپنے کمانڈوز اور کئی لشکر بھیجے ہیں، علاقے کے عوام کو ڈرانے کے لیے فوجی مشقوں کی نمائش کررہا ہے. اگر حکومتیں سہم بھی جائیں تب بھی قومیں زندہ ہیں اور نہ ڈریں. اگر ہم سب نابود ہوجائیں تو بھی اس سے بہتر ہے کہ ہم صہیونیزم اور امریکہ کے زیر تسلط ذلیل ہوکر رہیں اور یہ ایک بہت ہی بڑا قدم ہے کہ جو عربوں اور مسلمانوں کی ذلت کے لیے امریکہ کے حکم پر اٹھایا جارہا ہے. ان عربوں پر ننگ وذلت ہو جو ملک پہ ذرا سا تسلط رکھنے اور اس سے اپنے مفادات حاصل کرنے کے لیے ایک ایسی ذلت کو قبول کررہے ہیں اور ہم سب پر ننگ ہو اگر ہم خاموش بیٹھے رہیں. چنانچہ یہ حکومتیں، ایسی حکومتیں ہیں جو یا تو مسائل سے بے توجہ ہیں یا پھر اسلام، ملت عرب اور مسلمانوں کے ساتھ جان بوجھ کر غداری کرنا چاہتی ہیں. اگر اس منصوبے کو تسلیم کرلیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے. (۱)

خائنانہ منصوبے اسرائیل کی جارحیت کا باعث

اگر امریکہ کا یہ منصوبہ (کیمپ ڈیوڈ) نیز فہد کے ذریعے امریکہ دوسرا منصوبہ۔(مراد سعودی عرب کے بادشاہ کا منصوبہ امن ہے)۔ اور وہ منصوبے جو بعد میں تیار کریں گے، نہ ہوتے تو اسرائیل کو جرات نہ ہوتی کہ جولان کی پہاڑیوں کو اپنی زمین کے ساتھ ملحق کرتا. یہ منصوبے اختلاف کا باعث بنے ہیں اور انہوں نے اسرائیل کے لیے

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۶/ ۸/ ۱۳۶۰ ۔ ۱۷ نومبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۲۵ - ۲۲۳

راہ ہموار کردی ہے۔ (۱)

اصلی دشمن سے توجہ ہٹانے کے لیے مختلف منصوبے

خائن صدام آج اچھی طرح سمجھ چکا ہے کہ اس کے لیے بچھائے گئے جال سے اب اسے نجات نہیں مل سکے گی۔ عراق کی کافر بعث پارٹی اور صدام کی تقدیر میں ذلت وخواری اور تباہی وبربادی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی رجز خوانی کرنے، قادسیہ کا سردار بننے کے کھوکھلے دعوے کرنے، انقلابی ہونے کا ڈھنڈورا پیٹنے اور اسرائیل کے ساتھ صلح نہ کرنے والی دشمنی رکھنے کے باوجود، آج اس نے اسرائیل کے یار اور ہمفکر، امریکہ کی ظالم حکومت کی جھولی میں پناہ لے رکھی ہے اور آج اسلام اور عربوں کے دشمن کی طرف گدائی کا ہاتھ پھیلا رہا ہے تاکہ پہلے تو اسے خود سے تیار کیے ہوئے ہلاکت (کے گڑھے) میں گرنے سے نجات دلائیں اور پھر اسلام کے بڑے دشمن اور مسلمانوں کی سرزمینوں کے غاصب سے لوگوں کی توجہ ہٹادیں اور حسنی مبارک کو عرب ممالک میں واپس لوٹانے کے ذریعے شرمناک کیمپ ڈیوڈ معاہدے کو عرب معاشرے میں نافذ کریں یا فہد کے منصوبے کو نافذ کریں جو ملت عرب اور اس سے بڑھ کر اسلام کے لیے ننگ آور ہے۔

میں علاقے کی عرب حکومتوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ ایسے منصوبوں کے سامنے تسلیم ہوجانے سے امریکہ اور اس سے زیادہ ذلت آمیز اسرائیل کی غلامی قبول کرنے کے علاوہ ایران کی قوم، حکومت اور اس کی فوج کی دشمنی بھی مول لینی پڑے گی۔ اگر آج دامن اسلام میں نہیں لوٹتے تو، کل دیر ہے۔ آپ کو امریکی چال بازیاں اور حسنی، حسن، حسین اور قابوس (۲) کی رجز خوانیاں فریب نہ دیں۔ ان لوگوں کو واقعاً ایک سرپرست کی ضرورت ہے ان کی باتیں آپ کو دھوکہ نہ دیں جنہیں اپنے ملک کے نوجوانوں، اپنے اسلحے اور فوجی ساز وساماں کو اسرائیل سے نجات کی راہ میں استعمال کرنا چاہیئے تھا۔ آپ ایک اسلامی ملک (ایران) کے ساتھ مقابلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں جس نے سابقہ شاہ کو اس کی اتنی عظیم شیطانی طاقت، چھوٹے بڑے شیطانوں اور سابق شاہ سے ظالم، صدام کی حمایت کے باوجود جہنم واصل کیا ہے۔ (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۵ /۹/ ۱۳۶۰ ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۶۲

۲۔ حسنی مبارک مصر کا صدر، شاہ حسن بادشاہ مراکش، شاہ حسین بادشاہ اردن اور سلطان قابوس بادشاہ عمان ہیں۔

۳۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۶/۳/ ۱۳۶۱ ۔ ۲۷ مئی ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۵۸

اسرائیل کو تسلیم کرنا، مسلمانوں کے لیے ایک سانحہ

دنیا کے باقی مسلمانوں کی طرح، ملت ایران بھی، اسلام کو در پیش خطرات اور مشکلات کے بارے میں خداوند قادر کی درگاہ میں جوابدہ ہے اور آج خطرناک ترین امور میں سے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ اور فہد کا (۱) کا منصوبہ ہے جو اسرائیل اور اس کے مظالم کو مستحکم کررہے ہیں۔ ہم سب اور بالخصوص سعودی عرب، اسلام وقرآن کریم اور آئندہ نسلوں کے سامنے جوابدہ ہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ خدا نخواستہ کہیں قومیں اور اسلامی حکومتیں غافل رہیں اور ظالم امریکہ کے ذریعے اسرائیل اپنی ظالمانہ اور وحشیانہ آرزوؤں تک پہنچ جائے اور مسلمان کچھ بھی نہ کرسکیں۔ میں، اسرائیل کی خود مختاری اور اسے تسلیم کرلینے کو مسلمانوں کے لیے فاجعہ اور اسلامی حکومتوں کے لیے ایک دھماکہ سمجھتا ہوں۔ میں اس کام کی مخالفت کو اسلام کا ایک عظیم فریضہ سمجھتا ہوں اور ان منصوبوں سے جو نام نہاد مسلمانوں کے ہاتھوں سے اسلام کے لیے بنائے جاتے ہیں، خداوند عالم سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۲)

بعض اسلامی حکومتیں، بھیڑیئے سے پناہ مانگتی ہیں

خداوند کی مدد سے ایران کی عزیز قوم آج بھی آگے کی طرف رواں دواں ہے۔ نادان لوگ خیال کرتے تھے کہ اپنے غیر انسانی مظالم اور ان کی عظیم شخصیات کو شہید کردینے سے یہ قوم میدان چھوڑ جائے گی لیکن یہ لوگ ان کی استقامت کے راز کو درک نہیں کرسکے اور نہ کرسکیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ صدام اور عفلقی بعث پارٹی کے باقی رکھنے کی امریکی سازش کے شکست کھاجانے سے، ہماری شجاع فوج، عراق کو آخری شکست دے کر بیت

۱۔ ۳ اگست ۱۹۸۱ء (۱۳۵۹ ش) میں مصر، امریکہ اور اسرائیل نے جزیرہ نما سینا (جس پہ اسرائیل نے قبضہ کررکھا تھا) میں آئندہ سال ۱۹۸۲ میں اسرائیل کے انخلاء کے بعد وہاں پہ فوجیں بھیجنے کے معاہدے کے بارے میں موافقت کیا ہے۔ انہی دنوں یعنی، اگست ۱۹۸۱ کو فہد، سعودی عرب کا موجودہ بادشاہ جو اس وقت سعودی عرب کا ولیعہد تھا، نے ایک تجویز پیش کی جس میں مندرجہ ذیل نکات شامل تھے:

الف۔ تمام مقبوضہ سرزمینوں اور من جملہ بیت المقدس کی عرب آبادی والے حصے سے اسرائیل کا انخلاء۔

ب۔ وہ فلسطینی جو اپنے وطن واپس نہیں جانا چاہتے، انہیں پہنچنے والے نقصان کے ذریعہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

ج۔ ایک دوسرے کے ساتھ صلح اور امن کے ذریعے علاقے کے تمام ممالک کے حقوق کا تحفظ۔

فہد کی تجویز پہ بعض نکات تھے ان میں سے تیسرا نکتہ اکثر سیاستدانوں کی نظر میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے زیرکانہ نکتہ شمار ہوتا ہے اور اس تجویز کی عربوں کے ریڈیکل عناصر میں بھی مخالفت ہوئی ہے۔

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام - ۱۵/۳/۱۳۶۱ - ۵ مئی ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۸۱

المقدس پر حملہ کرنے کی راہ کو ہموار کرے گی. جیسا کہ امید ہے کہ اسلامی ملک، لبنان پر اسرائیل کے حملے، وہاں پر حالیہ قتل وغارت اور ان کی ہر چیز کے نابود ہوجانے کے خطرے پر علاقے کے ممالک بے تفاوت نہیں رہیں گے. مسلمان قوموں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ علاقے کی بعض حکومتوں کے ذلت آمیز سکوت اور امریکہ واسرائیل کے مقابلے میں ان کے بے چون وچرا تسلیم ہوجانے سے آج لبنان عزیز دنیا کے لٹیرے (امریکہ) اور اس کی ناجائز اولاد (اسرائیل) کے حلق میں جارہا ہے اور عنقریب دیگر عزیز ممالک کا بھی یہی حال ہوگا. اگر علاقے کی حکومتیں آج تیل کے اسلحہ اور دیگر ہتھیاروں سے ان ظالموں کے مقابلے میں کھڑی ہوجائیں تو اسرائیل اور اس کے بعد امریکہ اور ہر طاقتور لٹیرے کا قلع قمع ہوجائے گا.

ہمیں اس بات پر شدید افسوس ہے کہ بعض اسلامی حکومتیں، اصلی ظالم اور نمبر اول کے سازشی (ملک) امریکہ کی طرف (دوستی کا) ہاتھ بڑھا رہی ہیں اور آدمخور بھیڑئے سے اپنی نجات چاہتی ہیں. ہم ایسے کام کی پر زور مذمت کرتے ہیں. اگر عراق کی جنگ کا مسئلہ اور ہمیں دھوکہ دینے کا منصوبہ کہ جس چیز میں ہم مبتلا ہیں اور دو میدانوں میں ہماری شکست کا منصوبہ نہ ہوتا تو ایران کی مجاہد قوم اور انقلابی حکومت آج کسی اور طریقے پر عمل کرتی. ہم نے کئی بار اسلامی حکومتوں اور خاص کر علاقے کی حکومتوں کی طرف رجوع کیا ہے. ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں اور قاطعیت کے ساتھ ان کو آگاہ بھی کرتے ہیں کہ اسلامی قوموں کی عزت، جان ومال اور ناموس کی حفاظت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں. شام کی حکومت، فلسطینیوں اور ہمارے ساتھ متحد ہوجائیں. ایک ہی صف میں کھڑے ہوکر اسلام اور عربوں کی عزت وشرف کا دفاع کریں. زرخیز ممالک سے ان ظالموں کے تسلط کو ہمیشہ کے لیے ختم کردیں. اور فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں کیونکہ کل دیر ہوجائے گی. (۱)

اگر اسرائیل کو تسلیم کر لیں تو وہ سب کا حاکم بن جائے گا

ان دنوں اسرائیل ان اسلامی ممالک کا حاکم بنتا جارہا ہے. ان کی یہ لاپرواہی، ان کی یہ مدد اور ان کا اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنا، اگر کسی نتیجے پر جا پہنچا تو وہ سب کا حاکم بن جائے گا. اور جیسا کہ اس وقت اس نے ان کی اہانت کی ہے اور امریکہ کے حکم اور منصوبے کے مطابق اپنے مقابل میں ان کو ذلیل کیا ہے. اسی طرح یہ چیز بڑھ جائے گی اور ہر جگہ جڑ پکڑ لے گی. (۲)

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۲/۴/۶/ ۱۳۶۱ ۔ ۲۷ جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۱۷

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۹/۶/ ۱۳۶۱ ۔ ۹ اگست ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۷۳

فاس کانفرنس میں اسرائیل کو تحفظ دیا گیا ہے

آپ کو معلوم ہے کہ فاس کانفرنس [1] میں کیا گذرا ؟ اور اس کانفرنس کے بعد اسرائیل نے کیا کیا؟ فاس کانفرنس کے بارے میں بہت کچھ کہا جاچکا ہے اب میں ان باتوں کا تکرار نہیں کروں گا. میں ایک بات کے بارے میں کچھ عرض کروں گا کہ کیا ساتویں شق جس کے متعلق بعض لوگ دعوی کرتے ہیں کہ اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے، کیا اسے تسلیم نہیں کیا گیا ہے؟ یا صرف تسلیم کیا گیا ہے یا تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ ایک اور کام بھی کیا گیا ہے؟ جب بھی اسلامی ممالک (کانفرنس میں) آپس میں بیٹھ کر سلامتی کونسل سے مطالبہ کرتے ہیں کہ علاقے کے تمام ممالک اور اس علاقے کی سلامتی کے لیے اپنا کردار ادا کرے تو کیا اسرائیل اس علاقے کے ممالک میں سے نہیں ہے (یقیناً) ہے. اگر ہے تو اس فاس کانفرنس میں اس کو اشتثناء کیا گیا ہے یا نہیں ؟ خوب جب اشتثناء بھی نہیں کیا گیا تو علاقے کے ممالک میں سے بھی ہے. پھر جب آپ نے یہ کہہ دیا کہ حجاز اور لبنان اور دوسرے ممالک کی طرح، اسرائیل کی سلامتی کی بھی ضمانت دی جائے. اس طرح کہ اگر ایک ملک کسی دوسرے ملک پر تجاوز کرنا چاہئے تو سلامتی کونسل اسے روکے گی. اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اسرائیل کو نقصان پہونچانا چاہے اور کوئی اس کے خلاف کاروائی کرنا چاہے تو فاس میں جمع ہونے والے ان سب حضرات کے حکم کے مطابق، سلامتی کونسل اسے روکے گی. یہ تو تسلیم کرنے کے علاوہ، اسرائیل کو تحفظ دینا بھی ہے ...! اس کے بعد اسرائیل نے کیا کیا؟ اس کے بعد اسرائیل کی پارلیمنٹ میں کہا گیا کہ اس منصوبے کی کوئی قیمت نہیں ہے اس کی اتنی اہمیت بھی نہیں ہے کہ ہم اس کو پڑھیں اور اس کے بعد انہی دو دنوں میں ایسے مظالم کا ارتکاب کیا جو اب بھی جاری ہیں. ایسا ظلم کہ بعض حضرات کا کہنا ہے اور امریکہ نے بھی کہا ہے کہ (اسرائیل) قصابوں کی طرح (انسانوں کا) قتل عام کر رہا ہے. آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اگر کسی جگہ کے بارے میں امریکہ جو قصابوں کا سرغنہ ہے کہے کہ قصابوں کی طرح (انسانوں کا) قتل عام ہو رہا ہے تو وہاں پر کیا گذر رہی ہوگی. اس لبنان کی مظلوم قوم،

۱۔ یہ اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس تھی جو خرداد ۱۳۶۱ (نومبر ۱۹۸۱ ء) میں مراکش کے شہر فاس میں منعقد ہوئی. اس کانفرنس میں فہد جو اس زمانے میں سعودی عرب کا ولیعہد تھا، کی آٹھ نکات پہ مشتمل تجویز پیش ہوئی. (۲۵ نومبر ۱۹۸۱ کی) یہ کانفرنس شروع ہونے سے چند گھنٹے بعد ہی مراکش کے بادشاہ ملک حسن کی طرف ختم کردی گئی. اس (کانفرنس) کے ختم کرنے کی وجہ مشرق قریب کے لیے سعودی عرب کی طرف سے دی جانے والی صلح کی تجویز کے بارے میں اختلاف بتایا جاتا ہے. آٹھ ممالک (الجزائر، شام، عراق، عمان، سوڈان، موریتانیہ اور تونس وغیرہ) کے سربراہان ابتداء ہی سے اس کانفرنس میں شریک نہیں ہوئے تھے. فاس شہر میں ۹ سپتمبر ۱۹۸۲ کو عرب سربراہوں کی کانفرنس دو بارہ منعقد ہوئی جس میں یاسر عرفات نے بھی شرکت کی تھی.

بیروت اور اس طرح کے دوسرے شہر والوں نے کیا قصور کیا ہے؟ اور ان پر کیا بیت رہی ہے؟ حضرات نے ایک ایسے ملک کو تحفظ بخشا ہے جس نے ان کی پرواہ بھی نہیں کی. میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر اسرائیل نے پوری زندگی میں ایک سچ کہا ہے تو وہ یہی ہے کہ یہ معاہدہ دیکھنے کے قابل بھی نہیں ہے. آخر کیوں؟ اس لیے کہ جن لوگوں نے اس پر دستخط کیے ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے. اگر ان کی کوئی اہمیت ہوتی تو کیا یہ ممکن تھا کہ اسرائیل ایسی بات کہتا؟ اگر کوئی کسی کے ساتھ ایسی توہین کرے (مثلاً) کوئی کسی سے کہے کہ آپ کی بات تو سننے کے قابل ہی نہیں یا آپ کی تحریر کی کوئی قدر وقیمت ہی نہیں تو وہ زندگی بھر اس کا دشمن ہوجائے گا. ان حضرات نے ایک ایسے ملک کی حمایت کی ہے کہ جس نے اس طرح ان کی تحقیر اور اہانت کی ہے اور اس کے بعد بیروت اور جنوب لبنان کو ایسے نابود کر دیا ہے ... اور اب، ایسے توہین کر رہا ہے اور اب بھی حجاز کی پولیس امریکہ اور اسرائیل کی حمایت میں ہمارے جوانوں، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو گرفتار کرے اور واپس لوٹائے؟ آخر ان کا کیا قصور ہے؟ کیا مسلمان نہیں ہیں؟ آخر ان لوگوں نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے مردہ باد امریکہ، مردہ باد روس اور مردہ باد اسرائیل کہا ہے. ان لوگوں نے ان کے لیے مردہ باد کا نعرہ لگایا ہے تو کیا یہ سرے سے مسلمان ہی نہیں ہیں؟! کیا یہ لوگ خدا کی عبادت کرنے کے لیے نہیں آئے ہیں؟! یہ لوگ جو ہر موقع پر اسلام کے لیے آواز اٹھا رہے ہیں ان لوگوں کا کیا قصور ہے؟ یہ لوگ تو ایسے کاموں کے لیے نہیں آئے ہیں. یہ لوگ جو آئے ہیں اور مردہ باد اسرائیل کہہ رہے ہیں آخر اسرائیل کیا ہے؟ کیا اسرائیل ہمارا دوست ہے؟! ایسا دوست جو کہتا ہے کہ آپ کی اتنی اہمیت بھی نہیں ہے کہ آپ کی باتیں سنی جائیں. کیا یہ دوست ہے؟! یا آقا ہے؟! امریکہ نے بھی اب تک آپ لوگوں کو ایسی بات نہیں کہی تھی. امریکہ نے اتنی بڑی پاور ہونے کے باوجود کبھی ایسی بات نہیں کی کہ ایسا گروہ جو نہ جانے کس بات کا مدعی ہے اسے کہہ دے کہ اس کی بات سننے اور اسے بیان کرنے کے لائق ہی نہیں ہے. امریکہ نے اب تک آپ لوگوں کو ایسی بات نہیں کہی تھی. لیکن آپ لوگوں نے اسرائیل سے یہ بات قبول کر لی ہے. اب دنیا و آخرت کی رسوائی کے منتظر رہیئے. (۱)

اسلام کی دعویدار حکومتیں، امریکہ و اسرائیل کی ناز برداری کے لیے کام کر رہی ہیں

عید سعید قربان کے ایام ہیں. دنیا کے تمام مسلمانوں خاص طور پر، ابو الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ و علیہم کی عظیم قربانگاہ کی طرف جانے والے، حجاج بیت اللہ الحرام کی خدمت میں مبارک باد عرض کرتا ہوں. افسوس کا مقام ہے کہ اس سال مسلمانوں پر اس قدر مصیبتیں نازل ہوئی ہیں کہ مبارک باد کی جگہ تعزیت کہنا چاہیئے. یہ تعزیت نہ صرف شیطان اکبر، ظالم امریکہ کے مسلمانوں کے حریم پر حملے کے لیے اور نہ

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۲۸/۶/۱۳۶۱ ۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۲۲ ۔ ۲۳

عزیز اسلامی ملک لبنان پر اسرائیل کے دہشت گرد اور ظلم پیشہ حکام کے حملے کی بناء پر، نہ ہمارے ملک ایران کے جنوب و مغرب کے عرب وغیر عرب مسلمانوں پر، امریکہ واسرائیل کے اس بے اختیار نوکر، صدام کے مظالم کےلیے اور نہ ہی اسلام اور انسانیت کے دشمنوں کی لبنان وبیروت کے مظلوموں پر کامیابی کےلیے، مصر، اردن، سوڈان اور مراکش وغیرہ کے سربراہوں کی اچھل کود اور خوشیوں کے لیے اور نہ لبنان کے ہزاروں بے گناہ جوانوں، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کے قتل عام پر. اگر چہ یہ سب کی سب مصیبتیں ہیں اور یہ تعزیت کا مقام ہے لیکن وہ بڑی مصیبت اور عظیم سانحہ جس کے سامنے ساری مصیبتیں اور حادثات ناچیز ہیں یہ ہے کہ مٹھی بھر بے حیثیت صیہونی دہشت گرد، بری طرح سے مسلمانوں پر حملہ کریں. وہ مسلمان جن کے پاس اس قدر مادی اور معنوی امکانات ووسائل ہیں کہ فقط ایک جھڑکی کے ذریعے امریکہ کو علاقے سے نکال باہر کرسکتے ہیں، چہ جائیکہ اسرائیل. ہم فقط کچھ لوگوں کے بے گھر ہوجانے پہ سوگ وعزا نہیں منا رہے کہ جن کو اپنی سرزمینوں سے باہر نکال دیا گیا ہے اور جن کے پاس کوئی پناہگاہ نہیں ہے، بلکہ مصیبت عظمیٰ یہ ہے کہ یہ مظالم، اسرائیل کے ہاتھوں، اسلام کی دعویدار حکومتوں کی نگاہوں کے سامنے واقع ہورہے ہیں! عظیم فاجعہ یہ ہے کہ اسلام کی یہ دعویدار حکومتیں امریکہ اور اسرائیل کی نازبرداری کے لیے کوشاں ہیں کہ کیمپ ڈیوڈ یا اس طرح کے دوسرے منصوبوں کو مکمل طور سے نافذ کریں اور پھر اس عظیم ظلم کے بعد صراحتاً اسرائیل کو یا تو تسلیم کرلیں یا پھر اسے اپنا آقا مان لیں! مسلمانوں کے لیے سانحہ یہ ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان حکومتیں ایسے عظیم دردناک واقعات کو دیکھنے کے باوجود، ظالموں کے مظالم پر مظلوموں کو رونے سے بھی منع کرتی ہیں! (۱)

کیمپ ڈیوڈ ننگ اور ذلّت کا دھبہ

اگر دنیا کے مسلمان انبیاء علیہم السلام کے مقصد، جس کا خلاصہ آخری کتاب، قرآن کریم میں موجود ہے، کو سمجھ لیں، ہدایت کی یہ کتاب جو نور کے مبداء "**اللّٰہ نور السموات والارض**" سے خاتم الرسل صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پر تابان ہوئی تا کہ انسانوں کے دلوں کو ظلمت اور نور کے حجابوں سے دور رکھے اور عالم کو "نور علیٰ نور" کردے. اگر (انسان) نور کے سمندر سے متصل ہوجائیں تو ہرگز شیطان اور شیطان زادوں کے فریب میں نہیں آئیں گے، چند روزہ خیالی مسند وریاست کےلیے ، ننگ وذلت کاداغ، اپنی جبیں پہ نہیں لگنے دیں گے. اور شیطان اکبر (امریکہ) سے قرب حاصل کرنے نیز کیمپ ڈیود اور اس جیسے دیگر منصوبوں کے لیے بھاگ دوڑ نہیں کریں گے. اے قرآن اور اسلام کے سمندر سے جدا ہوجانے والے قطرو! آگاہ رہو، ہوش میں آؤ، الٰہی سمندر سے متصل ہوجاؤ اور اس نور مطلق سے روشنی حاصل کرو تا کہ تم سے عالمی لٹیروں کا حرص اور ان کی

۱۔ عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۲۹ /۶/ ۱۳۶۱ - ۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۲۷

گستاخی اور تجاوز کا ہاتھ دور ہوجائے اور تم شرافتمندانہ زندگی اور انسانی اقدار تک پہنچ سکو اور ایسی زندگی سے نجات پاؤ جس میں مٹھی بھر آوارہ گرد اسرائیلی تم پر حکومت کریں اور تمہاری آنکھوں کے سامنے مظلوم مسلمانوں کو پامال کرتے رہیں. بار الٰہا ! ہم (خواب غفلت میں) سونے والوں کو بیداری کی توفیق عنایت فرما. اسلامی ممالک کے حکام کو ہوش دے تا کہ وہ اسلامی معیاروں کے مطابق مسلمانوں پر حکومت کریں اور نحس اور طاغوت بتوں کو توڑ ڈالیں (۱)

امریکہ کا ھاتھ چومنے پر مصر کو تحفہ

کوئی تعجب نہیں ہے کہ امریکہ اور اس کے ایجنٹ، مصر کو عربوں کے جرگے میں واپس لانے کے لیے تگ ودو کر رہے ہیں. عربوں کے سربراہوں کی حالت افسوسناک اور عجیب ہے کہ اتنے طویل مقدمات، اتنے پروپیگنڈے (ایک دوسرے کے پاس) ظاہری اور خفیہ آمد ورفت، عجیب وغریب قسم کے شور وغل اور اتنی ٹھاٹ باٹ سے اجلاس کیے ہیں لیکن اس کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کی تمام مشکلات کا حل، اسرائیل کے ساتھ معاہدہ کرنے والے مصر کو عربوں کے جرگے میں واپس لانے میں ہی منحصر سمجھا ہے، اس روز صہیونیوں کے ساتھ مصر کے معاہدہ کرنے پر اسے نکالا گیا (تھا) اور آج اسرائیل کو مستحکم کرنے اور اسے تسلیم کرنے کے لیے واپس لوٹا لیا ! اس روز مصر کو عربوں کا مطالبہ پورا نہ کرنے پر نکالا گیا تھا، لیکن آج اس کو امریکہ کا ہاتھ چومنے کی خاطر واپس لوٹا لیا ہے اس روز مصر کو فلسطین کے مقاصد سے خیانت کی وجہ سے نکالا گیا لیکن آج اس خیانت پر سب کے دستخط کرنے کی وجہ سے اسے واپس لوٹا لیا گیا اور اس سے زیادہ افسوسناک اور ذلت آمیز بات یہ ہے کہ مصر نے لاپرواہی کرتے ہوئے کسی شرط کو بھی نہیں مانا. قاہرہ کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا کہ : عربوں کو اپنی غلطی کا اقرار کرنا چاہیئے ! لبنان کا مسئلہ، افغانستان کا مسئلہ اور عرب قوموں کے دیگر مسائل اتنے مشکل (اور اہم) نہیں کہ اسلامی ممالک کے سربراہوں کے بقول: اپنا قیمتی وقت ایسے مسائل پر صرف کریں. عرب اور غیر عرب مظلوم ومحترم قومیں اور مسلمان، اس ذلت کو کیسے برداشت کریں کہ ایسے لوگ ان کے حکمران ہیں. کیا ابھی وہ وقت نہیں پہنچا کہ اسلامی قومیں اٹھ کھڑی ہوں اور اپنے حکمرانوں کو یا تو اسلام کی عظمت کے مقابلے میں تسلیم کریں یا پھر ان کے ساتھ ایران (کے شاہ) جیسا سلوک کریں. (۲)

انتفاضہ تحریک کو، روکنے کے لیے سازش

سب آپس میں متحد ہوگئے ہیں کہ فلسطین کے عوام نے جو راستہ اختیار کیا ہے اس پر باقی نہ رہیں یا فلسطین

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۲۹ /۶/ ۱۳۶۱ ۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۳۰

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۳۶۲/۱۱/۲۲ ۔ ۱۱ فروری ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۲۲۹ ۔ ۲۲۸

کے ساتھ ہمدردی کرتے (ہوئے کہتے) ہیں کہ افسوس، فلسطین پر کیا گذر رہی ہے ! بہتر ہے کہ کسی حد تک ان کے ساتھ چلا جائے تاکہ کام ہوجائے اور ملت فلسطین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر موجودہ صورت حال سے ایک قدم بھی، پیچھے ہٹے تو دو بارہ پہلے جیسی حالت پر لوٹ جائیں گے. اور اب فلسطین (صہیونی) یہودیوں کو تقریباً کچل رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ کچل دے گا. ان لوگوں کی باتوں پر بھی کان نہ دھریں جو اپنے خیال کی مطابق تو خیر خواہی کرتے ہیں یا ایسا نہیں، بلکہ وہ دھوکہ دینا چاہتے ہیں. وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ تھوڑی مدت کے لیے صلح ہونی چاہیئے، تقریباً پانچ ماہ تک جنگ بندی ہونی چاہیئے. آپ کو معلوم ہے کہ اس قسم کی تمام باتیں اس لیے کرتے ہیں کہ فلسطین نے جو یہ کام شروع کیا ہے اسے آگے نہ بڑھا پائے. وہ اسے ساکت اور دوبارہ پامال کرنا چاہتے ہیں. (۱)

خود فروش انقلابی نما لوگ امریکہ واسرائیل کی گود میں

مسلمان قومیں، فلسطین کی نجات کی فکر میں رہیں اور دنیا کے سامنے اپنے ذلیل وخود فروش لیڈروں سے تنفر اور بیزاری کا اعلان کریں جنہوں نے فلسطین کے نام پر غصب شدہ سرزمینوں کے عوام اور اس علاقے کے مسلمانوں کے مقاصد کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے. مسلمان قومیں انہیں اس بات کی اجازت نہ دیں کہ یہ خائن لوگ مذاکرات کی میزوں پر اور اپنی رفت وآمد میں، فلسطین کے شجاع عوام کی عزت، اعتبار اور شرافت پر دھبہ لگادیں. یہ کمینے اور خود فروش انقلابی نما افراد، آزادی قدس کے نام پر امریکہ واسرائیل کی گود میں جا بیٹھے ہیں. (۲)

خادم الحرمین، اسرائیل کو اطمینان دلاتا ھے

مسلمانوں کو نہیں معلوم کہ وہ اپنا درد کہاں لے جائیں. آل سعود اور خادم الحرمین (شاہ فہد) اسرائیل کو اطمینان دلاتا ہے کہ ہم اسلحہ تمہارے خلاف استعمال نہیں کریں گے اور اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ایران سے اپنے روابط منقطع کرلیتا ہے. اسلامی ممالک کے سربراہوں اور صہیونیوں کے درمیان واقعاً کتنے دوستانہ اور گہرے تعلقات قائم ہوچکے ہیں کہ اسلامی ممالک کی سربراہی کانفرنس میں اسرائیل کے ساتھ ظاہری اور لفظی مقابلے کو بھی اپنے اجلاس کے ایجنڈوں سے کاٹ دیا جاتا ہے ! اگر ان میں ایک جو برابر بھی غیرت اور اسلامی وعربی حمیّت ہوتی تو ایک ایسے گندے سیاسی معاملے اور خود فروشی ووطن فروشی پر تیار نہ ہوتے. (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کاخطاب۔ ۲۱ /۱۱/ ۱۳۶۶ ۔ ۱۰ فروری ۱۹۸۷ صحیفہ نور ج ۲۰ ص ۱۷۹

۲۔ امام خمینیؒ کاپیغام ۔ ۵/۶/ ۱۳۶۶ ۔ ۲۸ جولائی ۱۹۸۷ صحیفہ نور ج ۲۰ ص ۱۱۲

۳۔ مکہ کے خونین واقعہ کی سالگرہ کی مناسبت سے امام خمینیؒ کاپیغام ۲۹ /۴/ ۱۳۶۷ ۔ ۲۰ جولائی ۱۹۸۸ صحیفہ نور ج ۲۰ ص ۱۳۱

▫ فصل سوئم

اسرائیل کے وجود کی نفی، اتحـاد کی دعوت
اور اسرائیل کے خلاف جہـاد کی حمایت

شرعی رقوم خرچ کرنے کی اجازت کے ذریعے فلسطینی اور لبنانی مجاہدین کی حمایت

خیر اندیش مسلمانوں خصوصاً محترم اہل ایران پر، جو خیرات میں پیش قدم ہیں، ضروری ہے کہ بے سرپرست، اور بے وطن لوگوں کی نجات کے لیے اس نہایت اہم امر میں جلد از جلد قدم بڑھائیں اور ہر ممکن ذریعے سے ان کی مدد کریں. خداوند متعال کی بارگاہ میں اپنے فرض کا احساس کرتے ہوئے کسی بھی قسم کی محترم امداد سے دریغ نہ کریں اور اگر بے سرپرست اور جنگ زدہ لوگوں کے لیے سہم مبارک امام علیہ السلام (شرعی رقوم) سے خرچ کرنا چاہئیں تو اس کا تیسرا حصہ (۱/۳) خرچ کرسکتے ہیں. (۱)

اسرائیل مسلمانوں کے لیے عظیم مصیبت

مسلمانوں کے لیے عظیم مصیبتوں میں سے ایک، غاصب اسرائیل کا مسئلہ ہے جو اس وقت مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہے. لبنان کے اندر پیش قدمی میں مصروف ہے. شاہ ایران کی طرف سے مدد حاصل کررہا ہے اور اکثر اسلامی ممالک اس اہم مسئلے کے بارے میں لاتعلق ہیں. لیکن اس بات سے غافل ہیں کہ اگر خدا نخواستہ (اسرائیل کی) اس پیش قدمی میں اسے کامیابی نصیب ہوئی تو وہ دوسرے ممالک کے ساتھ بھی یہی سلوک کرے گا. یہ مصیبتیں جن میں ہم مبتلا ہیں امریکہ اور اس کے آلہ کاروں کی طرف سے ہیں. (۲)

۱۔ لبنان کے واقعات کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱/۲/ ۱۳۵۷ ۔ ۲۲ مارچ ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲ ص ۱۲۳

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱/۳/ ۱۳۵۷ ۔ ۲۳ مارچ ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲ ص ۴۱

اسرائیل کے خلاف مسلمانوں کے اتحاد کی راہ میں پائیدار رہوں گا

سوال :- کیا آپ چاہیں گے کہ ایران، اسرائیل کے خلاف عرب ممالک کی صفوں میں داخل ہوجائے ؟
جواب :- میری ہمیشہ سے یہی آرزو رہی ہے کہ دنیا کے مسلمان متحد ہوجائیں اور اپنے دشمنوں سے من جملہ اسرائیل کے خلاف جہاد کریں. لیکن افسوس یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں برسرکار مختلف حکومتوں نے میری دعوت کو نہیں سنا. مجھے امید ہے کہ بالاخر ان آوازوں کو سنا جائے گا اور میں اس راہ میں ثابت قدم رہوں گا.
سوال :- اسرائیل نے حالیہ فوجی حملوں سے ایک عرب سرزمین یعنی جنوب لبنان پر قبضہ کرلیا ہے جس کے عوام شیعہ ہیں اس بارے میں آپ کیا کریں گے؟
جواب :- جنوب لبنان کے لوگ ہر ممکن ذریعے سے اپنے گھروں کو لوٹیں، ان پر فرض ہے کہ اپنی سرزمین کو واپس لینے کے لیے جہاد کریں. اس سے قبل کہ اسرائیلی اپنے لوگوں کو وہاں پر بسا دیں. (۱)

۲۰ سال سے اتحاد کی نصیحت

میں تقریباً بیس برسوں سے عرب ممالک کو نصیحت کررہا ہوں کہ آپس میں جمع ہوجائیں اور اس فساد کے مادے (اسرائیل) کو ختم کردیں. اگر اسرائیل طاقتور ہوگیا تو بیت المقدس ہی پر اکتفاء نہیں کرے گا. لیکن افسوس کی بات ہے کہ (یہ) نصیحت ان پر اثر نہیں کرتی. میں خداوند عالم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو بیدار کرے. (۲)

ہم آپ کے ساتھ تھے

جناب ابو عمار صاحب :-

ہم فلسطین کے مسئلہ میں ہمیشہ شاہ، اسرائیل اور ان کے حامیوں کے مخالف اور آپ کے ساتھ تھے اور ہم نے اسرائیل کے مظالم دوسری قوموں تک پہنچائے ہیں. جبکہ ملت ایران شاہ کے ظالم فوجیوں کے بوٹوں تلے اور ان کے ٹینکوں، توپوں اور خودکار ہتھیاروں کے حصار میں ہے جو اسرائیلی فوج کی مدد سے تہران کی سڑکوں پر ایران کے بے کس عوام کا قتل عام کررہے ہیں. ہماری مظلوم قوم کے ساتھ ہم آواز ہوجائیں اور اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہماری آواز دنیا تک پہنچائیں. (۳)

۱۔ (فرانسوی جریدے) لوموند سے امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ ۱۶ /۲/ ۱۳۵۷۔ ۶ اپریل ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲ ص ۴۸

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۷ /۲/ ۱۳۵۷۔ ۷ اپریل ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۶ ص ۱۱۶

۳۔ یاسر عرفات کو امام خمینیؒ کا جواب۔ ۲۸ /۶/ ۱۳۵۷۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲ ص ۱۰۷

ہم اسرائیل کے مخالف اور عرب ممالک کے حامی ہیں

سوال :- عربوں کے بارے میں آپ کا کیا موقف ہے ؟

جواب :- ہم ان عرب ممالک کا ساتھ دیں گے جو اسرائیل کے خلاف جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں. ہم اسرائیل کے مقابلے میں ہمیشہ ان کے حامی رہے ہیں. امید ہے کہ عرب قومیں ملت ایران کی جدوجہد کا دفاع کریں گی. (۱)

فلسطینی بھائیوں کے شانہ بشانہ رہیں گے

سوال :- فلسطین کی تحریک اور فلسطین کے عوام کے بارے میں بالعموم اور بیت المقدس کے بارے میں بالخصوص آپ کی کیا رائے ہے ؟ نیز آپ کے اور تحریک آزادی فلسطین کے درمیان کیسے تعلقات ہیں ؟

جواب :- ہم گذشتہ کئی سال سے اسرائیل اور اس کے غاصب ہونے کے بارے میں بات کرتے رہے ہیں. ہم ہمیشہ سے یہی چاہتے ہیں کہ اپنے فلسطینی بھائیوں کا ساتھ دیں اور جب بھی ہم طاقت میں آئے اسی طرح سے جیسے وہ اپنے حق سے دفاع کررہے ہیں، ہم بھی بھائیوں کی طرح ان کا ساتھ دیں گے اور ان کے شانہ بشانہ رہیں گے. بیت المقدس مسلمانوں کو واپس ملنا چاہیئے. اسرائیلی غاصب ہیں. افسوس کی بات ہے کہ میں عرب ممالک کو نہیں سمجھ سکا. اتنی لاتعداد آبادی اور ہر قسم کے بے پناہ مادی وسائل رکھنے کے باوجود وہ اپنے حقوق اور سرزمینوں کو واپس نہیں لے سکتے اور نہ ہی اپنے وطن کا دفاع کرسکتے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے آپس میں اختلافات کی وجہ سے ہے. مجھے امید ہے کہ وہ اختلافات کو رفع کریں اور حکومتیں اسلامی مسائل کو اپنی توجہ کا مرکز بنائیں اور انشاء اللہ اس کینسر کے مادے کو اپنی سرزمینوں سے ختم کردیں. (۲)

۲۰ سال سے فلسطین کی حمایت

موجودہ صورت حال میں شاہ کی حکومت، اسرائیل کی طرفدار ہے اور میں بیس سال سے اپنے بیانات اور اپنی تقریروں میں اس کی مخالفت کررہا ہوں اور ملت عرب اور فلسطینی عوام کی (آزادی کی) جدوجہد سے اپنی حمایت کا اعلان کرچکا ہوں. (۳)

۱۔ عربی جریدے "القومی العربی" کے نمائندے کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۲۰ /۸/ ۱۳۵۸ - ۱۱ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۱۰۳

۲۔ لبنان کے روزنامہ "النہار" سے امام خمینیؒ کا انٹرویو ۲۰ /۸/ ۱۳۵۷ - ۱۱ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۱۰۵ - ۱۰۴

۳۔ جرمنی کے روزنامہ "تیسری دنیا" سے امامؒ کا انٹرویو - ۲۰ /۸/ ۱۳۵۷ - ۱۵ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۱۶۱

قدس مسلمانوں کو واپس ملنا چاھئے

سوال :- قدس کے مستقبل کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟
جواب :- قدس مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے اور انہی کو واپس ملنا چاہیۓ. (۱)

متحد رھیں اور اسلام کو اپنا ھم وغم قرار دیں

سوال :- کیا آپ اپنی طرف سے ملت عرب کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں ؟
جواب :- عرب اور مسلمان بھائیوں کے لیے میرا پیغام یہ ہے کہ آئیے اپنے اختلافات ختم کریں، ایک دوسرے کے ہاتھ میں برادری کا ہاتھ ہیں. دوسرے مسلمان اور غیر عرب بھائیوں سے مل جل کر رہیں. اسلام پر بھروسہ کریں. بے حساب مادی ذخائر اور سب سے اہم الٰہی اور معنوی ذخیرے یعنی اسلام کے ذریعے آپ ایک ایسی طاقت بن کر ابھر سکتے ہیں کہ ہرگز بڑی طاقتیں آپ پر مسلط ہونے کا خیال نہ کر سکیں. اور اس طرح دائیں اور بائیں طرف سے آپ پر حملہ نہ کریں اور آپ کی ہر چیز کو غارت نہ کریں. (۲)

ہم اسرائیلی ماہرین کو نکال باہر کریں گے

ہم امریکہ کے فوجیوں کو ایران سے نکال باہر کریں گے. (امریکی) ماہرین کو بھی نکال باہر کریں گے. ہم اسرائیل کے فوجیوں اور ان اشخاص کو بھی انشاء اللہ نکال باہر کریں گے جو لوگوں کی زمینوں کو نگل رہے ہیں اور مسلمانوں کے مفادات کو نابود کر رہے ہیں اور یہ خدائی ہاتھ ہے جو یہ کام انجام دے رہا ہے. (۳)

اسرائیل سے کسی قسم کے تعلقات نہیں رکھیں گے

سوال :- اگر شاہ چلا جائے اور جناب عالی کی مرضی کے مطابق حکومت قائم ہوجائے تو آپ کی حکومت اور اسرائیل کے تعلقات میں کیا تبدیلی واقع ہوگی ؟
جواب :- ہم اسرائیل کو ٹھکرا دیں گے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا رابطہ نہیں رکھیں گے. وہ ایک غاصب اور ہماری دشمن حکومت ہے.

۱۔ ۲۔ لبنانی روزنامہ "السفیر" کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۲/۹/ ۱۳۵۷ ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۲۳۸

۳۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۸ /۸/ ۱۳۵۷ ۔ ۲۲ نومبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۲۰۶

سوال :- کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اسرائیل ایران سے تیل حاصل نہیں کرے گا؟
جواب :- حاصل نہیں کر سکے گا. (۱)

ہم فلسطینی مظلوموں کے حامی ہیں

سوال :- کیا یہ بات درست ہے کہ آپ تحریک آزادی فلسطین کے حامی ہیں ؟
جواب :- ہم مظلوم کے حامی ہیں. ہر وہ شخص جو دنیا کے کسی کونے میں بھی مظلوم ہو، ہم اس کے حامی ہیں اور فلسطینی مظلوم ہیں. اسرائیلیوں نے ان پر ظلم کیا ہے اس لیے ہم ان کے حامی ہیں. (۲)

اسرائیل کے شر سے قدس کو آزاد کرانا سب مسلمانوں کا فریضہ ہے

سوال :- اسرائیل کی پے در پے جارحیت کا دفاع کرتے ہوئے، امل (تنظیم) نے بہت سے شہداء پیش کیے ہیں. جنوبی لبنان کے بارے میں آپ کا کیا مشورہ ہے ؟
جواب :- سب متحد ہوجائیں اور متحد ہوکر ان غاصب لوگوں کے مقابل کھڑے ہوجائیں اور ان کے غاصب ہاتھوں کو کاٹ دیں. اصولی طور پر یہ، تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ قدس کو آزاد کرائیں اور اس فساد کے مادے کا شر اسلامی ممالک سے دور کریں. (۳)

مسلمانوں کا مال اسرائیل کو بیچنا حرام ہے

مسلمانوں کے اموال کو ضایع کرنا اور ملت اسلام کے اموال اسرائیل کو بیچنا سب پر حرام ہے. اسرائیل جو اس وقت مسلمانوں سے جنگ کی حالت میں ہے، کہتے ہیں کہ اسرائیل کو زیادہ تر تیل، ایران فراہم کرتا ہے جبکہ اس کے بدلے میں جیسا کہ کہتے ہیں ہمارے بہت سے شہید ہونے والے افراد انہی، اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں! (۴)

اسرائیل کو کسی صورت میں تسلیم نہیں کریں گے

اسرائیل کو ہم طرد کرچکے ہیں اور ہمیشہ کے لیے نہ اسے تیل دیں گے اور نہ کسی صورت میں اسے

۱۔ ۲۔ امریکی خبر نگار سے امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ ۱۰/۹/ ۱۳۵۷۔ یکم دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۳ ص ۲۷۵

۳۔ امل (ملیشیا تنظیم) کو امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ ۱۶/۹/ ۱۳۵۷۔ ۷ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۴ ص ۳۱

۴۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۸/۹/ ۱۳۵۷۔ ۹ ستمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۴ ص ۴۲۔ ۴۳

تسلیم کریں گے. (۱)

ملت ایران نے ہمیشہ فلسطین کی حمایت کی ہے

سوال :- کیا آپ کے خیال میں، مختلف عرب ممالک کی ان تمام آزادی کی تحریکوں سے آپ کے تعلقات ہیں جو اپنے خاص انداز اور اپنے طریقے کے مطابق، استقلال (ملت فلسطین کی طرح) خود مختاری، سیاسی، اقتصادی اور اعتقادی آزادی کی جد و جہد میں مصروف ہیں ؟

جواب :- ایران میں موجود، مقدس اسلامی تحریک کا بیرون ملک کسی بھی گروہ کے ساتھ تنظیمی رابطہ نہیں ہے. لیکن ہمیں امید ہے کہ چونکہ ملت ایران نے ہمیشہ تمام حریت پسندوں خصوصاً اسرائیل کے خلاف فلسطینی بھائیوں کی حمایت کی ہے. ہم نے پندرہ سال سے زائد عرصے سے ہمیشہ اپنے بیانوں اور اپنی تقریروں میں ان کی تحریک کی تائید کی ہے اور حتی الوسع ان کی مدد بھی کی ہے. وہ اور دنیا کے تمام حریت پسند آج ملت ایران کی بر حق جدوجہد کی حمایت کریں. امید ہے کہ یہ کام بہت جلد اور بڑھ چڑھ کر انجام دیں گے. (۲)

فلسطین، ہمارے جسم کا ٹکڑا ہے

سوال :- ۱۹۴۸ میں فلسطین غصب ہوا اور بڑی استعماری طاقتوں کی مدد سے، صہیونی خواب نے حقیقت کا روپ اختیار کیا. اس زمانے میں اس واقعے کا ایران کے لوگوں پر کیا اثر ہوا؟ اور کیا ردّ عمل ہوا؟

جواب :- بڑی استعماری طاقتوں کی مدد سے ظالم اسرائیل کا فلسطین کو غصب کرنا واقعاً تمام مسلمانوں اور (خاص کر) ایران کے مسلمانوں کے لیے ایک سانحہ تھا. یہ ایک دردناک واقعہ تھا اور اصل بات یہ ہے کہ اس سانحے میں اصل ظالم اور جارح اس زمانے کی وہ استعماری حکومتیں ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے خلاف اس علاقے میں یہ سازش رچی. اسلامی ممالک نے ان بڑی قوتوں کے ہاتھوں بڑی مصیبتیں برداشت کیں اور یہ بھی ایک عظیم مصیبت تھی، لیکن صہیونیوں کے ہاتھوں سے.

ملت ایران ۔ نہ کہ شاہ اور اس کی حکومت ۔ اپنے گہرے اسلامی جذبے کی وجہ سے فلسطین کے ہاتھ سے چلے جانے کو اپنے پیکر سے ایک ٹکڑے کے الگ ہوجانے کی طرح سمجھتے تھے. یہی وجہ تھی کہ شاہ اور اس کی کٹھ پتلی حکومت کے اسرائیل کے ساتھ تعاون کے باوجود ایران کے عوام نے فلسطینی مجاہدین کے ساتھ اپنے گہرے

۱۔ امریکی ٹیلیویژن CBS کو امام خمینیؒ کا انٹرویو

۲۔ اٹلی کی کمیونسٹ پارٹی کے ترجمان روزنامے "اونیتا" کو امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ ۲۳/۹/۱۳۵۷ - ۱۴ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۴ ص ۷۰

احساسات وجذبات کا اظہار کیا ہے۔

میں نے پندرہ سال سے بار بار شاہ اور اس کی حکومت کے اسرائیل کے ساتھ تعاون پر اعتراض کیا ہے اور کتنے ایرانی علماء وغیر علماء، اسرائیل کے مظالم پر اعتراض کرنے کے جرم میں جیلوں میں جاچکے ہیں اور ان کو اذیتیں دی گئی ہیں۔ ہم نے ہمیشہ سے تا حد امکان اسلامی فریضہ سمجھ کر فلسطین کا دفاع کیا ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس فریضے پر عمل کریں گے۔

سوال :- کیا ممکن ہے کہ آپ اپنے اور جہاد فلسطین کے تعلقات کے بارے میں گفتگو فرمائیں؟ یہ بات مشہور ہے کہ شاہ اور اسرائیل کے درمیان مختلف میدانوں میں آشکارا تعلقات موجود ہیں اور خاص طور پر شاہ، کافی مقدار میں تیل ارسال کر کے اسرائیل کی مدد کرتا ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ شاہ کی حکومت سے چھٹکارا پانے کے بعد، اسرائیل کے ساتھ اپنے تعلقات کے بارے میں بھی بتائیں؟

جواب :- جیسا کہ پہلے اشارہ کر چکا ہوں کہ ہم ہمیشہ حتی الامکان اپنی طاقت کے مطابق اسرائیل کے تجاوز کو روکنے اور اسلامی سرزمینوں کو آزاد کرنے تک، فلسطینی بھائیوں کی حمایت کرتے رہیں گے اور اسرائیل کی ہرگز ذرہ بھر بھی مدد نہیں کریں گے۔ (۱)

ہم ذرا بھر کوتاهی بھی جائز نہیں سمجھتے

(صدر) سادات، مسلمانوں، عرب ممالک اور فلسطینی بھائیوں کے مفادات کے خلاف کام کرنے کی وجہ سے، عرب دنیا اور اسلام میں مردود ہو چکا ہے۔ اسرائیل، اسلام، مسلمانوں اور تمام بین الاقوامی قوانین کے مطابق غاصب اور جارح ہے۔ ہم اسرائیل کی جارحیت کے خاتمے کے لیے ذرا بھر کوتاہی اور سستی کو جائز نہیں سمجھتے۔ میں نے مناسب اوقات میں فلسطینیوں کو حقوق کے حصول اور مسلمانوں کو اسلامی سرزمینیں واپس ملنے کے بارے میں یاسر عرفات کی مساعی اور جدوجہد کی حمایت کی ہے۔ (۲)

اسرائیل غاصب ہے

سوال :- کیا آپ اور نئی حکومت، اسرائیل اور جنوبی افریقہ کے بارے میں اپنی سیاست میں تبدیلی لائیں گے؟ کیا ایران کے تیل کی فروخت کا مسئلہ ایران کے بارے میں، خریدنے والے ملک کے ماضی وحال کے سیاسی موقف کے مطابق ہوگا؟

۱۔ فلسطینی نیوز ایجنسی "وفا" کے ساتھ امام خمینیؒ کا انٹرویو۔ ۲۴ /۹/ ۱۳۵۷ ۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۲۱ ص ۱۵۱ ۔ ۱۵۳

۲۔ امام خمینیؒ سے انٹرویو۔ ۱۰ / ۱۰ / ۱۳۵۷ ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۴ ص ۱۱۴

جواب :- اسرائیل غاصب ہے. ایران اور مٹھی بھر غاصبوں کے درمیان کسی قسم کا رابطہ نہیں ہے. ایک ظالم قوم پرست ملک کو تیل بیچنے کے لیے کون تیار ہے. (۱)

اسرائیل کو تیل نہیں دیں گے

سوال :- جب آپ ایران واپس لوٹیں گے تو اسرائیل اور جنوبی افریقہ کے تیل (کی مانگ) کو پورا کرنے کے بارے میں آپ کا موقف کیا ہوگا ؟

جواب :- اسرائیل مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہے اور ہمارے بھائیوں کی سرزمینوں کا غاصب ہے. ہم اسے تیل نہیں دیں گے. باقی ممالک جنھوں نے ہم سے منصفانہ روش اختیار کی، انہیں تیل ملتا رہے گا. (۲)

غاصب اسرائیل کے ساتھ تعلقات نہیں رکھیں گے

سوال :- خارجہ سیاست میں امریکہ، روس اور اسرائیل جیسے ممالک کے ساتھ آپ کا موقف کیا ہوگا ؟

جواب :- اسرائیل چونکہ غاصب ہے اور مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہے، اس کے ساتھ کسی قسم کے روابط نہیں رکھیں گے. لیکن جہاں تک امریکہ اور روس کا تعلق ہے تو اگر انہوں نے ہمارے داخلی امور میں مداخلت نہ کی اور ہمارے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھے تو ہم بھی ان سے تعلقات قائم رکھیں گے. (۳)

اسرائیل اگر توبہ بھی کر لے تو اس کے ساتھ روابط نہیں رکھیں گے

سوال :- ایران کے موجودہ انقلاب کے دوران جن حکومتوں نے، آشکارا شاہ کی حمایت کی ہے ان کے اظہار ندامت کی صورت میں کیا ان کے ساتھ اپنے تعلقات برقرار رکھیں گے ؟

جواب :- جی ہاں، اسرائیل کے سوا. اسرائیل مستثنیٰ ہے. اسی طرح جنوبی افریقہ اور وہ ممالک جو قوم پرستی کی حمایت کرتے ہیں.

سوال :- آپ نے اپنی گفتگو میں کہا ہے کہ اسرائیل اسلام کا دشمن ہے کیا ممکن ہے کہ اسلامی حکومت اس ملک (اسرائیل) کے ساتھ جنگ کا اعلان کر دے ؟

جواب :- یہ بات تو وقت بتائے گا. (۴)

۱۔ بیرونی نامہ نگاروں کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۱۴ /۱۰/ ۱۳۵۷ ۔ ۴ جنوری ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۴ ص ۱۳۴

۲۔ بی بی سی کے خبرنگار کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۱۵ / ۱۰ / ۱۳۵۷ ۔ ۵ جنوری ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۴ ص ۱۴۰

۳۔ فرانسوی ٹی وی کے چینل 2 کو امام خمینیؒ کا انٹرویو ۔ ۱۸ / ۱۰ / ۱۳۵۷ ۔ ۸ جنوری ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۴ ص ۱۶۲

۴۔ امام خمینیؒ سے انٹرویو ۔ ۳/۱۱/ ۱۳۵۷ ۔ ۲۳ جنوری ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۴ ص ۲۶۰

اسرائیل کے وجود کے لیے کسی قسم کے حق کے قائل نہیں

سوال :- اسرائیل سے تعلقات اور اس کے خلاف (ایرانی) فوج کے عرب فوج کے ساتھ شریک کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب :- عرب ممالک کو اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنے میں ہماری ضرورت نہیں پڑے گی. انہیں چاہیئے کہ اسرائیل کو اس سے زیادہ جڑیں مستحکم کرنے کی اجازت نہ دیں. ہم اسرائیل سے اپنے تمام تعلقات توڑ دیں گے چونکہ اسرائیل کے وجود کے لیے ہم کسی قسم کے حق کے قائل ہی نہیں ہیں. (۱)

عرفات کو تنبیه ؛ بڑی طاقتیں قابل اعتماد نہیں ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے انقلاب کے جتنے بھی مادی وسائل کم تھے لیکن یہ معنویت ہماری ترقی کا سبب تھی. لہذا ایک شیطانی طاقت جسے ایک اور عظیم شیطانی طاقت کی حمایت حاصل تھی اور وہ تمام شیطانی وسائل سے لیس تھے. دوسری طرف ہماری قوم کے پاس مٹھیاں اور خون تھا. یہ مٹھیاں اور خون ان تمام شیطانی طاقتوں اور اس غلبے سے قبل تمام ان طاقتوں پر بھی غالب آگئے جو شاہ کی حمایت کرتے تھے. نیز یہ مٹھیاں اور خون ان پر بھی غالب آگئے جو شاہ سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتے تھے. ہماری قوم کی ایمانی قوت اس بات کا باعث بنی کہ ان مٹھیوں اور خون نے ان سب پر غلبہ حاصل کرلیا. اس کامیابی کا راز ایمانی طاقت میں پوشیدہ تھا. اور یہی ایمانی قوت باعث بنی کہ ہماری قوم یک آواز ہوئی اور کامیابی حاصل کرلی. یہ تحریک چونکہ اسلامی اور انسانی تھی. اسی لیے ایران کے تمام دور افتادہ دیہاتوں سے لیکر مرکز اور اس کے تمام طبقوں تک. بجلی کی طرح پھیل گئی. اسی وحدت کلمہ کا نتیجہ تھا کہ شیطانی طاقتیں مقابلہ نہیں کرسکیں اور مورچوں کو یکے بعد دیگرے خالی کرتی گئیں. البتہ اس وقت ہماری مشکلات بہت ہی زیادہ ہیں. مشکلات کی کوئی انتہا نہیں. ہمارے ملک اور ہمارے تہذیبی آثار کو لوٹ کر لے گئے ہیں. ان لوگوں نے اس ملک میں ہمارے تہذیبی آثار کو غلط ڈھنگ سے رائج کیا ہے اور عظیم تہذیب کے نام پر، ہماری ثقافت کو پیچھے دھکیل دیا ہے. ترقی کے نام پر ہماری زراعت کو بالکل نابود کردیا ہے اور آزادی کے نام پر ہمارے تمام جرائد اور ہمارے تبلیغاتی مراکز کی آزادی سلب کرلی ہے. اب ایک آشفتہ حال ملک ہمیں ورثے میں ملا ہے جو ہر جگہ سے خراب ہے اور از سر نو تعمیر کی ضرورت ہے. لیکن خداوند متعال کے فضل سے چونکہ یہ کام

۱۔ جرمن جریدے "اشپیگل" کو امام خمینی کا انٹرویو ۔ ۱۶ /۱۱/ ۱۳۵۷ ۔ ۵ فروری ۱۹۷۹ روزنامہ کیہان

الٰہی کام ہے اور جیسا کہ میں محسوس کر رہا ہوں خداوند نے ارادہ کرلیا ہے کہ مستضعفین کو غلبہ دے۔ قوم کے تمام طبقے ہمارے ساتھ ہیں تا کہ ہماری ان مشکلات کامقابلہ کریں اور انشاء اللہ ہم اپنی ملت کی ہمت سے، اپنی مشکلات پر قابو پالیں گے۔

میں خداوند متعال سے دعا کرتا ہوں کہ ہماری برادر فلسطینی قوم کو اپنی مشکلات پر غالب کرے۔ ہم ان کے بھائی ہیں اور پندرہ سال قبل اس (انقلاب کی) تحریک کے آغاز سے ہی میں ہمیشہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں فلسطین اور اس علاقے میں اسرائیل کے مظالم کا تذکرہ کرتا رہا ہوں اور انشاء اللہ ہم ان الجھنوں سے فارغ ہونے کے بعد جیسا کہ اس وقت بھی آپ کے ساتھ تھے اب بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ سب بھائیوں کی طرح آپس میں مل جل کر مشکلات کا مقابلہ کریں (گے)۔ میں خداوند تبارک وتعالیٰ سے اسلام و مسلمین کی عزت اور بیت المقدس کے،اپنے بھائیوں کو واپس ملنے کے لیے دعا کرتا ہوں۔

یاسر عرفات امام خمینیؒ سے مخاطب ہوکر کہتا ہے: میری بدبختی ہے کہ میں وہاں پر دنیا میں آیا ہوں یا میری خوش بختی ہے کہ میں وہاں پر پیدا ہوا ہوں اور وہاں میرا وطن ہے۔ یہ تقدیر کا ایک حصہ ہے کہ میں وہاں پر پیدا ہوا ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں بیت المقدس کا انچارج ہوں۔ اسے آزاد کرانا، آپ سب کی ذمہ داری ہے۔ ایران میں اس انقلاب کی عظیم کامیابی کے بعد آپ کی ذمہ داری مجھ سے زیادہ ہے میں جو بیت المقدس میں دنیا پہ آیا ہوں۔ میرے پاس آزادی قدس کی راہ میں اپنے خون کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن آپ کے پاس اس عظیم کامیابی کی وجہ سے اتنے وسائل اور لامحدود خزانے ہیں آپ فعالیت کریں تا کہ سب قدس میں نماز پڑھیں انشاء اللہ۔

امام خمینیؒ: انشاء اللہ۔

یاسر عرفات: اس وقت زلزلہ آچکا ہے اور زلزلہ ہمارے نزدیک ہے یا پہنچ چکا ہے۔ "**وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ**" [1] دایان بیگن کے جواب میں، میں نے ان سے کہا ہے کہ (اگر) تم لوگ ایک حامی (اور مدد کار) کا انتخاب کرسکتے ہو اور امریکہ پر اعتماد کرسکتے ہو تو میں بھی اپنا ایک حامی (اور مددگار) انتخاب کرسکتا ہوں اور یہ حامی میں نے ڈھونڈ لیا ہے اور میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ موسوی الخمینی کی قیادت میں ملت ایران پر اعتماد کیا ہے۔

امام خمینیؒ: شاہ نے بھی امریکہ، برطانیہ، چین اور اسرائیل وغیرہ پر اعتماد کیا تھا لیکن اعتماد کے مقامات کمزور ہیں۔ اعتماد کا وہ مرکز طاقتور اور بھاری ہوتا ہے جو خدا (کے بھروسے) پر ہو اعتماد کا مقام خدا ہے اور میں انہیں (یاسر عرفات کو) اپنی قوم کو اور ان کی قوم کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ خدا کو حاضر وناظر سمجھیں اور ان

۱۔ سورہ انفال کی آیت ۱۷

طاقتوں پر بھروسہ نہ کریں. مادیات پر اعتماد نہ کریں بلکہ معنویات پر اعتماد کریں خدا کی قدرت اور طاقت ان سب طاقتوں سے برتر ہے. یہی وجہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ ایک قوم جو مستضعف تھی اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا (اس کے باوجود بھی) باقی تمام طاقتوں پر غالب آگئی اور انشاء اللہ (غلبہ) کرے گی. جب ہم خدا کے ساتھ ہوں (اور خدا کے حکم کی تعمیل کریں) تو کسی چیز سے نہیں ڈرتے. قتل ہوجائیں تو بھی سعادت مند ہیں اور اگر قتل کردیں پھر بھی سعادت مند ہیں.

یاسر عرفات: گذشتہ سال، لبنان کے جنوب میں اسرائیل نے بھاری تعداد میں فوج بھیجی تاکہ فلسطین اور لبنان کے جنوب کے مسلمان عوام کو سرکوب کیا جائے، ان عظیم فوجوں کے مقابلے میں جن رضاکاروں نے سامنا کیا ان کی تعداد دو ہزار سے زائد نہیں تھی اور ان کے مقابلے میں ۶۵ ہزار اسرائیلی فوجی تھے! ان میں محاذ جنگ کی پچھلی صفوں میں بھی فوجی موجود تھے اور وہ فوجی بھی جو معرکے میں شامل تھے، ان کا خیال تھا کہ ۲ گھنٹے کے اندر اندر ان لوگوں کو نابود کردیں گے. ہم ایک عظیم مصیبت میں پھنس چکے تھے. میں نے نہایت ہی شدت سے کہا کہ اے خدا! اگر یہ لوگ، لوگوں کا یہ گروہ، قتل ہوجائیں تو اس علاقے میں تیری پرستش کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا. اور میں نے دیکھا کہ کامیابی نصیب ہوئی. وہ برجینسکی (۱) جس نے کہا تھا کہ پی ایل او (P-L-O) خدا حافظ، اب تیرا خاتمہ ہے. تو ختم ہوگئی. ہم نے دیکھا کہ خدا نے ہمیں عظیم کامیابی عطا فرمائی. جنوبی لبنان میں کامیابی کہ جو ایک سادہ اور مختصر سی کامیابی تھی اور اس کامیابی کو ابھی ایک سال ہی گذرا تھا کہ یہاں پر (ایران میں) ہمیں عظیم ترین کامیابی نصیب ہوئی "**جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا**" (۲) ہم نے دشمنوں کو ہراساں کردیا ہے. جب بگین یہ بات کرتا ہے کہ ہم پر تاریکی کے دور کا آغاز ہوچکا ہے تو یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے. یہ ان کے پریشان ہونے کی دلیل ہے. کیسینجر (۳) جب کہتا ہے کہ دوسری عظیم جنگ کے بعد رونما ہونے والا سب سے بڑا واقعہ، انقلاب ایران کی کامیابی ہے. اب انقلاب اسلامی کی کامیابی امریکہ کے لیے کیا خطرہ رکھتی ہے؟ امریکہ نے جو اقدامات ویتنام میں کیے ہیں اگر ایران میں نہیں کرے گا تو ایران کی انقلابی تحریک بڑھتی چلی جائے گی. یہاں تک کہ اسرائیل تک پہنچ جائے گی. یہ بات کیسنجر نے کل کہی ہے. اس بات سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ (انقلاب اسلامی) علاقے میں امریکہ کے مفادات کے لیے کتنا خطرناک ہے اور ہم خود دشمن کی زبان سے سمجھ سکتے ہیں کے ہمارے حالات کیسے ہیں.

۱۔ زبیگنیو برجنیسکی ۱۹۷۷ - ۱۹۸۱ تک کارٹر کی صدارت کے دوران امریکی قومی سلامتی کے امور میں مشیر تھا۔ ۲۔ سورہ اسراء کی آیت ۸۱

۳۔ امریکہ کا نمبر ایک اور یہودی الاصل سیاستدان ہے۔ ۱۹۶۹ میں امریکی خارجہ پالیسیوں کے امور میں مشیر اور ۱۹۷۳ میں امریکہ کا وزیر خارجہ رہا ہے۔ یہ دنیا کے معروف سرمایہ داروں میں سے ہے۔ قانونی طور پر امریکی سیاسی افق سے ہٹ جانے کے باوجود ہر واقعے کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتا ہے۔ جسے امریکی سیاستدانوں کی نظر میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

جب میں بغداد آیا، بغداد میں عرب ممالک کے سربراہوں اور عرب حکام سے (انقلاب کے بارے میں) گفتگو ہوئی تو کم سے کم بات جو میں نے عرب حکام سے سنی وہ یہ تھی کہ آپ کو ایران کے امور سے کیا دلچسپی ہے؟ آپ کو آیت اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ سے کیا سروکار ہے؟ یہ کم سے کم بات تھی جو وہ کرتے تھے۔ دوسرے تو یہ کہتے تھے کہ شاہ کی موجودگی میں ہی آپ کے مفادات پورے ہوسکتے ہیں۔ شاہ کا ساتھ دیں۔ آپ کے مفادات شاید بہتر ہوسکیں! خلیج کے ممالک کے حالیہ دورے میں آپ کے یہاں پر کامیاب ہونے سے چند روز قبل، خلیج کے حکام کہتے تھے کہ ہمیں موصول ہونے والی رپورٹوں کے مطابق۔ بختیار (۱) کامیاب ہوجائے گا اور امریکی۔ بختیار کو (ملت) ایران کے مقابلے میں برقرار رکھنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں!

امام خمینیؒ: بڑی طاقتوں کے تمام حساب وکتاب غلط ثابت ہوئے۔ چونکہ یہ ایک خدائی مسئلہ تھا۔

یاسر عرفات: "ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین" (۲)

امام خمینیؒ: وہ لوگ یہ حساب وکتاب بھی کررہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے (لیکن) وہ بھی غلط ثابت ہوں گے

یاسر عرفات: وہ کہتے ہیں کہ (انقلاب) ایک زلزلہ آیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ نور کی کرنیں ظاہر ہوئی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ وقت پہنچ چکا ہے کہ جب ہماری قوم اور ہمارے علاقے کو آزاد اور خود مختار ہوناچاہئے۔ کافی مشکلات در پیش ہیں لیکن اس کے باوجود ہم مستقبل کے بارے میں پر امید ہیں اور آپ کو عظیم جہاد اور تھکا دینے والی جدوجہد در پیش ہے۔ جنگ کرنا، کامیاب ہونا اور معاشرہ کو نئے سرے سے سنوارنا مشکل ہے۔ شاہ نے یہاں کو خراب کررکھا تھا۔

امام خمینیؒ: ہم نے خدا سے امید لگا رکھی ہے۔ ہم خدا سے مایوس نہیں ہیں۔ خداوند عالم کی مدد سے ہم مشکلات پر غلبہ پالیں گے لیکن مادیات کے بارے میں ہمارا یہ نظریہ نہیں ہے۔ مادیات کے ذریعے ہم غلبہ نہیں پاسکتے۔ غلبہ ہمیشہ معنویات کے ذریعے ہوتا ہے اور جب تک ہماری قوم خداوند متعال پر بھروسہ کرتی رہے گی، ترقی کرے گی اور اگر خدا نخواستہ انحراف پیدا ہوا تو سب پر زوال آئے گا۔

یاسر عرفات: میں نہیں سمجھتا کہ دشمنوں کے پروپیگنڈے ختم ہوچکے ہوں۔ جب ہم حادثوں کے سیلاب پر نظر دوڑاتے ہیں تو یقین ہوجاتا ہے کہ دشمن نہیں چھوڑے گا کہ ایسا قلعہ، اتنی آسانی کے ساتھ ڈھہ جائے۔

امام خمینیؒ: وہ تو چاہتا ہے کہ (معاف) نہ کرے لیکن انشاء اللہ، خدا اس کے خلاف عمل کرے گا۔

یاسر عرفات: اگر چہ اس وقت میں ہنس رہا ہوں، میرے چہرے پر مسکراہٹ ہے لیکن ایران میں ہونے والے قتل عام کی وجہ سے میرے قلب سے خون جاری ہے۔

امام خمینیؒ: انشاء اللہ آپ کا دل بھی ... خوشحال ہوجائے گا۔

یاسر عرفات: خدا گواہ ہے کہ مجھے عمر بھر ایسی کوئی خوشی نصیب نہیں ہوئی جو آپ کی کامیابی سے ہوئی ہے۔

۱۔ شاہ کا آخری وزیر اعظم

۲۔ سورہ آل عمران کی آیت ۵۴

امام خمینیؒ: انشاء اللہ خداوند عالم مسلمانوں کی حفاظت کرے۔

یاسر عرفات: لبنان میں اگر چہ خوشی کے موقع پر ہوائی فائرنگ منع ہے، تقریباً ایک سال سے منع ہے، خاص طور پر پی ایل او (P-L-O) کی فوجوں کے کمانڈر نے حکم دیا ہوا ہے کہ کوئی شخص کسی بھی وجہ سے ایک گولی بھی ضایع نہ ہونے دے۔ (لیکن) پورا لبنان گولیوں کی آوازوں سے گونج گیا تھا۔ (پی ایل او کی فوجوں کے کمانڈر) ابو عمار نے خود پہلی مرتبہ ۵ ہوائی فائر کیے اور خوشی کی وجہ سے یہ قانون خود توڑ دیا۔ لبنان کے جنوبی قصبوں اور شیعہ آبادی کے علاقوں (میں بھی یہی صورت حال تھی)۔ بے شک شیعہ آبادی کے قصبوں کو (وہ لوگ) ہوائی حملوں کے ذریعے سرکوب کریں گے۔ بگین، (۱) ایران کے واقعات کی وجہ سے پریشان اور غمگین ہے خداوند عالم جنوبی لبنان کو اسرائیلی طیاروں کے ہوائی حملوں سے محفوظ رکھے۔ انشاء اللہ۔ عرب حکومتوں کی فوجوں کو محفوظ رکھے، انشاء اللہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ (امام خمینی) اور ان کی قوم کو محفوظ رکھے۔

امام خمینیؒ: امید ہے کہ خداوند عالم محفوظ رکھے۔

عرفات: یہ بات درست ہے کہ اسرائیل کے دوست موجود ہیں لیکن ہمارے بھی برادران اور دوست موجود ہیں۔

امام خمینیؒ: ہمارا بھروسہ خداوند متعال پر ہے۔

یاسر عرفات: گذشتہ ہفتہ ایک نیا دور تھا۔ امام خمینیؒ: انشاء اللہ۔ (۲)

اتحاد اور خدا پر بھروسہ، کامیابی کی شرط

میں خداوند سے دعا کرتا ہوں کہ جس طرح ہماری قوم وحدت کلمہ اور خداوند متعال پر بھروسہ کرتے ہوئے کامیاب ہوئی اور خود کو اس (شاہ کے) خاندان اور اس خاندان کی ترویج کرنے والے اور ان کی تائید کرنے والے افراد کی قید سے نجات دی، اسی طرح خداوند عالم ہمارے فلسطینی بھائیوں کو بھی نجات دے۔ لیکن اہم بات ان کا آپس میں اتحاد اور خدا پر بھروسہ ہے۔ ہماری کامیابی کا راز، امت کا آپس میں اتحاد، خدا پر بھروسہ اور ایمان کی قوت تھا۔ ہماری قوم میں ایمان کی قوت اس طرح تھی کہ شہادت کو سعادت سمجھتے تھے۔ شہادت کی تلاش میں تھے اور موت سے خوف نہیں کھاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی مٹھیاں، ٹینکوں پر غالب آگئیں۔ باقی قوموں اور فلسطینی قوم کو چاہیئے کہ آپس میں متحد ہوجائیں اور خدا پر بھروسہ کریں۔ کامیابی کا یہ راز جہاں کہیں بھی پایا

۱۔ مناخم بگین، غاصب اسرائیلی حکومت کا اس دور کا وزیر اعظم تھا۔ بگین، دہشت گرد گروہ "ارغون" کا راہنما، داؤد ہوٹل میں بمب رکھنے والا اور دیر یاسین" کے قتل عام کا اصلی ذمہ دار ہے۔ اس نے اپنے تاثرات کی کتاب میں لکھا ہے: اسرائیلی حکومت بننے سے پہلے میرا یہ عقیدہ تھا کہ ہر یہودی کو سرزمین میعاد "فلسطین" جانا چاہیۓ وگر نہ اسے نابود ہوجانا چاہیۓ۔ یہی وجہ تھی میں نے یورپ سے یہودی مہاجروں کو لے آنے والی کشتیوں میں بمب رکھا جو فلسطین کی طرف اپنا رخ موڑنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اور خود کو پانی میں گرادیا تاکہ ان کو نابود کردوں۔ !

۲۔ فلسطینی وفد کی ملاقات کے دوران (یاسر عرفات کی) امام خمینیؒ سے گفتگو ۲۹ /۱۱/ ۱۳۵۷ ۔ ۱۸ فروری ۱۹۷۸ صحیفہ نور ج ۵ ص ۹۲

جائے گا کامیاب ہوجائیں. میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تمام مستضعف قومیں کامیاب ہوجائیں.
میں کافی عرصے، شاید بیس سال پہلے سے فلسطین اور اسرائیل کے بارے میں اپنے موقف کو بار بار بیان کرتا رہا ہوں اور اب بھی کہتا ہوں. ہم اسرائیل کی مذمت کرتے ہیں. اسرائیل غاصب ہے اور جس مقام پر آیا ہے غصبی طور پر آیا ہے. قدس کو نجات ملنی چاہیئے اور اسرائیل کو نکال باہر کرنا چاہیئے. عرب حکومتیں آپس میں مل کر اسرائیل کو اپنی سرزمینوں سے باہر کریں اور استعمار کرنے والوں کے ہاتھ خود سے دور کردیں. میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہم ان آرزوؤں کو پالیں اور ہم اور آپ بیت المقدس میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں. (۱)

فلسطین کی نجات کا (واحد) راستہ، قوموں کا قیام

آپ لوگ اس بات کے منتظر نہ رہیں کہ آپ کی حکومتیں آپ کے لیے کوئی کام انجام دیں گی. میں پندرہ سال سے بھی زائد عرصے سے عرب حکومتوں کو نصیحت کررہا ہوں کہ آپس میں متحد ہوجائیں اور قدس کو نجات دلائیں لیکن ان پر بالکل کوئی اثر نہیں ہوا! اس لیے کہ وہ ان مسائل کی فکر میں ہی نہیں ہیں ... ان میں سے کوئی ایک بھی اپنی قوم کی فکر میں نہیں ہے. ان کی قوموں کو چاہیئے کہ خود اپنی فکر کریں. اگر ہم بھی اس انتظار میں بیٹھ جاتے کہ ہماری حکومتیں ہمارے لیے کام کریں تو ابھی تک وہی پسماندگی باقی رہتی. اور وہی سابق شاہ کی ہم پر حکومت ہوتی. اپنی قوم میں پائی جانے والی ایمانی قوت کی وجہ سے ہم نے بڑی طاقتوں کی مخالفت کی ہے اور الحمد للہ کامیاب ہوگئے اور ان کے ہاتھ خود سے دور کردیئے. اگر آپ اپنی مشکلات پر فائق آنا چاہتے ہیں، اگر قدس کو نجات دلانا چاہتے ہیں، اگر فلسطین کو نجات دلانا چاہتے ہیں، اگر مصر اور دوسرے عرب ممالک کو نجات دلانا چاہتے ہیں، تو ان حکام اور غیروں کے مقابلے میں قوموں کو قیام کرنا چاہیئے. قوموں کو یہ کام انجام دینا چاہیئے. ان کو حکومتوں (کی طرف) سے مسائل حل کرنے کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے. حکومتیں تو صرف اپنے مفادات پر عمل کرتی ہیں. قوموں کو قیام کرنا چاہیئے اور قوموں کو (یہ) راز سمجھنا چاہیئے. کامیابی کا راز یہ ہے کہ شہادت کی آرزو کریں اور مادی، دنیوی اور حیوانی زندگی کے لیے کسی قسم کی کوئی قدر وقیمت کے قائل نہ ہوں. یہ ایسا راز ہے کہ جو قوموں کو کامیابی کی طرف گامزن کرتا ہے. یہ ایسا راز ہے جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے. (۲)

آپس میں متحد ہو کر فساد کے اس جرثومے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں

افسوس ہے کہ (ہمارے) علاقوں اور خاص کر عرب علاقوں میں پائے جانے والے اختلافات اس بات کا موجب

۱۔ فلسطینیوں کے ایک وفد اور اسقف کاپوچی سے امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۳ /۱/ ۱۳۵۸ - ۲ مارچ ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۵ ص ۲۴۲

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۷ /۱/ ۱۳۵۸ - ۶ مارچ ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۵ ص ۲۶۲

بنے ہیں کہ اسرائیل اتنی کم آبادی کے باوجود عربوں کی اتنی کثیر آبادی اور اتنے وسائل ہوتے ہوئے بھی ان کے مقابلے پر ڈٹ جائے. اگر فساد کے اس جرثومے کو نہیں روکا گیا تو اس کی پورے علاقے پر نظر لگی ہوئی ہے وہ فقط فلسطین اور مسجد الاقصیٰ پر قناعت نہیں کرے گا. وہ ہر جگہ غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے. مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کے لیے ضروری ہے کہ آپس میں متحد ہوجائیں اور فساد کے اس جرثومے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور جو اس کی حمایت میں ہیں انہیں اس کی حمایت نہ کرنے دیں. میں خداوند متعال سے اسلام کی قوت، اسلام اور مسلمانوں کی عظمت اور ان کے آپس میں اتحاد کے لیے دعا گو ہوں. (۱)

قوموں کو بیدار ہونا چاہئے

میں کئی برسوں سے اسرائیل اور اس کے مظالم کے بارے میں اپنے خطبوں اور اپنی تحریروں میں مسلمانوں کو آگاہ کرتا رہا ہوں کہ یہ (اسرائیل) اسلامی ممالک کی ہمسائیگی میں ایک سرطانی غدود ہے اور ایسا نہیں ہے کہ وہ قدس وغیرہ پر اکتفا کرلے گا. ان لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ آگے بڑھیں. یعنی یہ لوگ امریکہ کی سیاست کے تابع ہیں اور امریکہ کی نظریں بھی ایک جگہ ٹکی نہیں ہیں. جیسا کہ سب بڑی قوتیں چاہتی ہیں کہ اگر ان کے بس میں ہو تو تمام ممالک کو اپنے تسلط میں رکھیں. مسلمانوں کو واقعاً بیدار ہوجانا چاہئے اور سب کو اسلام کے پرچم تلے اور قرآن کی حاکمیت میں (جمع) ہونا چاہئے. الحمد للہ مسلمان تعداد کے لحاظ سے بھی ایک ارب کے لگ بھگ ہیں. ان کے ممالک بھی غنی اور ثروت مند ہیں اور ان کے افراد بھی لائق ہیں. لیکن جو لوگ ان ممالک میں حکومت کرنا چاہتے ہیں، اپنے تقریبا سو سالہ غلط پروپیگنڈوں، یونیورسٹیوں میں اور مسلمان بچوں کی تربیت کے مراکز میں اثر رسوخ کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کو اس طرح بنادیا ہے کہ وہ خود سے مایوس ہوچکے ہیں. یعنی خود کو گم کر بیٹھے ہیں. مسلمانوں کو ہمت کر کے اپنی عظمت (رفتہ کو دوبارہ) بحال کرنا چاہئے. (۲)

ہم آپ کے ساتھ اسرائیل کے خلاف، حالت جنگ میں ہیں

ہمارے بھائیو! سلام اور تحیّت کے بعد ہماری توجہ لبنان کے حالات اور ہمارے بھائیوں پر وارد ہونی والی مصیبتوں پر ہے. نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ صہیونی، امریکہ کی مدد سے مسلمانوں کے ممالک خصوصا لبنان کے عوام اور ہمارے بھائیوں پر غیر انسانی مظالم ڈھا رہے ہیں. ہم بہت ہی رنجیدہ خاطر ہیں. امید ہے کہ خداوند متعال جو مستضعفین اور مظلوموں کا حامی ہے اس وقت بھی اپنی امداد سے آپ اور ہمارے تمام بھائیوں

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱/۲/۱۳۵۸ - ۲۱ اپریل ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۶ ص ۵

۲۔ جنوبی لبنان کے شیعہ نمائندہ وفد سے امام خمینیؒ کا خطاب ۳۱/۲/۱۳۵۸ - ۲۱ مئی ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۶ ص ۲۱۸

کی مدد کرے. ہم (بھی) آپ کے ساتھ (ساتھ) اسرائیل اور امریکہ سے حالت جنگ میں ہیں. ہمیں امید ہے کہ لشکر حق، طاغوتی اور شیطانی لشکر پر غلبہ کرلے. آپ کے دکھ درد اور آپ کی تکالیف، اسلام اور مسلمانوں کے لیے نئی نہیں ہیں، ہمیشہ سے طاغوتی طاقتیں اسلام کی مخالف رہی ہیں اور اسلام سے برسرپیکار رہی ہیں. آپ کی نصرت اور تمام مسلمانوں کی کامیابی کے لیے (خدا سے) دعاگو ہوں. (۱)

فلسطینی اور لبنانی بھائیوں کے لیے دعا

اس وقت عام مسلمانوں اور مستضعفوں خاص کر عزیز ایران، لبنان اور غصب شدہ فلسطین کے لیے حساس مراحل در پیش ہیں. ایران، حکومت سے وابستہ (امن میں) خلل ڈالنے والوں، منحرف لوگوں اور عالمی صہیونزم سے روبرو ہے اور لبنان اور فلسطین کا اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اور آدمخوار مفسد اسرائیل سے مقابلہ ہے. اس وقت لبنان اور فلسطین میں ہمارے مسلمان بھائی، اسرائیل کے غیر انسانی مظالم کا شکار ہیں اور اگر خدا نخواستہ اسرائیل اس میدان میں کامیاب ہوگیا تو اس کی جارحیت کا دائرہ دوسرے ممالک کو بھی اپنے گھیرے میں لے لے گا. لہذا ضرورت ہے کہ ماہ مبارک رمضان میں ہونے والے اجتماعات میں فلسطینی اور لبنانی بھائیوں کے لیے مل کر دعا کی جائے. (۲)

عمومی اجتماعات میں اسرائیل کو بے نقاب کیجئے

میں تمام ملکوں میں اپنے اسلامی بھائیوں، خاص کر عرب بھائیوں اور عرب کی عظیم قوم کو جو اسلام میں پیش قدم تھے اغیار کے عظیم خطرے، بالاخص، صہیونزم کے خطرے سے کئی بار آگاہ کرچکا ہوں. ضروری ہے کہ رمضان المبارک میں جو اسلامی اجتماعات کا ماہ ہے، مؤمنین عمومی اجتماعات میں اس عالمی لٹیرے (صہیونزم) کی سازشوں کو آشکار کریں اور انسانیت کے اس دشمن کے خطروں کو برملا کریں. (۳)

اگر مسلمان متحد ہوتے، تو اسرائیل نابود ہوچکا ہوتا

اگر مسلمان متحد ہوتے اور ہر ایک اسرائیل پر پانی کی ایک بالٹی بھی ڈالتا تو اسے سیلاب بہالے جاتا! لیکن اس کے باوجود وہ اس کے مقابلے میں عاجز ہیں! معمہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ جاننے کہ باوجود اس کے قطعی علاج، یعنی

۱۔ لبنان کے شیعوں کے نام امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱۹/ ۳/ ۱۳۵۸۔ ۹ جون ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۷ ص ۶۵

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۳۰/ ۵/ ۱۳۵۸۔ ۲۱ اگست ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۸ ص ۲۱۸

۳۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۳/ ۵/ ۱۳۵۸۔ ۲۵ جولائی ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۸ ص ۲۱۹

اتحاد واتفاق کی طرف مائل نہیں ہوتے؟ ان کی تضعیف کے لیے استعمار گروں کی طرف سے کی جانے والی سازشوں کو بے اثر کیوں نہیں کرتے؟ یہ معما کس وقت حل ہوگا؟ اور کس کے پاس حل ہوگا؟ ان سازشوں کو اسلامی حکومتوں اور مسلمان قوموں کے علاوہ اور کون بے اثر کرے گا؟ (۱)

سابقہ غلطیوں کے ازالے کے لیے مسلمانوں کے اتحاد کی ضرورت

میں افسوس کے ساتھ عرض کروں کہ اسلامی حکومتوں اور اسلامی قوموں، خاص کر عرب حکومتوں اور عرب قوموں نے ایک غلطی کی ہے وہ غلطی جو تمام مسلمانوں خصوصا قوموں اور عرب حکومتوں نے کی، یہ تھی کہ اسرائیل کو مہلت دی اور حکومتیں اپنے ذاتی مفادات کے لیے اس بات سے مانع ہوئیں کہ اسرائیل کی آواز کو ابتداء ہی میں خاموش کر دیتیں اور اسے طاقتور نہ بننے دیتیں. افسوس کا مقام ہے کہ بیس سال یا اس سے کچھ کم عرصے سے ہم نے پکار پکار کر نصیحت کی اور انہیں اسرائیل کے خلاف متحد ہوجانے کی دعوت دی لیکن ان کے مفادات دعوت قبول کرنے سے مانع ہیں. انہوں نے (اسرائیل کو اس قدر) مہلت دی ہے کہ اب نوبت یہاں آ پہنچی ہے کہ اس وقت اسرائیل کے تجاوز کے ہاتھ بڑھ چکے ہیں اور جنوبی لبنان میں تباہی مچادی ہے. فلسطین سے آگے بڑھنا چاہتا ہے. ہم نے بارہا کہا ہے کہ اسرائیل فساد کا یہ جرثومہ، قدس اور بیت المقدس پر اکتفاء نہیں کرے گا. اگر اسے مہلت دی گئی تو تمام اسلامی حکومتیں خطرے میں ہیں. مسلمانوں کو آپس میں متحد ہونا چاہیئے اور مستکبرین جن میں سرفہرست ظالم امریکہ اور اس کا فاسدترین نوکر اسرائیل شامل ہیں، کے خلاف مستضعفین کے گروہ بناکر سابقہ غلطی کا ازالہ ہوناچاہیئے. یہ اسلامی حکومتوں اور خاص کر عربوں کی غلطی تھی. اس غلطی کا ازالہ کیا جانا چاہیئے اور خداوند کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہیئے. (۲)

ھر مسلمان کا فرض ھے کہ خود کو اسرائیل کے خلاف تیار رکھے

عزیز بہنو اور بھائیو! جس ملک میں بھی ہو، اپنی اسلامی اور قومی حیثیت کا دفاع کرو، اپنے دشمنوں یعنی امریکہ، بین الاقوامی صہیونیزم اور مشرق و مغرب کی طاقتوں کی پرواہ کیے بغیر قوموں اور اسلامی ممالک کا دفاع کرو اور دشمناں اسلام کے مظالم کو برملا کرو.

میری مسلمان بہنیں اور بھائیو! آپ جانتے ہیں کہ ہم سب کے تمام مادی اور معنوی مفادات مشرق و مغرب کی بڑی طاقتیں لے جارہی ہیں اور ہمیں سیاسی، اقتصادی، ثقافتی اور فوجی وابستگی کے فقر میں مبتلا کر رکھا ہے. ہوش کے

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۵ /۵/ ۱۳۵۸ ۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۸ ص ۲۳۶

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۷ /۵/ ۱۳۵۸ ۔ ۱۸ اگست ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۸ ص ۲۵۰

ناخن لو اور اپنی اسلامی شخصیت دوبارہ حاصل کرو. ظلم کو قبول نہ کرو اور بین الاقوامی لٹیروں کہ جن میں سرفہرست امریکہ ہے، کے شوم منصوبوں کو ہوشیاری کے ساتھ افشاء کرو.

آج مسلمانوں کا قبلہ اول، مشرق وسطیٰ کی کینسر کی گلٹی اسرائیل کے ہاتھ میں آچکا ہے. آج (اسرائیل) ہمارے فلسطینی اور عزیز لبنانی بھائیوں کو تمام (جنگی) وسائل بروئے کار لاتے ہوتے سرکوب کررہا ہے. (لہذا) ہر مسلمان پر فرض ہے کہ خود کو اسرائیل کے خلاف تیار کرے. آج ہمارے افریقہ کے مسلمان ممالک، امریکہ، دوسرے اغیار اور ان کے آلہ کاروں کے زیر تسلط ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں. (۱)

متحد ہوکر اسرائیل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں

اسلامی ممالک کو غاصب اسرائیل کے مقابلے میں دشمنانہ موقف اختیار کرنا چاہیئے چونکہ ان ممالک کی بیشتر مشکلات اسی کی وجہ سے ہیں. اسلامی ممالک پوری قوت کے ساتھ، فلسطین اور عزیز لبنان کے اقدار کا دفاع کریں. ہم مصر، امریکہ اور اسرائیل کی طرف سے فلسطینی عوام کی عظیم تحریک کو کچلنے کی شدید مذمت کرتے ہیں. عزیز ملک الجزائر میں جن ممالک کے سربراہاں یا نمایندے. جمع ہوئے ہیں، آئیں آپس میں متحد ہوں. دائیں بائیں کے ظالموں کہ جن میں سرفہرست امریکہ ہے خود سے دور کریں اور اسرائیل کو جڑ سے اکھاڑ کر فلسطینی عوام کا حق ان کو واپس دلائیں. خداوند متعال سے مسلمانوں کی بیداری، ان کے آپس میں اتحاد اور اسلامی ممالک کی عظمت کے لیے دعاگو ہوں. (۲)

ایک ارب جمعیّت ، تماشائی کیوں ؟

ایسے ممالک جن کے پاس سب کچھ موجود ہے اور جو ہر قسم کی طاقت رکھتے ہیں. کیوں اسرائیل اتنی کم تعداد کے ساتھ آکر ان پر اس طرح حکمرانی کرے؟ آخر ایسا کیوں ہو؟ یہ فقط اس لیے ہے کہ قومیں ایک دوسرے سے الگ اور حکومتیں ایک دوسرے سے جدا ہیں. مسلمانوں کی ایک ارب کی آبادی سب وسائل رکھنے کے باوجود بھی بیٹھی ہے اور ادھر اسرائیل، لبنان و فلسطین پر مظالم ڈھا رہا ہے اور یہ لوگ تماشائی بنے ہوئے ہیں! یہ لوگ تماشا دیکھنے والے ہیں! وہاں سے ہمارے بھائیوں کی اس قدر آوازیں اور فریادیں آرہی ہیں اور ہم سن رہے ہیں، لیکن تماشائی بنے بیٹھے ہیں! ہمیں کب اپنی طاقت کا احساس ہوگا؟ (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۷/۸/ ۱۳۵۸ ۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۹ ص ۲۲۶

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۸/۸/ ۱۳۵۸ ۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۰ ص ۱۱۹

۳۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۰/۸/ ۱۳۵۸ ۔ یکم نومبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۰ ص ۹۳

اے انسانوں کے بے کراں سمندرو! اٹھو اور مرکز وحی کا دفاع کرو

اے دنیا کے مسلمانو! اے قیام کرنے والے مستضعف (مسلمانو)! اے انسانوں کے بے کراں سمندرو! اٹھو اور اپنی اسلامی اور قومی حیثیت کا دفاع کرو، اسرائیل نے مسلمانوں سے بیت المقدس چھینا لیکن حکومتوں نے اس کے ساتھ سہل انگاری کی اور اب جیسا کہ آثار سے ظاہر ہورہا ہے امریکہ اور اس کا فاسد نائب اسرائیل، اس چیز کے در پے ہیں کہ مسجد الحرام اور مسجد النبی پر بھی قبضہ کرلیں. لیکن مسلمان پھر لاتعلق اور تماشائی بنے بیٹھے ہیں! (مسلمانو) اٹھو، اسلام اور مرکز وحی کا دفاع کرو اور اس شور شرابے سے نہ ڈرو کہ آج اسلام کو تمہاری ضرورت ہے اور تم خداوند متعال کو جوابدہ ہو خداوند تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اتحاد کے ساتھ آگے بڑھو ہم عظیم اسلام کی پیروی کرتے ہوئے تمام مظلوم اور دبے ہوئے لوگوں کی حمایت کرتے ہیں. ہم آپ کی اور اس طرح دنیا میں ہر اس تحریک کی حمایت کرتے ہیں جو اپنے ملک کی نجات کے لیے اٹھی ہے. ہم غاصب اسرائیل کے مقابلے میں فلسطینی بھائیوں اور جنوبی لبنان کے عوام کے جہاد کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور انشاء اللہ انسانیت اور اسلام کے دشمنوں پر فتح حاصل کرلیں گے. امید ہے کہ خدا کی نصرت اور مسلمانوں کی فتح نزدیک ہو. (۱)

مجھے امید ہے کہ فلسطین کی راہ میں مشکلات ختم کردیں گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب یاسر عرفات چیئرمین پی ایل او

آپ کا محبت بھرا پیغام ہسپتال میں موصول ہوا، اپنی بیماری پر آپ کی طرف سے اظہار تاثر کیے جانے پر شکر گذار ہوں. امید ہے کہ اللہ کے فضل سے روبصحت ہوکر خود پر عائد ہونے والی عظیم ذمہ داریوں کو زیادہ توانائی سے انجام دوں اور اسلام کے دشمنوں، غاصب اسرائیل اور صہیونیزم کے آلہ کاروں کی طرف سے اپنی راہ میں کھڑی کی جانے والی مشکلات کو ایک ایک کرکے دنیا کے مسلمانوں اور خاص کر فلسطینی برادران کی راہ سے ہٹادیں اور ان کی عظیم تر کامیابیوں کا نظارہ کریں. خداوند عالم سے اس راہ میں سب کی کامیابی کے لیے دعاگو ہوں. (۲)

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۴/۹/ ۱۳۵۸ ۔ ۲۵ نومبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۰ ص ۲۲۸

۲۔ یاسر عرفات کے ٹیلیگرام پر امام خمینیؒ کا جواب۔ ۱۱/۱۱/ ۱۳۵۸ ۔ ۳۱ جنوری ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۱ ص ۲۵۲

سب اٹھ کھڑے ہوں اور اسرائیل کو نابود کردیں

ہم اسرائیل کے مقابلے میں لبنان اور فلسطین کے بے سہارا (اور مظلوم) لوگوں کا دفاع کرتے ہیں، فساد کا یہ جرثومہ، اسرائیل ہمیشہ امریکہ کا فوجی اڈا رہا ہے. میں تقریباً بیس سال کے دوران اسرائیل کے خطرے کے بارے میں آگاہ کرتا رہا ہوں. سب اٹھ کھڑے ہوں اور اسرائیل کو نابود کردیں اور بہادر فلسطینی قوم کو اس کی جگہ پر آباد کردیں. (۱)

شجاع فلسطین کی حمـایت

ہم بین الاقوامی کمونیزم سے بھی اسی طرح برسر پیکار ہیں جس طرح امریکہ کی سرپرستی میں مغرب کے بین الاقوامی لٹیروں، صہیونیزم اور اسرائیل کے ساتھ شدید جہاد میں مصروف ہیں... . میں ایک بار پھر ان تمام تحریکوں، تنظیموں اور گروہوں سے اپنی حمایت کااعلان کرتا ہوں جو دائیں بائیں بازو کی بڑی طاقتوں سے نجات پانے کے لیے لڑرہی ہیں. میں شجاع فلسطین اور عزیز لبنان سے بھی اپنی حمایت کااعلان کرتا ہوں. (۲)

اگر مسلمان متحد ہوتے تو قدس کی مشکل پیش نہ آتی

بہر حال اگر مسلمان اتحاد پیدا کرلیں اور متحد ہوجائیں تو نہ قدس کا مسئلہ پیش آئے گا نہ افغانستان کے مسائل اور نہ وہ قضیے جو دوسرے مقامات پر مسلمانوں کو پیش آتے ہیں، در پیش ہوں. (۳)

قومیں قیام کریں اور ان بھیڑیوں کے دامن میں پناہ نہ لیں

اگر مسلمان درک کرلیں کہ ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور ہمیں خدا کے لیے ہونا چاہیئے تو پھر کوئی نقصان نہیں اٹھائیں گے. پھر اسرائیل اپنے قدم آگے نہیں بڑھائے گا. ہم سنجیدگی کے ساتھ اسرائیل کو عربوں کی سرزمینوں سے نکال باہر کریں، نہ یہ کہ اسے کہیں کہ بیت المقدس میں اپنا (دارالخلافہ) نہ بناؤ نہیں، ہمیں امریکہ سے دھوکہ نہیں کھاناچاہیئے. ہمیں ایسی محفلوں سے فریب نہیں کھانا چاہیئے جن کو ہمیں ہڑپ کرنے کے لیے جگہ جگہ سجایا جاتا ہے. ہر شخص قیام کرے. مسلمانوں کو خود ان لوگوں کے مقابلے میں قیام کرناچاہیئے. وہ اس

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام - ۱۳۵۸/۱۱/۲۲ - ۱۱ فروری ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۱ ص ۲۶۶

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام - ۱۳۵۹/۱/۱ - ۲۱ مارچ ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۲ ص ۱۹

۳۔ امام خمینیؒ کا خطاب - ۱۳۵۹/۵/۱۵ - ۶ اگست ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۲ ص ۲۷۲

بات کے در پے نہ رہیں کہ ان کی حکومتیں ان کے لیے کچھ کریں گی. حکومتیں کچھ بھی نہیں کریں گی. ان کو خود (کام) انجام دینا چاہیئے. اس بات کی فکر میں نہیں رہنا چاہیئے کہ ایک (امریکہ) کی گود میں جاکر دوسرے (روس) سے خود کو محفوظ سمجھیں. نہیں، سب بھیڑیے ہیں.سب آپ کو کھاجائیں گے. اپنے آپ کی حفاظت کریں. خدا کی طرف توجہ دیں. اسلام کی طرف توجہ دیں. خدا اور اسلام کے لئے قیام کریں، خدا اور اسلام کے لیے آگے بڑھیں. انشاء اللہ آپ کامیاب ہیں. (۱)

قومیں مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے صدر اسلام کی طرف لوٹیں

ہم جب تک اسلام کی طرف نہیں لوٹیں گے، جب تک رسول اللہ کے اسلام کی طرف نہیں لوٹیں گے ہماری مشکلات حل نہیں ہوں گی. ہم نہ فلسطین کا مسئلہ حل کرسکتے ہیں نہ افغانستان کا اور نہ ہی کسی اور مقام کا. قوموں کو صدر اسلام کی طرف لوٹنا پڑے گا. اگر حکومتیں بھی قوموں کے ساتھ لوٹ آئیں تو ٹھیک، وگرنہ قوموں کو حکومتوں سے اپنا حساب الگ رکھنا چاہیئے اور حکومتوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیئے، جیسا ملت ایران نے اپنی حکومت کے ساتھ کیا ہے تا کہ مشکلات حل ہوجائیں وگرنہ ہمارے یوم القدس منانے، نعرے لگانے، لوگوں کے اجتماعات کرنے اور باتیں کرنے کا کیا فائدہ؟ نعرے اور باتیں ان کو نہیں روک سکتیں. ہاں بعض اوقات نعرے اور باتیں بھی ان کو روک سکتی ہیں لیکن ہم تو بات بھی نہیں کرتے! (۲)

سب مل کر اسلام کے پرچم تلے رہیں

مسلمانوں کی تقریبا ایک ارب آبادی ہے، لیکن ہماری ایک ارب آبادی ہونے کے باوجود کیوں صہیونی ہم سے قدس چھین لیں؟ اور دیگر حکومتوں پر بھی مسلط ہوجائیں حالانکہ اگر یہ لوگ آپس میں متحد ہوجائیں تو ہر ایک اپنے مقام پر ایک عظیم حکومت ہوگی. ہر ایک اپنی جگہ پر اور حکومت اپنے مقام پر اور سب مل جل کر اسلام کے پرچم تلے رہیں. (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۵ /۵/ ۱۳۵۹ ۔ ۶ اگست ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۲ ص ۲۷۷

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۸ /۵/ ۱۳۵۹ ۔ ۹ اگست ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۲ ص ۲۸۲

۳۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۴ / ۱۲ / ۱۳۵۹ ۔ ۴ فروری ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۴ ص ۱۱۶

کیا وہ وقت ابھی نہیں پہنچا کہ گولیوں سے اسرائیل کا سینہ چاک کردیں

اے دنیا کے مسلمانو! اور ستمگروں کی چکی میں پسنے والے کمزور انسانو! اٹھ کھڑے ہو، آپس میں متحد ہو جاؤ اسلام اور اپنی تقدیروں کا دفاع کرو، طاقتوروں کے شور شرابے سے نہ گھبراؤ خداوند قادر کے ارادے سے یہ صدی، مستضعفوں کے مستکبروں پر اور حق کے باطل پر غلبے کی صدی ہے۔ دنیا کو معلوم ہوجانا چاہیے کہ ایران نے خدا کی راہ ڈھونڈ لی ہے اور دنیا کے لٹیرے امریکہ، جو دنیا کے مستضعفین کا کینہ توز دشمن ہے کے مفادات کے ختم ہونے تک اس سے صلح نہ ہونے والا جہاد جاری رکھے گا۔ ایران کے واقعات نہ صرف ہمیں ایک قدم بھی پیچھے نہیں لے جائیں گے، بلکہ ہماری قوم کو اس (امریکہ) کے مفادات کی نابودی کے لیے مصمم تر کردیں گے۔ ہم نے امریکہ کے خلاف اپنا سخت اور ہمہ جہت جہاد شروع کررکھا ہے امید ہے کہ ستمگروں کے تسلط سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ہماری اولادیں دنیا میں توحید کا پرچم لہرائیں گی۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم صحیح طرح اپنے فریضے جو کہ ظالم امریکہ کے ساتھ مقابلہ ہے، پر عمل کریں تو ہماری اولادیں کامیابی کا شہد چکھیں گی۔

کیا دنیا کے مسلمانوں کے لیے یہ بات ننگ وعار نہیں ہے کہ انسانی، مادی اور معنوی سرمائے اور ایسا ترقی پسند مکتب اور خدائی حمایت رکھنے کے باوجود ہم (اس) صدی کے زمینی اور بحری ڈاکوؤں اور مستکبر وظالم طاقتوروں کے تسلط کو قبول کرلیں؟ کیا وہ وقت نہیں پہنچا کہ نفسانی ہوس بازیوں کو ترک کرکے ایک دوسرے کے ہاتھ میں اخوت اور مودت کا ہاتھ دیں۔ انسانیت کے دشمن کو میدان سے ہٹادیں اور اپنی مظلومانہ اور ذلت کی زندگی کو خیر باد کہیں؟ کیا وہ وقت نہیں پہنچا کہ فلسطین کی مجاہد اور غیور قوم، اسرائیل سے جہاد کے دعویداروں کی سیاسی چالوں کی شدید مذمت کریں اور گولیوں سے اسلام اور مسلمانوں کے سرسخت دشمن اسرائیل کا سینہ چاک کردیں؟ خداوند تعالیٰ، جس نے فرمایا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑیں اور تفرقہ واختلاف سے ہرہیز کریں، کے سامنے مسلمان کیا جواب دیں گے؟ کیا اپنا فریضہ نہیں سمجھتے کہ ایران کی قوم اور حکومت سے حمایت کریں جس نے اپنے مقدس جہاد کے ذریعے کفر کے پرچم کو سرنگوں اور اسلام کے عظیم پرچم کو بلند کیا ہے؟ درباری ملا امریکہ اور اسرائیل کی مخالفت سے ایران کے اسلامی انقلاب کی سرکوبی کو زیادہ ضروری سمجھتے ہیں؟ ہم دنیا کے مشرق ومغرب میں اپنے اسلامی بھائیوں سے چاہتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے ساتھ ہم آواز اور ہم جہت ہوجائیں، خدا کی مدد سے ظالم لٹیروں کے شر کو دفع کریں۔ اسلامی ممالک اور مستضعفین کے ملکوں سے لوٹ کھسوٹ کی بساط کو لپیٹ دیں اور اس نہایت اہم امر میں خدا کی آواز پر لبیک کہیں۔ حجاج بیت اللہ الحرام سے تقاضا کرتے ہیں کہ مقامات مقدسہ میں اسلام کی کامیابی کے لیے دعا کریں اور ملت ایران کے پیغام اور اس مظلوم قوم کی یاللمسلمین کی فریاد اپنے ملکوں تک پہنچائیں۔

خداوند متعال سے دعا ہے کہ ہم سب کو آپس میں اتحاد اور اسلامی فرائض کی معرفت کی توفیق عنایت فرمائے. (۱)

مصر کی فوج اس ذلّت کو قبول نہ کرے

آج مصر کے عوام طاقتور ہیں، معلوم نہیں کہ فوج حکومت کے ساتھ ہو، البتہ وہ لوگ کہ جو امریکہ کے ٹکڑوں پر پل رہے ہیں (وہ حکومت کے ساتھ ہوسکتے ہیں) مصر کی فوج کو متوجہ رہنا چاہیۓ کہ ایسی حکومت کی حمایت نہ کرے جس نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں امریکہ اور اسرائیل کے تابع ہوں اور جو اسلام کی بات کرے گا اس کا گلا گھونٹ دوں گی. مصر کی فوج یہ ذلت قبول نہ کرے اور اس بات کی مہلت نہ دے کہ پھر اسرائیل آکر آپ پر حکومت کرے اور اسرائیل اور امریکہ آپ کے مقدرات کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں. (۲)

نجات کا راستہ

مسلمانوں کو اس بات کا منتظر نہیں رہنا چاہیۓ کہ حکومتیں ان کے لیے کام کریں گی اور اسلام کو صہیونیوں سے نجات دلائیں گی. اس بات کے منتظر نہ رہیں کہ بین الاقوامی تنظیمیں ان کے لیے کام کریں گی. قوموں کو اسرائیل کے مقابلے میں خود اٹھ کھڑے ہوناچاہیۓ. خود قوموں کو قیام کرکے اپنی حکومتوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہیۓ کہ اسرائیل کے مقابلے میں کھڑے ہوجائیں اور فقط مذمت پر اکتفاء نہ کریں. وہ لوگ بھی جنہوں نے اسرائیل سے عقد اخوت باندھ رکھاہے، اسرائیل کی مذمت کرتے ہیں لیکن یہ مذمت ظاہری طور پر، حقیقی اور فی الواقع مذاق ہوتی ہے. اگر مسلمان اس بات کے منتظر بیٹھے ہیں کہ امریکہ یا امریکہ کے آلہ کاروں میں سے کوئی آکر ان کے لیے کام کرے گا تو یہ قافلہ ابد تک اپنے مقصد کو نہیں پہنچ سکتا اور بابصیرت مسلمانوں کے اتحاد کے لیے گذشتہ کئی سالوں سے جن دنوں کا انتخاب کیا گیا ہے وہ یہ ہیں کہ میلاد النبیؐ اور باقی ولادتوں یا دیگر ایام اللہ کے احترام کے قائل ہوں، اجتماعات اور محفلیں برپا کریں اور اپنے در میان اتحاد کے مستحکم ہونے کا موجب بنیں. (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۵ /۶/ ۱۳۶۰ ۔ ۶ اگست ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۱۲۵

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۷ /۷/ ۱۳۶۰ ۔ ۹ اکتوبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۱۸۳

۳۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۵ /۹/ ۱۳۶۰ ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۶۳

اگر آپس میں متحد رہیں تو اسرائیل جرات نہیں کرے گا

افسوس اس بات کا ہے کہ دوسرے ممالک ایران کو آئیڈیل کیوں نہیں بناتے؟ کیوں ایران کو آئیڈیل نہیں سمجھتے اور اتحاد پیدا نہیں کرتے، اپنی قوموں سے میل جول کیوں نہیں رکھتے اور ایک دوسرے سے متحد کیوں نہیں ہوتے کہ اسرائیل ان پہ غلبہ کرلے اور آپ لوگوں نے دیکھا ہے کہ اسرائیل نے جولان کی پہاڑیوں پر اپنا قبضہ جمالیا ہے اور آپ میں سے کسی کی بھی پروا نہیں کی. اور یہ اعلان کیا کہ کوئی طاقت اسرائیل کو اس فیصلے سے لوٹا نہیں سکتی. آپ بجائے اس کے کہ سب کو اسرائیل کے مقابلے میں محاذ آرائی کی دعوت دیں، یہ اسرائیل اسلام کا دشمن ہے. انسان کا دشمن ہے، آپ کا دشمن ہے عربوں کا دشمن ہے اور آپ سب کے ساتھ اس کی دشمنی ہے. ایسی حالت میں آپ اپنے درمیان اختلاف کیوں پیدا کررہے ہیں! جماعتیں اپنے درمیان کیوں اختلاف ایجاد کررہی ہیں؟ کیوں حکومتی پارٹیاں اختلاف ایجاد کریں؟ محاذ آرائی کریں؟ ایسی محاذ آرائی اسلام کے مقابلے میں ہے. قرآن کریم کے مقابلے میں ہے. قرآن کریم اتحاد کی دعوت دیتا ہے اور آپ لوگ، اختلاف اور ایک دوسرے کے ساتھ مقابلے کی دعوت دیتے ہیں! اپنی عقل کو اپنا پیشوا قرار دیں. اسلام کے مقابلے میں سب خاضع رہیں اور عقل کے حکم کے مطابق عمل کریں. عقل اور اسلام تو یہ کہتے ہیں کہ آپس میں متحد رہیں اگر آپ متحد رہیں تو کوئی ملک بھی آپ کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا سکتا اگر آپ آپس میں متحد ہوجائیں تو اسرائیل کو اتنی جرات نہیں ہوگی کہ ان ممالک میں باقی رہے اور غصبی زمینوں میں باقی رہے. اب جبکہ آپس میں آپ کا اختلاف ہے تو اسرائیل للکار کر کہتا ہے کہ کوئی طاقت بھی اسے نہیں روک سکتی، اس لیے کہ امریکہ اس کا حامی ہے لیکن ہماری قوموں کا حامی خدا ہے. کیا ہوگیا ہے کہ آپ باہم محاذ آرائی کرتے ہیں؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ محاذ آرائیاں آپ کے لیے مفید نہیں بلکہ نقصان کا باعث ہیں. اسلام آپ سے اتحاد کا تقاضا کرتا ہے، اسلام آپ سے اتحاد کا طلب گار ہے. اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیتا ہے مل جل کر اللہ کی رسی کو کیوں نہیں تھامتے؟ ہر ایک مشرق یا مغرب میں سے کسی ایک بلاک کی طرف کیوں مائل ہے. آئیے اور ان حرکتوں سے دستبردار ہوجائیں. آپس میں سب متحد ہوجائیں اور آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بن جائیں. جیسا کہ خداوند متعال نے فرمایا ہے کہ مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں آپس میں بھائی بن کر اسلام کے مخالفین کے منہ پر طمانچہ ماریں، آپ مطمئن رہیں کہ کامیاب ہیں اور کوئی مشرقی یا مغربی طاقت آپ پر حکومت نہیں کرسکتی. میں خداوند متعال سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمان آپس میں متحد ہوجائیں. مسلمانوں کے سربراہ، احکام اسلام اور مسلمانوں کے مفادات سے آشنا ہوجائیں. (۱)

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۷/ ۱۰/ ۱۳۶۰۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۷۲

اتحاد کے ذریعے فساد کے اس جرثومے کو نکال باہر کریں

مسلمانوں کے بارے میں بھی ہمیں ایک مشکل کا سامنا ہے اور اسلامی ممالک کے بارے میں بھی یہ مشکل پائی جاتی ہے. یہ مشکل خود اسلامی ممالک کے ذریعے حل ہونی چاہیے. یہ بات سب جانتے ہیں اور آپ سب کو بھی معلوم ہے کہ اس وقت جو مسلمانوں پر بیت رہی ہے وہ انہی بڑی طاقتوں کی وجہ سے ہے اور جو چیز مشکلات کو حل کرسکتی ہے وہ مسلمانوں کا آپس میں اتحاد ہے. تمام مسلمان حکومتوں اور قوموں کو یکجہتی کے ساتھ اسلام پر حملہ کرنے والوں اور صہیونیوں سے مقابلہ کرنا چاہیے. صہیونی اسلام پر حملہ کرنے والے اور اسلام کے سرسخت دشمن ہیں. یہ لوگ اس چیز کے درپے ہیں کہ آپ کے ممالک کو یکے بعد دیگرے آپ سے چھین لیں. آپ بجائے اس کے کہ آپس میں متحد ہوکر فساد اور کینسر کے اس جرثومے کو مسلمان ممالک سے نکال باہر کریں، آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں یا ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے مفادات میں ہوتی ہیں. ان میں سے بعض ممالک کا تو ہم و غم ہی یہی ہوچکا ہے کہ (یہ علماء) ایران میں اسلام کو نافذ کرنا چاہتے ہیں، ایران جس نے پہلے ہی دن سے یہ آواز بلند کی تھی کہ ہمیں فلسطین اور قدس کو آزاد کرنا ہے. اس کے لیے ہر روز ایک گیت الاپتے ہیں اور ہر روز ایک شوشہ چھوڑتے ہیں مثلاً ایران کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات ہیں ! (۱)

اسرائیل کی جسارت، مسلمانوں کے افتراق کا نتیجہ

اگر مسلمانوں کے درمیان اختلاف نہ ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ اسرائیل اتنی کم جمعیت کے ساتھ اس طرح جسارت کرے اور مسلمانوں کی حیثیت اور عزت کو پامال کرے؟ اگر اسلامی ممالک اور اسلامی حکومتوں میں یہ افتراق نہ ہوتا تو کیا امریکہ تمام ملکوں پر حکومت کرسکتا تھا؟ اور کیا تمام ملکوں کے مفادات کو غارت کرسکتا تھا؟ (۲)

اسرائیل سے جنگ قرآن کا حکم

اے مسلمان قومو ! اے تمام اسلامی ممالک کی مظلوم قومو ! اے عزیز قومو ! جو ایسے افراد کے زیر تسلط واقع ہوئے ہو جو آپ کے ذخائر امریکہ کو پیش کیے جاتے ہیں اور تم خود زحمت اور ذلت کی زندگی بسر کررہے ہو! بیدار ہوجاؤ، اٹھ کھڑے ہو اے دنیا کے مظلومو ! قیام کرو اور بڑی طاقتوں کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ، اگر آپ نے قیام کیا تو یہ لوگ کچھ بھی نہیں کرسکتے، آپ نے دیکھا کہ ایران کے مسلمان عوام آپس میں متحد ہوئے ،

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۳/۱۱/ ۱۳۶۰ ۔ ۲۳ جنوری ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۰

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۰ / ۱۰ / ۱۳۶۰ ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۸۰

مل کر قیام کیا اور اسلحہ کے بغیر خالی ہاتھ محمد رضا جیسی عظیم شیطانی قوتوں اور ان بڑی طاقتوں کے مقابلے میں محاذ آرائی کی جن کی اسے حمایت حاصل تھی، انہوں نے سب کو پیچھے دھکیل دیا، اس فاسد حکومت اور غیر قانونی فاسد سلطنت کو اپنے ایمان کی طاقت اور اللہ اکبر کے نعروں کے ذریعے میدان سے ہٹاکر اسے جہنم بھیج دیا اور اس کی جگہ ایک اسلامی حکومت قائم کی. ایسی حکومت جس کا آپ ایران میں مشاہدہ کررہے ہیں. یہ ایک اسلامی حکومت ہے ایسی حکومت ہے جو غریبوں کی حامی ہے. دنیا کے مظلوموں کی حامی ہے. (ان لوگوں نے) ایک ایسی (عظیم) حکومت بنائی حالانکہ ان کے پاس مالی طاقت تھی نہ جسمی اور نہ ہی فوجی طاقت، لیکن ان کے پاس ایمان کی طاقت موجود تھی. اگر آپ خدا کی مدد کریں تو خداوند بھی آپ کی مدد کرتا ہے "**ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم** "(۱) اگر خدا کی مدد کریں گے تو خدا کی مدد اس کے دین کی مدد کرنا ہے. اس کے بندوں کی مدد کرنا ہے. مظلوموں کی مدد کرنا ہے. آپ ظالموں کے مقابلے میں کھڑے ہوکر ان سے مظلوموں کا حق واپس لیں. ان بڑی طاقتوں کے مقابلے میں کھڑے ہوجائیں جو آپ پر حکومت کرنا چاہتی ہیں. دنیا کے اس کونے سے، امریکہ سے آکر ہم پر حکومت کرنا چاہتے ہیں. ہمیں، آپ کو اور سب کو زیر تسلط رکھنا چاہتے ہیں. ہمارے ذخیروں کو لوٹنا چاہتے ہیں اور افسوس یہ ہے کہ حکومتیں بھی ان سے زیادہ امریکہ کی حمایت کرتی ہیں.

پس اسلام آج مظلوم ہے قرآن مہجور ہے احکام قرآن پر عمل نہیں ہورہا ہے چونکہ مناروں پر (کھڑے ہوکر) اذان تو دیتے ہیں، نماز تو پڑھتے ہیں، لیکن اسلام کے اکثر سیاسی احکام پر توجہ نہیں دیتے، قرآن مہجور ہی رہے گا. یقیناً قرآن کی قرائت اور قرآن کا انسان کی زندگی کے تمام امور میں حاضر رہنا ضروری ہے لیکن کافی نہیں، قرآن کو ہماری زندگی کے ہر پہلو میں حاضر رہنا چاہئے. قرآن جب فرماتا ہے " **واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولاتفرقوا** " (۲) اور جب فرماتا ہے " **ولاتنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم** " تو اگر اس قسم کے پیشرفتہ سیاسی احکام پر عمل کیا جائے تو دنیا کی سرداری آپ کے ہاتھ میں ہوگی. ہم نے قرآن کو مہجور کردیا ہے اور ان مسائل پر توجہ نہیں دی. قرآن کو تمام امور میں داخل ہوناچاہئے. قرآن کی قرائت کی جانی چاہئے. قرآن ہر جگہ پر سب کاذکر اور ورد ہوناچاہئے. اسلام کے تمام انسانی امور میں قرآن داخل ہوناچاہئے. لیکن اگر بعض (امور) میں (قرآن) ہو اور بعض میں نہ ہو تو یہ صحیح نہیں ہے باقی مسائل مشکل نہیں ہیں. (قرآن اپنے) سیاسی احکام میں ایسے لوگوں کے ساتھ جہاد کا حکم دیتا ہے جو مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں. آج اسرائیل مسلمانوں کے مقابل کھڑا ہوکر جنگ کررہاہے امریکی پٹھو صدام مسلمانوں کے مقابلے میں کھڑا ہے اور

۱۔ سورہ محمد (ص) آیت ،　　　　۲۔ سورہ آل عمران آیت ۱۰۳

جنگ کر رہا ہے. خدا نے حکم دیا ہے کہ جو مسلمانوں کے خلاف یا مسلمانوں کے ایک گروہ کے خلاف قیام کرے اس کے ساتھ جہاد کریں. (۱)

اسرائیل کو نکالنے کے لیے بھائی چارہ

جیسا کہ میں نے اور اسلامی جمہوریہ ایران کے عہدیداروں نے مکرر اعلان کیا ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران کی حکومت اور ملت، قرآن اور اسلام کے مقدس احکام کی پیروکار ہے اور قرآن مجید کے حکم کے مطابق خود کو ثقافت اور جغرافیا کی روشنی میں تمام اسلامی قوموں اور مختلف ممالک کا ایمانی بھائی سمجھتے ہیں. ہم تمام حکومتوں اور قوموں کے ساتھ صلح وصفا اور امن پسند زندگی کے خواہشمند ہیں اور جب تک کوئی حکومت ان کے ملک پر حملہ نہ کرے اور احکام اسلامی کی پابند رہے اسے اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور ملکوں اور قوموں سے چاہتے ہیں کہ متحد اور ہم آواز ہوکر تجاوز کرنے والوں کے مقابلے میں چاہے کوئی بھی ہو قیام کریں اور اپنے آپ کو بین الاقوامی لٹیروں کے چنگل سے نجات دلائیں. حکم اسلام کے مطابق اپنے حقوق اور اپنی سرحدوں پر حملہ کا دفاع کریں اور جارحیت وزیادتی کرنے والوں کی تنبیہ کریں. اس صورت میں کوئی طاقت بھی خدا کے فضل سے انہیں دفاع مقدس سے نہیں روک سکتی. میں حکومتوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ حسد اور زور آزمائی سے پرہیز کریں اور ایران کی ملت اور حکومت کی طرف برادری کا ہاتھ بڑھائیں تا کہ مل جل کر اسلامی ممالک اور غصب شدہ سرزمینوں سے غاصب اسرائیل کو نکال باہر کرسکیں. اسلامی ممالک قوم پرستی اور لسانیت (کے جھگڑوں) سے بھی دوری اختیار کریں جن کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے تا کہ سعادت دارین حاصل کرسکیں اور کوئی طاقت ان سے مقابلہ نہ کرسکے. (۲)

ملت ایران کی دیرینہ خواہش

آج بھی ایران روز اول کی کہی ہوئی باتوں کا پابند ہے ہم کسی بھی ملک سے چاہے اسلامی ہو یا غیر اسلامی جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے اور سب کے لیے صلح اور امن کے طالب ہیں اور اب تک دفاع کررہے ہیں جو (ایک) الٰہی فریضہ اور انسانی حق ہے. ہم ہرگز باقی ممالک پر چڑھائی کا ارادہ نہیں رکھتے. ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی ممالک فرض شناسی کے ذریعے مل جل کر مسلمانوں اور اسلامی ممالک کے حقوق کا دفاع کرتے ہوئے اسرائیل کی طرح جارحیت اور جسارت کرنے والوں کے مقابلے میں کھڑے ہوجائیں. اگر ایرانی حکومت اور قوم کی یہ دیرینہ

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۱ /۱۱/ ۱۳۶۰ ۔ ۳ فروری ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۳۹

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۲/۱۱/ ۱۳۶۰ ۔ ۱۱ فروری ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۴۸

خواہش عملی جامہ پہن لے تو پھر کوئی طاقت چاہے جتنی بڑی کیوں نہ ہو اسلامی ممالک پر یا ان میں سے کسی ایک پر قبضہ نہیں کر سکتی اور نہ وہاں پر طاقت اور زور کا مظاہرہ کر سکتی ہے۔ (۱)

مقبوضہ سرزمینوں کے مظلوموں کا دفاع

سزاوار یہ ہے کہ مقبوضہ فلسطین کی سرزمینوں کے قیام کرنے والے مظلوم عوام سے ہم آواز ہوکر اسرائیل کے مظالم کے مقابلے میں ان کے مظاہروں اور قیام کی عملی حمایت کی جائے تا کہ جس طرح ایران (کے عوام) نے مظاہروں اور اسلامی انقلاب کے ذریعے ظالم شہنشاہی حکومت کو سرنگوں کیا تھا اسی طرح وہ بھی اس آدم خوار دیو اور ملحد غاصب پر غلبہ حاصل کریں۔ امید ہے کہ مقبوضہ سرزمینوں کے مظلوم عوام اپنے مظاہروں اور صہیونیوں کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھیں تا کہ انہیں کامیابی نصیب ہو۔ (۲)

... اب لاتعلّقی کیسی ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قدس کا مسئلہ شخصی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی کسی ایک ملک یا عصر حاضر کی دنیا کے مسلمانوں کا خاص مسئلہ ہے بلکہ مسجد الاقصی کی بنیادیں پڑنے سے لیکر جب تک یہ زمین کائنات میں گردش کر رہی ہے دنیا کے ماضی وحال اور مستقبل کے مسلمانوں کے لیے کتنی دردناک بات ہے کہ ہر قسم کے مادی اور معنوی وسائل رکھنے کے باوجود ان کے سامنے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ اور اس کے عالیقدر رسولوں ؑ سے اس طرح جسارت کی جائے اور وہ بھی مٹھی بھر اوباش ظالموں کے ذریعے!

اسلامی ممالک کے لیے کتنی ذلت کی بات ہے دنیا کی بڑی طاقتوں کی حیاتی رگیں ان کے پاس ہونے کے باوجود وہ بیٹھے تماشائی بنے رہیں۔ دنیا کا عظیم ترین ظالم امریکہ، ایک فاسد اور بے حیثیت عنصر کو ان کے مقابلے میں لاکھڑا کرے اور وہ معمولی سی تعداد کے ذریعے ان کی مقدس عبادت گاہ اور قبلہ اول کو ان سے غصب کر کے، جسارت کے ساتھ ان سب کے مقابلے میں طاقت کا مظاہرہ کرتا پھرے۔ اور کتنا شرم ناک ہے، تاریخ کے اس عظیم سانحے کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا۔ کتنا ہی اچھا ہوتا کہ اسرائیل اس خبیث عنصر نے جب یہ عظیم ظلم شروع کیا تھا اسی روز سے مسجد الاقصی کے لاؤڈ اسپیکروں سے آواز بلند ہوتی، اب جبکہ فلسطین کے شجاع اور انقلابی مسلمان بلند ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، الٰہی آواز کے ساتھ، پیغمبر ختمی مرتبت

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۲/۱/۱۳۶۱۔ یکم اپریل ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۰۰

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱۲/۱۱/۱۳۶۱۔ یکم اپریل ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۰۳

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج گاہ میں جوش وخروش میں آچکے ہیں. مسلمانوں کو اتحاد اور قیام کی طرف دعوت دیتے ہیں اور عالمی کفر کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو اب کس بہانے سے خداوند قادر اور انسانوں کے بیدار ضمیر کے سامنے اس اسلامی امر میں لاتعلق رہا جاسکتا ہے؟ اس وقت جب کہ فلسطین کے عزیز جوانوں کے خون نے مسجد قدس کی دیواروں کو رنگین کردیا ہے اور اپنے جائز حق کے مطالبے کے عوض مٹھی بھر دغل بازوں سے انہیں اسلحہ سے جواب مل رہا ہے تو کیا غیرت مند مسلمانوں کے لیے عار نہیں کہ ان کی مظلومانہ آواز کا جواب نہ دیں! اور ان کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار نہ کریں؟ ممکن ہے کہ ان کی ہمدردی کی فریاد حکومتوں کو بیدار کرے کہ وہ عظیم اسلامی طاقت سے فائدہ اٹھاکر عالمی لٹیرے اور تاریخ کے ظالم امریکہ کے تسلط کو ختم کرکے خود کو اور دنیا کی مظلوم قوموں کو نجات دیں جو سمندر پار سے آکر ستمگروں کی حمایت کرتا ہے اور اسرائیلیوں کی مدد کرتا ہے. امید ہے کہ خداوند منّان انسانوں پر احسان فرماکر قرآنی وعدہ جتنا جلد ہوسکے پورا فرمائے اور دنیا کے مستضعفوں کو مستکبروں پر غلبہ دے. قدس اور مسجد الاقصیٰ پر سلام ہو سلام ہو ظالم اسرائیل کے مقابلے میں اٹھنے والی قوموں پر اور سلام ہو دنیا کے مسلمین اور مستضعفین پر (۱)

روح اللہ الموسوی الخمینیؒ

اسرائیل سب کا دشمن

ایران کا اسلامی حکومتوں کو علیحدہ رکھنے کا کوئی پروگرام نہیں، ایران کو امید ہے کہ اسلام کامیاب ہو، اسلامی حکومتیں بھی خود کو اسلام کے ساتھ ہم آہنگ رکھیں، ہم سب ان کے ساتھ موافق ہیں آج اسرائیل، امریکہ اور ان کے ساتھی ہمارے مشترک دشمن ہیں جو ہماری عزت وحیثیت کو خاک میں ملانا چاہتے ہیں اور ہمیں دوبارہ ظلم وستم کا شکار بنانا چاہتے ہیں. اس مشترکہ دشمن کو دور کیجیے، جب مشترکہ دشمن کو دور کرلیا تو پھر ہر ایک اپنی جگہ اپنے لیے ایک حکومت ہے. (۲)

اسرائیل کو ملکوں سے نکالیں پھر جنگ بندی!

ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ لوگوں (۳) کی طرح جنگجو نہیں ہیں. ہم صحیح کہتے ہیں اور ہمارے پاس شاہد ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم دفاع کررہے ہیں، آپ جو یہ کہتے ہیں کہ صلح پسند ہیں. اب تک آپ کی صلح پسندی اسرائیل کی

۱۔ مقبوضہ سرزمینوں میں فلسطین کے عوام کے قیام کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۱۳۶۱/۲/۱۲ - ۱۳ اپریل ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۲۹ - ۱۲۸

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام - ۱۲ /۳/ ۱۳۶۱ - ۳ جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۶۵

۳۔ صدام کے صلح وصفائی کے جھوٹے دعووں کی طرف اشارہ ہے۔

طرح تھی۔ اسرائیل بھی اب کہتا ہے کہ آئیں صلح کریں تو اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی لبنان میں داخل ہوکر لبنان کے شہروں پر قبضہ کرلیا ہے اور اب کہتا ہے کہ آئیں اب جنگ بندی کریں! جنگ بندی اس وقت ہوگی جب مکوں سے مارکر اسرائیل کو اپنے شہروں سے نکال باہر کریں اس وقت کہیں کہ بہت خوب اب جنگ بندی ہے۔ بیٹھ کر یہ معلوم کریں کہ مجرم کون ہے؟ اس وقت بھی ایسے ہی صلح نہیں ہونی چاہیئے۔ مجرم کا پتہ چلنا چاہیئے کہ کون ہے؟ اسرائیل جتنا جرم چاہے کرلے اس کے بعد کہے کہ خوب اب ہمیں کوئی کام نہیں ہے آپ اپنا کام کریں۔ یہ جگہیں جو ہم نے لی ہیں ہماری ہیں۔ کیا جنگ بندی کا یہ مطلب ہے؟ (۱)

قومیں قیام کریں

اسلامی ممالک اور اسلامی قومیں جب تک ایران میں رونما ہونے والے واقعات کو اپنا آئیڈیل قرار نہیں دیں اور جب تک سڑکوں پر نہیں نکلیں اور حکومتوں سے نہ چاہیں کہ اسرائیل کا مقابلہ کریں اس وقت تک خیال نہ کریں کہ ان اندھوں اور بہروں کو عقل آئے گی۔ قومیں قیام کریں اور اپنے علاقے کی فوجوں اور اپنے علاقے کی حکومتوں سے مطالبہ کریں کہ ان فلسطینیوں اور شامیوں کی مدد کریں جن پر ظلم ہورہا ہے تاکہ کینسر کی اس گلٹی کو نابود کیا جائے۔ اگر اسلامی قومیں بھی تماشائی بن کر یہ دیکھیں کہ کیا ہوگا؟ اور لاتعلق بنی رہیں نیز یہ بہانہ کریں کہ یہ کام تو حکومتوں کو کرنا چاہیئے تو ان کے پاس خدا کے سامنے صحیح جواب موجود نہیں ہوگا۔ ایران سب ممالک کے لئے حجت ہے۔ ممکن ہے خدا آخرت میں ایران کو ان لوگوں کے لیے حجت قرار دے جو ظلم سہہ رہے ہیں اور ظالم کو تسلیم کرکے قیام نہیں کرتے اگر خدا اور قیامت پر اعتقاد رکھتے ہیں تو خداوند تبارک وتعالیٰ کے لیے جواب تیار رکھیں۔ اس روز امریکہ اور اسرائیل آپ کی مدد کو نہیں پہنچیں گے۔ اور اگر ان باتوں پر اعتقاد نہیں رکھتے تو پھر دنیا کی مظلوم قوموں کے لیے جواب تیار رکھیں۔ آئندہ نسلوں کے لیے جواب تیار رکھیں جو ان کی وجہ سے دام میں پھنس جائیں گی۔ اگر ایمانی اقدار کو ہیچ سمجھتے ہیں تو پھر اپنے فوجی اقدار، اپنے ملی اقدار اور اپنے انسانی اقدار کو مدّ نظر رکھیں اور چار روزہ حکومت کی وجہ سے ذلت کو قبول نہ کریں اور وہ بھی اسرائیل کے زیر تسلط، مسلمان اٹھ کھڑے ہوں اور قیام کریں، خدا نے فرمایا ہے " **انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للّٰہ مثنیٰ وفرادیٰ** " (۲) ایسا نہ کہیں کہ اکیلے ہیں، تنہا بھی قیام کرنا چاہیئے۔ اجتماعی طور پر بھی قیام کرنا چاہیئے۔ مل جل کر قیام کرنا چاہیئے۔ سب کا فرض ہے کہ خدا کے لیے قیام کریں اور اسلامی ممالک کی حفاظت کے لیے قیام کریں، کینسر کے دو غدودوں کے مقابل قیام کریں، ان میں ایک عراق کی فاسد بعث پارٹی ہے اور دوسرا غدود اسرائیل ہے اور دونوں کا سرغنہ امریکہ ہے۔ (۳)

۱۔ ۳۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۳/ ۳/ ۱۳۶۱۔ ۱۳ جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۹۳ وص ۲۰۰

۲۔ سورہ سبا آیت ۴۶

فلسطینی راہنماؤں کو نصیحت

میں فلسطینی راہنماؤں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی رفت و آمد کو ختم کریں اور خداوند تعالیٰ، فلسطینی عوام اور اپنے اسلحہ پر اعتماد کرتے ہوئے خون کے آخری قطرے تک اسرائیل سے مقابلہ کریں. چونکہ یہ دورے اس بات کا موجب ہوں گے کہ مجاہد قومیں آپ سے دلسرد ہوجائیں. آپ مطمئن رہئے کہ نہ مشرق آپ کے کام آئے گا اور نہ ہی مغرب. خدا پر ایمان اور اسلحہ پر اعتماد کرتے ہوئے اسرائیل کے ساتھ جنگ کریں بالکل ایران کی قوم اور مسلح فوج کی طرح کہ جو بڑی طاقتوں پر تکیہ کیے بغیر خداوند تعالیٰ اور اس کی لازوال قدرت پر ایمان رکھتے ہوئے اپنے جائز مطالبات کے حصول تک، اسلحہ سے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے. (۱)

جو لوگ اسرائیل کے مظالم کے سامنے خاموش ہیں ان کی باری بھی آئے گی

اس وقت اسرائیل، تمام اسلامی ممالک کے سامنے کھڑا ہوکر کہتا ہے کہ غلط کام نہ کرو. کیا یہ افسوس ناک بات نہیں ہے؟ یہ لوگ جو برسراقتدار ہیں انسان نہیں ہیں. کیونکہ اسرائیل ان کے مقابلے میں آکر کہتا ہے کہ فضول حرکتیں بند کرو، اسرائیل نے آکر بیروت پر قبضہ کرلیا، اتنے مظالم کیے، تنظیم آزادی فلسطین کو بکھیر کر رکھ دیا، سب کو متفرق کرڈالا اور پھر آپ لوگ جو خاموش تھے اور ان مظالم پر (اسرائیل کا) مقابلہ نہیں کیا تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کی باری بھی آئے گی. اسرائیل آپ کی خدمت میں بھی پہنچے گا. (۲)

اسرائیل کو تسلیم کرنے والے، ہماری قوم سے ڈریں

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر افسوس ناک ہے یہ چیز کہ اسرائیل ان نام نہاد اسلامی حکومتوں کے سامنے لبنان میں عورتوں. بچوں بوڑھوں اور بزرگوں پر مظالم ڈھا رہاہے. اس قدر افراد کو قتل کیا ہے اتنے افراد کو بے وطن کردیا ہے اور اب بھی وہاں پر ایسے ہی کاموں میں مصروف ہے. کتنی افسوسناک بات ہے کہ یہ سب کچھ ان لوگوں کے سامنے ہوا ہے اس کے باوجود یہ لوگ اس کے در پے ہیں کہ امریکہ جو سازشیں رچ رہا ہے اسے عملی جامہ پہنائیں؛ امریکہ جو منصوبے بنارہا ہے اس کے سب منصوبے عوام اور اسلام کے خلاف ہیں. یہ

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۲۵ /۴/ ۱۳۶۱ ۔ ۱۶ جولائی ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۲۸

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۳۱ /۵/ ۱۳۶۱ ۔ ۲۲ اگست ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۵۷

لوگ اس چیز کے در پے ہیں کہ جو تجاویز انہوں نے پہلے دی ہیں، جیسے کیمپ ڈیوڈ اور اس کے بعد اس طرح کے دوسرے منصوبے جو تیار کیے ہیں ان کے ذریعے یہ لوگ متفقہ طور پر چاہتے ہیں کہ مسلمان اس اسرائیل کو جو اس قدر ظالم وجانی ہے ایک مستقل اور غیر وابستہ ملک (کی حیثیت سے) تسلیم کرلیں! یہ بات انسان کےلیے کس قدر دردناک ہے اور میں اس وقت عرض کرتا ہوں کہ خلیج فارس اور اس کے اطراف اور دیگر مقامات کی حکومتوں نے اگر ایسا قانون پاس کیا اور امریکہ کی تجویز یا اس کے بعد پیش ہونے والی تجویز کو پاس کیا اور اسرائیل کو تسلیم کیا تو ہماری قوم، ہماری فوج، ہماری سپاہ پاسداران، اسلام اور خداوند تعالیٰ انہیں معاف نہیں کریں گے. انہیں اس روز سے ڈرنا چاہیئے کہ جب یہ قوم احساس کرلے، جب یہ فوج یہ سپاہ پاسداران ان اشخاص کے بارے میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرلیں جنہوں نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کےلیے اور اس کے خود مختار ہونے کےلیے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ یا اس قسم کے دوسرے معاہدے پاس کیے ہیں، اس روز سے ڈریں جب ان پر شرعی ذمہ داری عائد ہوجائے کہ ایسے لوگوں کو ادب سکھایاجائے. یہ لبنان کامسئلہ اسی طرح ایران کامسئلہ، ایران اور لبنان پر حملے کامسئلہ، ایک ایسا مسئلہ تھا جو امریکہ کے منصوبے سے ہوا، یعنی امریکہ نے منصوبہ بنایا تھا جب اس نے دیکھا کہ یہ جگہ اس کے ہاتھ سے چلی گئی ہے تو اس نے منصوبہ تیار کیا کہ ایران کےلیے مشکلات پیدا کی جائیں (جتنی مشکلات کھڑی کرسکتا تھا کھڑی کیں اور نابود ہوا) اس کے بعد اس نے جنگ کی مشکلات کھڑی کرنا شروع کردیں اور یہ جنگ جاری ہے اور جو چیز حق ہے اس پر عمل نہ ہو، تاکہ جنگ جاری رہے اور امریکہ فائدہ اٹھائے. لبنان میں بھی مسئلہ یہی تھا کہ وہ وہاں پر بھی ایک منصوبے پر عمل کرنا چاہتے تھے اور (انہوں نے) اسرائیل کو وادار کیا کہ اس طرح کے مظالم ڈھائے تاکہ وہ منصوبے جو امریکہ کے مفاد میں ہیں جاری ہوسکیں اور تمام ممالک پہلے سے کہیں زیادہ امریکہ کے اسیر ہوجائیں. خوب، یہ اسلامی قومیں اور یہ نام نہاد اسلامی حکومتیں کب تک ان ذلتوں کو تحمل کرتی رہیں گی اور ان حقارتوں کو برداشت کرتی رہیں گی؟ کب تک یہ لوگ اس بات کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے کہ شرافتمندانہ زندگی ان زندگیوں سے کہیں بہتر ہے جو پارکوں میں ہو اور شرافتمند نہ ہو. یہ لوگ ہوش کے ناخن لیں. اور ان مسائل کی طرف توجہ دیں، اگر ان لوگوں نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کےلیے کیمپ ڈیوڈ یا اس طرح کے دوسرے معاہدوں کےلیے ووٹ دیا اور ان میں سے جس نے بھی اس کی حمایت میں رائے دی تو پھر کسی وقت ہماری شرعی ذمہ داری بن جائے گی کہ ہم ان کے ساتھ کسی اور طرح کا معاملہ کریں. (۱)

۱۔ امام خمینیؒ کاخطاب ۔ ۱۴/۶/۱۳۶۱ ۔ ۵ ستمبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۶ ۔ ۵

اسرائیل صفحہ ہستی سے مٹ جانا چاہیئے

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بیس لاکھ کی آبادی والی بے جان حکومت یعنی اسرائیل، ایک ارب مسلمانوں کے سامنے لبنان میں ڈٹ گئی، حملہ کیا اور اتنے مظالم ڈھائے جو تاریخ میں کم نظیر ہیں. ایسے میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں اس فکر میں ہیں کہ اسے تسلیم کرلیں ! ہم کہتے ہیں کہ اسرائیل صفحہ ہستی سے مٹ جاناچاہیئے. بیت المقدس مسلمانوں کی ملکیت ہے اور مسلمانوں کاقبلہ اول ہے. (۱)

اسرائیل کو تسلیم کرنا، غیرت مند مسلمان کے لیے ناقابل برداشت

محترم علماء اور فرض شناس قلمکاروں اور مقرروں کے لیے ضروری ہے کہ مناسب اوقات میں مسلمانوں کے سامنے، ان زہریلے پروپیگنڈوں کا جواب دیں اور امریکہ واسرائیل سے وابستہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف کیے جانے والے پروپیگنڈوں اور سازشوں کے جواب میں اسلام اور اسلامی انقلاب کادفاع کریں، ان کا حقیقی چہرہ دنیا والوں پر آشکار کردیں اور ملک کے اندر اور باہر اسلام کے دشمنوں کی طرف سے مشکلات اور رکاوٹیں کھڑی کرنے کے باوجود بھی ایران کی فرض شناس قوم کے بے امان جہاد سے اپنے ملک کو حاصل ہونے والے اسلامی ثمرات سے (عوام کو) آگاہ کریں او قوموں کو آمادہ کریں، پروپیگنڈہ مشینریوں کی طرف سے اس قوم پر لگائی جانے والی تہمتوں کو افشاء کریں اور امریکہ اور اس سے وابستہ لوگوں کے منصوبوں اور سازشوں سے پردہ اٹھائیں. امریکہ کے حکم اور اس سے وابستہ دیگر ممالک کی حمایت کے ذریعہ عفلقی صدام کی فوج کے حملے سے دنیا والوں کو باخبر کریں. بعض امریکی حکام کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر گذرنے والی مصیبتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کریں جن میں سے بدترین واقعہ قانونی طور پر اسرائیل کو تسلیم کرنا اور اس کے اسلامی ملک لبنان پر وحشیانہ اور دسیوں ہزار بے گناہ وبے سہارا لوگوں کو شہید اور معذور کرنا ہے. شاید قومیں خداوند پر اعتقاد رکھتے ہوئے تاریخ کے اس عظیم فاجعہ کو رد کرسکیں جو خدا نخواستہ مسلمانوں کے چہرے کو دنیا بھرمیں اور آئندہ نسلوں کے سامنے سیاہ کیے جارہاہے اور اسلام عزیز اور مسلمانوں کو اس عظیم ذلت سے .بچالیں، نیز خود کو اس تحقیر ورسوائی سے .بچالیں جس کی یاد سے ہر غیرت مند مسلمان لرز جاتا ہے. (۲)

۱۔ امام خمینیؒ کاخطاب ۔ ۱۷ /۶/ ۱۳۶۱ ۔ ۸ ستمبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۱۴

۲۔ امام خمینیؒ کاپیغام ۔ ۲۹ /۶/ ۱۳۶۱ ۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۳۱

مسلمان تماشائی بنے ہوئے ہیں

اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف ممالک میں، مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں وہ آگ جو لبنان میں جلائی گئی ہے امریکہ نے جلائی ہے، لبنان کے قلیل تعداد میں مظلوم شیعوں اور مظلوم مسلمانوں کے خلاف وہاں پر امریکہ، فرانس اور ان کے دیگر آلہ کاروں کی طرف سے لشکر کشی (۱) ہورہی ہے اور مسلمان تماشائی بنے بیٹھے ہیں. آخری اقدام اس سال جو ان حکومتوں نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ عید نہیں منائی، کیا یہ کافی ہے؟ یہ بھی ایک کام ہے لیکن وہ اپنے ظلم کو جاری رکھے ہوئے ہیں وہ لبنان اور فلسطین میں ہمارے جوانوں کو گروہ گروہ قتل کررہے ہیں. وہ لوگ افغانستان میں کس طرح مظالم ڈھارہے ہیں؟ عراق میں کتنے ظلم وستم کررہے ہیں. ایران میں کتنے مظالم ڈھا رہے ہیں. کیا فقط اس سال عید نہ منانے سے کام بن جائے گا؟ کیا یہ کام حکومتوں کے کندھوں سے اس ذمہ داری کو ہٹا دے گا؟ وہ لوگ نیزے کی نوک، توپ اور ٹینک سے آگے بڑھتے آرہے ہیں اور مظلوم افراد بھی اکیلے رہ گئے ہیں اس کے باوجود بھی بھرپور جواب دے رہے ہیں لیکن حکومتیں تماشائی بنی بیٹھی ہیں! اور (ان کا) آخری اقدام یہ ہے کہ عید نہیں منائیں گی. (۲)

عوام نہیں بیٹھیں گے

اگر یہ حکومتیں اپنی قوموں کے ساتھ مل جائیں، قومیں تو تیار ہیں، حکومتیں بھی اپنی قوموں کو تسلیم کرلیں تو وہ لوگ اس علاقے میں یہ فساد نہیں کرسکتے. اسرائیل یہاں آکر شرارت نہیں کرسکتا. لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود بڑی طاقتوں کے لیے راستہ ہموار کرتے ہیں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس علاقے میں کتنی ثروت ہے جو بڑی طاقتیں ان سے لے کر جارہی ہیں. یہی تیل، کس قدر ہے کہ روزانہ تقریبا دوکروڑ بیرل، یہ ممالک یہاں سے لے جارہے ہیں اور کھارہے ہیں، لیکن پھر بھی یہ بیٹھے ہیں. وہ لوگ ان کے گھروں میں گھس آئے ہیں، لبنان، عربوں کا گھر ہے وہ عربوں کے گھر میں گھس آئے ہیں اور خود عربوں پر اس قدر مظالم ڈھارہے ہیں لیکن عرب قوم وہاں بیٹھی ہے اور کوئی بات بھی نہیں کرتی اور جب ایران کی بات آتی ہے تو وہ

۱۔ ۶ جون ۱۹۸۲ء میں اسرائیلی فوج نے لبنان کی سرزمین پر حملہ کیا اور لبنان کی سرزمین سے گذرتی ہوئی بیروت کی دھلیز تک آپہنچی، یہ حملہ اس بات کا باعث بنا کہ مختلف اقوام، امریکہ، فرانس، اور اٹلی کی افواج لبنان میں داخل ہوجائیں. مختلف اقوام کی فوجوں نے جو صلح کی حفاظت، جھگڑنے والے فریقین کے درمیان صلح کے مذاکرات میں امن اور بیروت کے داخلی تنازعات کے حل وفصل کے بہانے سے لبنان میں موجود تھیں. اور انہوں نے ترقی پسندوں اور مسلمانوں کے خلاف رعب ودہشت قائم کررکھی تھی. حضرت امام خمینیؒ کااشارہ امریکہ اور فرانس کی اسی موجودگی اور لبنان کی مظلوم قوم کو سرکوب کرنے میں ان کے ہاتھ کے بارے میں ہے. (کتاب کے آخر میں فلسطین کی مختصر تاریخ کی طرف رجوع فرمائیں)

۲۔ امام خمینیؒ کاخطاب ۔ ۴/۷/ ۱۳۶۲ ۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۱۲۸

کہتے ہیں کہ یہ لوگ تو فارس ہیں! خوب، وہ بھی تو عرب ہیں، تم لوگوں کو نہ فارس کا پتہ ہے اور نہ ہی عرب کا. تم لوگ اسی کے در پے ہو کہ چند روزہ عیاشی کرو خوب، یہ عیاشی کب تک ہوگی؟ انسان کس حد تک اپنی عزت وآبرو وحیثیت اور اپنی ہرچیز کو عیاشی کے داؤ پر لگائے گا؟

وہ بڑی طاقتیں جنہوں نے آپ کو اپنا نوکر بنا رکھا ہے اور اس وقت لبنان میں وہاں کے بیچارے لوگوں پر تشدد کررہے ہیں اس کے باوجود سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ عوام بیٹھے سنتے نہیں رہیں گے کہ یہ کام ہوتے رہیں. بالاخر وہی بات جو ایران میں پیدا ہوئی دوسری جگہوں پر بھی ظہور میں آئے تو ان لوگوں کو ابھی سے فکر کرنی چاہیئے. امریکہ یہ خیال نہ کرے کہ لوگوں پر ظلم ڈھاتا رہے گا اور وہ بھی بیٹھے رہیں گے. امریکہ دیکھے گا کہ وہائٹ ہاوس دھماکے سے اڑ گیا اور خود ان کا اپنا مرکز دھماکے سے اڑ گیا. اب بھی ایسے ہی حالات ہیں. آپ جتنا بھی روکنا چاہیں لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے. لبنان کے عوام کی جان ہوٹھوں تک آچکی ہے، فلسطین کے عوام جان بلب ہوچکے ہیں لہذا وہ موت کے منہ چھلانگ لگادیں گے. (۱)

ہمارا جرم فلسطین کا دفاع ہے

آج سب کو معلوم ہے کہ بین الاقوامی لٹیروں اور ظالموں کی نظر میں ہمارا حقیقی جرم، اسلام کا دفاع اور ظالم طاغوتی شاہی حکومت کی جگہ پر اسلامی جمہوری حکومت قائم کرنا ہے. ہمارا جرم اور گناہ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کرنا، قرآن کے احکام پر عمل کرنا اور عالمی کفر کی سازش کا مقابلہ کرنے کے لیے شیعہ، سنی مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا اعلان کرنا ہے. فلسطین، افغانستان اور لبنان کی محروم ملت کا دفاع کرنا، ایران میں اسرائیل کے سفارت خانہ کو بند کرنا اور کینسر کے اس غدود اور بین الاقوامی صہیونیزم کے خلاف جنگ کا اعلان کرنا ہے. ہمارا جرم، نسل پرستی کے خلاف جہاد، افریقہ کے محروم لوگوں کا دفاع اور عالمی لٹیرے امریکہ کے ساتھ ناپاک پہلوی حکومت کے غلامی کے معاہدوں کو ختم کرنا ہے. (۲)

اسلامی فلسطین کے حقیقی فرزندوں سے دفاع

مسلمانوں کی ناموسوں، مسلمانوں کے ممالک اور مسلمانوں کی تمام عزت وآبرو کا دفاع ایک ضروری امر ہے اور ہمیں الٰہی مقاصد اور مسلمانوں سے دفاع کے لیے خود کو تیار کرنا چاہیئے اور خاص کر ان حالات میں جبکہ اسلامی فلسطین اور اسلامی لبنان کے حقیقی بیٹے یعنی حزب اللہ اور غصب شدہ سرزمینوں اور لبنان کے انقلابی

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۶ /۹/ ۱۳۶۲ ۔ ۷ دسمبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۱۷۶

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۶/۵/ ۱۳۶۶ ۔ ۲۸ جولائی ۱۹۸۷ صحیفہ نور ج ۲۰ ص ۱۱۶

مسلمان اپنی جانوں اور خون کا نذرانہ پیش کرکے "یا للمسلمین" کی فریاد لگارہے ہیں، ہمیں چاہیئے کہ تمام معنوی اور مادی طاقت کے ذریعے اسرائیل اور جارح لوگوں کے مقابلے میں کھڑے ہوجائیں ان کی سفاکیوں اور مظالم کے مقابلے میں مستحکم صف باندھیں اور پامردی کریں ان کی مدد کریں اور سازش کرنے والوں کو پہچان کر انہیں عوام کے سامنے لائیں۔ (۱)

اسرائیل سے عداوت ہمارے لیے باعث فخر

ہماری قوم بلکہ تمام اسلامی قوموں اور دنیا کے مستضعفین کو اس بات پر فخر ہے کہ ان کے دشمن جو خداوند، قرآن کریم اور اسلام عزیز کے دشمن ہیں، ایسے درندے ہیں جو اپنے شوم اور ظالمانہ مقاصد کے لیے کسی ظلم اور خیانت سے باز نہیں آتے۔ منصب وریاست اور اپنی پست آرزوؤں تک پہنچنے کے لیے کسی دوست اور دشمن کو نہیں پہچانتے، ان کا سرغنہ ذاتاً دہشت گرد، امریکہ ہے۔ یہ ایسی حکومت ہے جس نے پوری دنیا کو آگ لگا رکھی ہے۔ بین الاقوامی صہیونیزم ان کا ہم پیمان ہے جو اپنی آرزوؤں تک پہنچنے کے لیے ایسے مظالم کا مرتکب ہوتا ہے جسے قلم لکھنے اور زبانیں بیان کرنے سے شرم محسوس کرتی ہیں، انہیں ایک عظیم اسرائیل کا احمقانہ خیال ظلم پر اکساتا ہے۔ اسلامی قوموں کو دنیا کے مستضعفین کے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ ان کے دشمن، ستم پیشہ چکر باز اردن کے (شاہ) حسین، حسن اور حسنی مبارک (۲) جیسے (لوگ) ہیں جو ظالم اسرائیل کے ہم پیالہ ہیں اور امریکہ اور اسرائیل کی خدمت کے لیے اپنی قوموں پر کسی قسم کا ستم ڈھانے سے باز نہیں آتے۔ (۳)

۱۔ حزب اللہ لبنان کی مرکزی کونسل کے اراکین سے ملاقات کے دوران امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۳۶۶/۱۲/۹ ۔ ۲۸ فروری ۱۹۸۷ صحیفہ نور ج ۲۰ ص ۱۸۴

۲۔ حضرت امام خمینیؒ کی مراد، اردن کا بادشاہ ملک حسین، مراکش کا بادشاہ شاہ حسن، اور مصر کا صدر، حسنی مبارک ہے۔

۳۔ وصیت نامہ امام خمینیؒ ۔ ۱۵ /۳/ ۱۳۶۸ ۔ ۵ جون ۱۹۸۹ صحیفہ نور ج ۲۱ ص ۱۷۲

○ فصل چہارم

عالمی یوم القدس کا اعلان
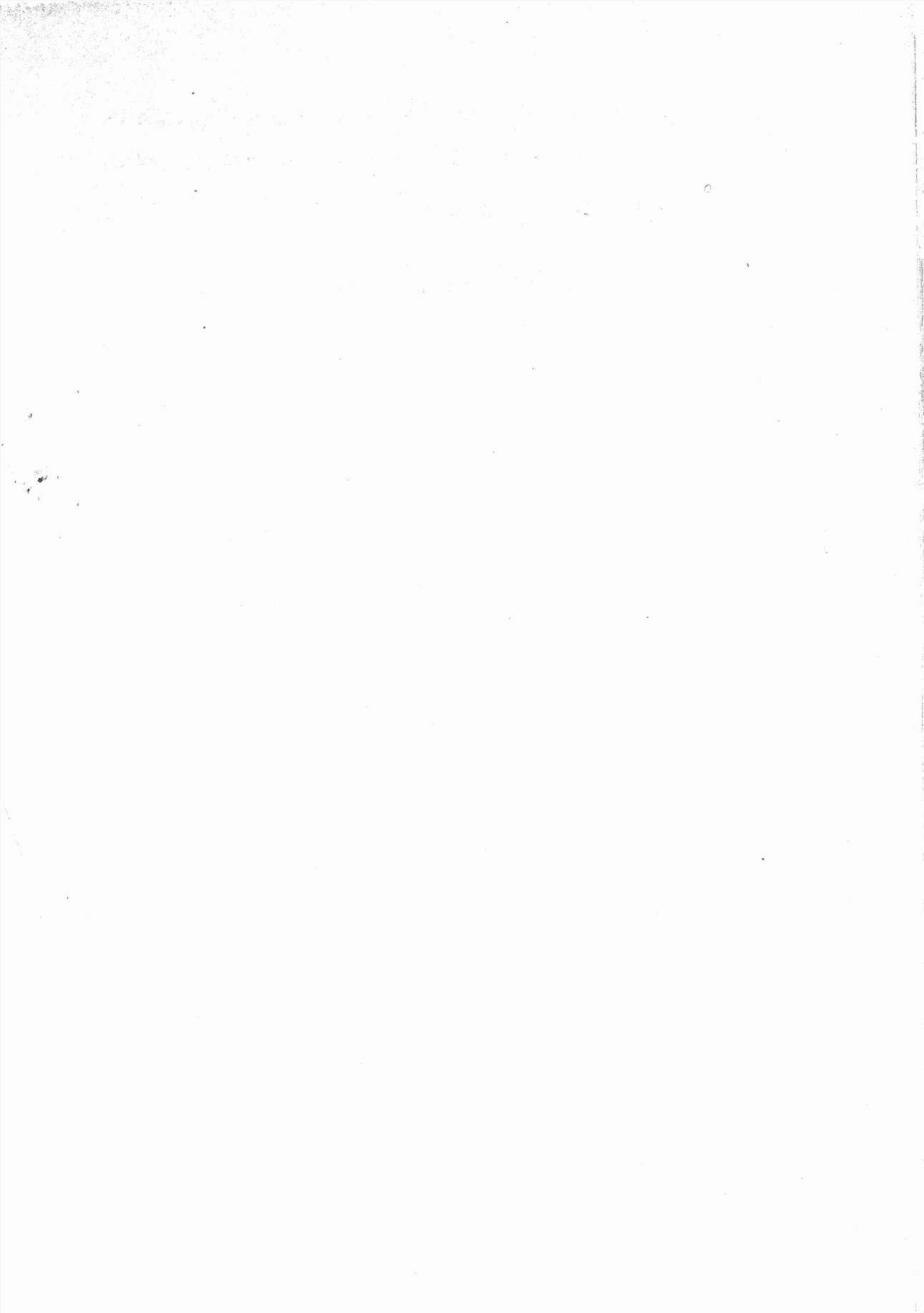
عالمی یوم القدس کا اعلان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں کئی برس سے اسرائیلی خطرے کے بارے میں مسلمانوں کو آگاہ کرچکا ہوں، اسرائیل نے ان دنوں فلسطینی بہنوں اور بھائیوں پر اپنے وحشیانہ حملوں میں اضافہ کردیا ہے خاص کر جنوب لبنان میں فلسطینی مجاہدین کے لیے ان کے گھروں پر ہوائی حملے کررہا ہے، میں دنیا کے تمام مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس غاصب اور اس کے حامیوں کے تسلط کو ختم کرنے کے لیے آپس میں مل جائیں. میں دنیا کے تمام مسلمانوں کو دعوت دیتا ہوں کہ ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو جو قدر (۱) کے ایام میں سے ہے اور فلسطینی عوام کی تقدیر بھی معین کرسکتا ہے کو یوم القدس کے طور پر انتخاب کریں اور پروگرام بناکر مسلمانوں کے قانونی حقوق کی حمایت میں عالمی یکجہتی کا اعلان کریں.

خداوند متعال سے اہل کفر پر مسلمانوں کی کامیابی کے لیے دعاگو ہوں. (۲)

۱۔ روایات کے مطابق، ماہ رمضان کی انیس، اکیس اور تئیس میں سے ایک شب، شب قدر ہے. شب قدر کی اہمیت اور قدر ومنزلت، ہزار مہینوں سے زیادہ ہے. یہ ایسی شب ہے کہ جس میں خداوند اگلے سال شب قدر تک کی تقدیر معین کرتا ہے. اس شب میں پروردگار کے اذن سے فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں تاکہ عالم کے امور میں سے کسی ایک امر کی تدبیر کریں، شب قدر چونکہ شب رحمت ہے اور خدا کی اس شب پہ خاص عنایت ہے لہذا مؤمنین سے تاکید کی گئی ہے کہ اس شب کو بیدار رہیں اور خداوند کی بارگاہ میں دعا اور راز ونیاز کریں.

۲۔ یوم القدس کے اعلان کے لیے امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۶ /۵/ ۱۳۵۸ ۔ ۷ اگست ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۸ ص ۲۲۹

یوم القدس، مستکبرین سے مستضعفین کے مقابلے کا دن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوم القدس ایک عالمی دن ہے، ایسا دن نہیں ہے جو فقط قدس کے ساتھ خاص ہو، بلکہ مستکبرین کے ساتھ مستضعفین کے مقابلے کا دن ہے. امریکہ اور اس کے علاوہ دوسروں کے ظلم میں دبی ہوئی قوموں کے بڑی طاقتوں سے مقابلے کا دن ہے. ایسا دن ہے کہ جس دن مستضعفین، مستکبرین سے مقابلے کے لیے تیار ہوجائیں اور مستکبرین کی ناک خاک سے رگڑ دیں. یہ ایسا دن ہے جس دن منافقوں اور فرض شناسوں کے درمیان فرق ظاہر ہوجائے گا. فرض شناس (لوگ) اس دن کو یوم القدس جانتے ہیں اور جس چیز پر ان کو عمل کرنا چاہیئے عمل کرتے ہیں. لیکن منافقین اور وہ لوگ جن کی پس پردہ بڑی طاقتوں کے ساتھ آشنائی اور اسرائیل کے ساتھ دوستی ہے وہ ان دن لاتعلق رہتے ہیں یا قوموں کو مظاہرے نہیں کرنے دیتے. یوم القدس ایسا دن ہے کہ جس دن مستضعف قوموں کی تقدیر کا فیصلہ ہونا چاہیئے. ضعیف قومیں مستکبروں کے مقابلے میں اپنے وجود کا اعلان کریں. جس طرح ایران نے قیام کیا ہے اور مستکبرین کی ناک کو خاک پر رگڑ دیا اور رگڑتا رہے گا. اسی طرح تمام قومیں قیام کریں اور فساد کے ان جرثوموں کو کوڑے کی ٹوکریوں میں پھینک دیں. یوم القدس ایسا روز ہے جس دن ایران میں سابق حکومت کے حامیوں اور اس فاسد حکومت کے اور بڑی طاقتوں کے سازشیوں کو اپنی حقیقت معلوم ہونی چاہیئے. یہ ایسا روز ہے کہ آپ ہمت کریں اور ہم ہمت کرتے ہیں تا کہ قدس کو نجات دلائیں اور لبنانی بھائیوں کو ان سختیوں سے چھٹکارا دلائیں. یہ ایسا روز ہے جس دن ہم تمام کمزور انسانوں کو مستکبرین کے چنگل سے باہر نکالیں. یہ ایسا روز ہے کہ تمام مسلمان معاشروں کو قیام کرنا چاہیئے اور بڑی طاقتوں کو الٹی میٹم دینا چاہیئے کہ ضعیف لوگوں سے اپنا تسلط ختم کریں اور اپنے ٹھکانوں پر چلے جائیں. اسرائیل جو انسانیت کا دشمن ہے، انسان کا دشمن ہے اور ہر روز فتنہ وفساد برپا کرتا ہے جنوبی لبنان میں ہمارے بھائیوں کا قتل عام کررہا ہے اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اب دنیا میں اس کے آقاوؤں کا راج نہیں چلےگا. اب انہیں کنارہ کش ہونا پڑے گا. ایران سے اپنی طمع ولالچ ختم کردیں. ان کا ہاتھ تمام اسلامی ممالک سے کٹ جانا چاہیئے، تمام اسلامی ممالک میں اس کے آلہ کار حاکموں کو برطرف ہونا چاہیئے. یوم القدس ایسے ہی مطالب کے اعلان کرنے کا دن ہے. اس بات کے اعلان کرنے کا دن ہے کہ شیاطین، اسلامی قوموں کو پیچھے دھکیلنا چاہتے ہیں اور بڑی طاقتوں کو میدان میں لانا چاہتے ہیں. یوم القدس ایسا روز ہے جو ان کی آرزوؤں کو نابود کردے گا اور ان کو الٹی میٹم دے گا کہ (اب) وہ دن گذر گئے ہیں.

یوم القدس، یوم اسلام ہے. یوم القدس ایسا روز ہے جس دن اسلام کو زندہ کرنا چاہیئے اور ہمیں اسلام کا احیاء کرنا چاہیئے. اسلامی ممالک میں اسلام کے قوانین نافذ ہونے چاہئیں. یوم القدس ایسا روز ہے کہ تمام بڑی طاقتوں کو آگاہ کردینا چاہیئے کہ اسلام اب تمہارے خبیث آلہ کاروں کی وجہ سے تمہارے تسلط میں نہیں رہےگا. یوم القدس اسلام کی حیات کا دن ہے. مسلمانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں. مسلمانوں کو اپنے پاس موجود وسائل کا علم ہوناچاہیئے. مادی طاقت، معنوی وروحانی طاقت. مسلمان جن کی ایک ارب آبادی ہے، خدائی حمایت ان کے شامل حال ہے. اسلام ان کا پشت پناہ ہے، ایمان ان کا پشت پناہ ہے انہیں ڈر کس چیز کا ہے؟ ... دنیا کی حکومتوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام کو شکست نہیں ہوسکتی، اسلام اور قرآن کی تعلیمات تمام ملکوں پر غالب آنی چاہئیں. دین، الٰہی دین ہوناچاہیئے. خدا کا دین اسلام ہے. ہر جگہ اسلام کو آگے بڑھنا چاہیئے. یوم القدس ایسی باتوں کے اعلان کرنے کا دن ہے. اس بات کے اعلان کرنے کا دن ہے کہ اے مسلمانو! پوری دنیا میں ترقی کے لیے آگے بڑھو. یوم القدس فقط فلسطین کا دن نہیں. اسلام کا دن ہے. اسلامی حکومت کا دن ہے. ایسا دن ہے کہ تمام ممالک میں اسلامی جمہوریہ کا پرچم بلند ہوناچاہیئے. ایسا روز ہے کہ بڑی طاقتوں پر یہ واضح کردینا چاہیئے کہ اب وہ اسلامی ممالک میں اپنا تسلط قائم نہیں کرسکتیں. میں یوم القدس کو یوم اسلام اور یوم رسول اکرمؐ سمجھتا ہوں. یہ ایسا دن ہے کہ ہمیں اپنی پوری قوت کے ساتھ آمادہ رہنا چاہیئے اور انزوا وپسماندگی کا شکار بنائے گئے مسلمانوں کو اس سے باہر آناچاہیئے. وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ کھڑے ہیں اور اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ کوئی ہمارے ملک میں مداخلت کرے مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ ان ممالک میں کوئی اور مداخلت کرے. یوم القدس میں قومیں ان حکومتوں کو جو خائن ہیں، الٹی میٹم دیں، یوم القدس ایسا دن ہے کہ جس دن ہم پہچان لیں گے کہ کون سے لوگ اور کون سی حکومتیں، بین الاقوامی سازش گروں کے ساتھ ہیں اور اسلام کے مخالف ہیں. وہ لوگ جو اس میں شریک نہیں ہیں اسلام کے مخالف اور اسرائیل کے ساتھ ہیں اور وہ لوگ جو شریک ہوئے ہیں وہ فرض شناس، اسلام کے موافق اور اسلام دشمنوں کے مخالف ہیں کہ جن کے سرغنے امریکہ اور اسرائیل ہیں. یوم القدس حق وباطل کی پہچان نیز حق وباطل کی جدائی کا دن ہے.

میں خداوند تبارک وتعالیٰ سے دعاکرتا ہوں کہ اسلام کو دنیا کے تمام طبقوں پر غلبہ دے، تمام مستکبروں پر مستضعفوں کو غلبہ دے. خداوند تبارک وتعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ فلسطین، جنوبی لبنان اور لبنان بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں ہمارے بھائیوں کو مستکبرین اور لٹیروں سے نجات دے.

والسلام علی رسول اللہ وعلی آئمۃ المسلمین (۱)

۱۔ امام خمینیؒ کاپیغام ۔ ۲۵ /۵/ ۱۳۵۸ ۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۸ ص ۲۳۳ ۔ ۲۳۴

یوم القدس گروہ مستضعفین کا دن

یوم القدس ایک اسلامی دن ہے اور یہ ایک عام اسلامی رضاکارانہ دن ہے۔ امید ہے کہ یہ بات پوری دنیا میں مستضعفین کے گروہ کے لیے پیش خیمہ ثابت ہو مجھے امید ہے کہ حزب مستضعفین کے نام سے پوری دنیا میں ایک پارٹی بنے اور سب مستضعفین آپس میں مل کر اس پارٹی میں شریک ہوں، مستضعفین کے راستے میں موجود مشکلات کو ختم کردیں۔ اور مشرق و مغرب کے مستکبرین اور لٹیروں کے خلاف قیام کریں۔ اس بات کی اجازت نہ دیں کہ مستکبرین دنیا کے مستضعفین پر ظلم کریں۔ اسلام کی نداء اور اسلام کے وعدے کو پورا کریں جو مستکبرین پر مستضعفین کی حکومت اور مستضعفین کے لیے زمین کی وراثت کا وعدہ ہے۔ اب تک مستضعفین متفرق تھے اور تفرقہ سے کوئی کام نہیں کیا جاسکتا۔ اب جبکہ مسلمان ممالک میں مستضعفین کے آپس میں ملنے کی ایک مثال قائم ہوچکی ہے تو اس نمونے کو تاریخ کے انسانوں کے تمام طبقوں میں وسیع پیمانے پر " حزب مستضعفین " کے نام پر کہ جو " حزب اللہ " ہے اور خداوند کے ارادے کے عین مطابق ہے متحقق ہونا چاہئے اور مستضعفین کو زمین کا وارث ہوناچاہئے۔

ہم دنیا کے تمام مستضعفین کو دعوت دیتے ہیں کہ سب مل کر حزب مستضعفین کی پارٹی میں شامل ہوجائیں اور آپس میں مل کر مصمم ارادے کے ساتھ اپنی مشکلات دور کریں۔ ہر جگہ اور ہر قوم کو پیش آنے والا ہر مسئلہ گروہ مستضعفین کے ذریعے دور ہوناچاہئے۔ (۱)

یوم القدس کو زندہ رکھیں

حضرات توجہ فرمائیں، تمام مسلمان توجہ کریں کہ یوم القدس ایسا دن ہے کہ تمام اسلامی قوموں کو مل کر اس پر توجہ دینی چاہئے اور اس دن کو زندہ رکھناچاہئے۔ اگر تمام مسلمان قوموں کی طرف سے یہ آواز بلند ہو، ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو جو یوم القدس ہے اگر سب قومیں قیام کریں اگر اس وقت یہ لوگ مظاہرے کریں اور جلوس نکالیں تو یہ اس بات کا مقدمہ بن جائیں گے کہ ہم ان مفسدین کو روک سکیں اور اسلامی بلاد سے ان کا شر ختم ہوجائے۔ ہم ہمیشہ اس مسئلہ میں سستی برتتے ہیں۔ مسلمان بھی سستی سے کام لیتے ہیں۔ قومیں لاتعلق رہتی ہیں قیام اور تحریک بھی کم کرتی ہیں۔ ایسے امور میں کم مظاہرے کرتی ہیں۔ اسرائیل نے جب دیکھا کہ قومیں تو ایک دوسرے کی مخالف ہیں اور مصر کی حکومت کی بھی اس کے ساتھ دوستی ہے اور

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۷/۵/۱۳۵۸ ۔ ۱۸ اگست ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۸ ص ۲۵۰

وہ اس کے ساتھ ہے. عراق بھی ان کا بھائی ہے. اسرائیل نے جب ان چیزوں کو دیکھا تو اب آہستہ آہستہ آگے بڑھتا آرہا ہے اور آپ مطمئن رہیں کہ اگر سستی برتی تو یہ لوگ فرات تک بڑھ جائیں گے. وہ کہتے ہیں، یہاں تک ہماری ملکیت ہے. آپ ان کے مقابل مضبوطی سے ڈٹ جائیں. اگر مسلمان اور مسلم قومیں ان کے مقابلے میں کھڑی ہوجائیں اور اگر ان کی حکومتوں نے ان کی مخالفت کی تو ان کے منہ پر گھونسہ رسید کریں. جیسا کہ ایران (کے عوام) نے محمد رضا کا منہ توڑ دیا. محمد رضا سب مسلمان حکومتوں سے، ان سب سے طاقتور تھا، اور ان سب سے اس کی پشت پناہی زیادہ تھی لیکن پھر بھی ہماری قوم نے قیام کیا، اسلام کو اپنی نظر میں رکھا، اللہ اکبر کی آواز بلند کی. اور اس طاقت اور دوسری طاقتوں کو بھی نابود کردیا اور آخرکار اگر سب طاقتیں آپس میں مل بھی جائیں تب بھی ایک ایسی قوم کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں. (۱)

انشاء اللہ قدس میں نماز پڑھیں

خدا ہمیں توفیق دے کہ انشاء اللہ ایک دن قدس میں جاکر نماز پڑھیں. مجھے امید ہے کہ مسلمان یوم القدس کو عظیم روز شمار کریں گے. تمام اسلامی ممالک میں ماہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو یوم القدس کے موقع پر مظاہرے کریں، مجالس اور محافل کا انعقاد کریں. مساجد میں آواز لگائیں. جب ایک ارب آبادی آواز اٹھائے گی تو پھر اسرائیل کچھ نہیں کرسکتا. ان کے نعروں سے ڈر جائے گا. اس وقت دنیا میں موجود مسلمانوں کی تقریبا ایک ارب آبادی ہے. اگر سب کے سب یوم القدس کو گھروں سے باہر نکلیں اور مردہ باد امریکہ، مردہ باد اسرائیل، مردہ باد روس کے نعرے لگائیں، تو یہی نعرے ان (طاقتوں) کے لیے موت کا پیغام ہیں. مسلمانوں کی آبادی ایک ارب ہے. آپ کے ذخائر اتنے ہیں کہ سب حکومتیں آپ کی محتاج ہیں لیکن اس کے باوجود وہ آپ کو مجبور کرتے ہیں کہ بٹ کر رہو. آپس میں اختلاف رکھو. اور ہم تمہارے ذخائر لے جائیں. تم میں سے کوئی کچھ نہ کہے ! بہتر ہے کہ ایران کے علاوہ دوسری قومیں، ایران سے سبق سیکھیں اور ہماری شریف اور عزیز قوم سے درس حاصل کریں. بہتر ہوتا کہ ذرا ان نوجوانوں سے کچھ سبق حاصل کرتے جو امریکہ، برطانیہ اور مغرب میں ہیں. مظاہرے کرتے ہیں، پولیس کے مقابلے میں کھڑے ہوجاتے ہیں. وہ انہیں زنجیروں سے جکڑ دیتے ہیں، لیکن یہ (لوگ) پا بہ زنجیر ہوتے ہوئے بھی نعرے لگاتے ہیں اور اپنے حق کا اظہار کرتے ہیں. ذرا ہمیں بیدار ہوجانا چاہئے. ہمیں ان جوانوں سے سبق سیکھنا چاہئے جو اسلام کے لیے آواز لگا رہے ہیں اور قومیں لاتعلق ہیں. وہ تو اسلام کے لیے آواز بلند کررہے ہیں اور ہم یہاں آپس میں لڑ رہے ہیں واقعا یہ انصاف نہیں ہے. (۲)

۱-۲- امام خمینیؒ کا خطاب - ۱۵/ ۵/ ۱۳۵۹ - ۶ اگست ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۲ ص ۲۷۵ وص ۲۷۶

یوم القدس پر اگر سب آواز لگائیں تو کامیاب ہوجائیں گے

یوم القدس میں اگر تمام قومیں قیام کریں اور آواز لگائیں تو وہ احمق حکومت ان کی فریاد کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی. تھوڑے سے لوگ قیام کرتے ہیں. اگر یوم القدس میں تمام اسلامی حکومتیں اور تمام قومیں فقط قدس کے لیے نہیں بلکہ سب اسلامی ممالک کے لیے اٹھ کھڑی ہوں اور فریاد بلند کریں تو کامیاب ہوجائیں گی. ہم نے محمد رضا خان کو نعروں کے ذریعے نکال باہر کیا. کیا آپ سمجھتے ہیں کہ بندوق کے ذریعے باہر نکالا ہے؟ (نہیں) فریاد کے ذریعے. اللہ اکبر کے ذریعے، اللہ اکبر کی آواز کو اتنا ان لوگوں کے مغز پر مارا گیا کہ خود ہار گئے اور اس ملک سے بھاگ نکلے. مسلمانوں کو آواز بلند کرنی چاہیے، یہ خیال نہ کریں کہ فریاد اور نعروں کا کوئی فائدہ نہیں. نہیں، نعرے مفید ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ سب فریاد لگائیں. میرے اکیلے کی فریاد کچھ نہیں ہے. ایک محلے اور ایک شہر کی فریاد کچھ نہیں ہے، آپ ان فریادوں کو ملاحظہ کریں جو اب ایران سے بلند ہوتی ہیں. یہ فریادیں، تہران، قم اور اہواز تک محدود نہیں ہیں. آپ دیکھتے ہیں کہ سپاہ پاسداران جب پوری قوم کو حکم دیتی ہے کہ فلاں رات کو چھتوں پر جاکر اللہ اکبر کہیں تو سب اطاعت کرتے ہیں. (۱)

قدس میں وحدت کی نماز

آپ عزیزان جو (تہران کے) اطراف سے یوم القدس کے لیے آئے ہیں کامیاب وکامران ہوں. تمام مسلمانوں کو یہ توفیق نصیب ہو. انشاء اللہ ایک روز سب مسلمان بھائی بھائی ہوجائیں اور تمام مسلمان ملکوں سے سب فاسد جڑیں کٹ جائیں. اور فساد کی یہ جڑ، اسرائیل مسجد الاقصی اور ہمارے اسلامی ملک سے دور ہوجائے. انشاء اللہ سب مل کر جائیں اور قدس میں وحدت کی نماز پڑھیں. (۲)

یوم القدس کا پیغام

رمضان المبارک کا آخری جمعہ یوم القدس ہے اور ماہ رمضان کے آخری دس دنوں میں شب قدر ہے، یہ ایسی رات ہے کہ جسے زندہ رکھنا الٰہی سنت ہے اور اس کی قدر ومنزلت منافقین کے ہزار مہینوں سے بہتر ہے چونکہ مخلوقات کے مقدر کا اسی رات کو فیصلہ ہوتا ہے. یوم القدس جو شب قدر کے جوار میں ہے، مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ اسے زندہ رکھیں، اور اس دن سے ان میں بیداری اور ہوشیاری کا آغاز ہونا چاہیے. پوری تاریخ خاص کر آخری صدیوں میں ہونے والی غفلتوں سے باہر نکلیں. تاکہ ہوشیاری اور بیداری کا وہ دن

۱-۲- امام خمینیؒ کا خطاب - ۱۸/ ۵/ ۱۳۵۹ - ۹ اگست ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۲ ص ۲۸۲ وامام خمینیؒ کا پیغام ص ۲۸۳

دنیا کی بڑی طاقتوں اور منافقوں کے دسیوں برس سے بہتر ہو، اور مسلمان خود اپنی قوت کے ذریعے اپنی تقدیروں کی بنیاد رکھ سکیں۔ شب قدر میں شب بیداری اور مناجات کے ذریعہ غیر خدا جو جن وانس کے شیاطین ہیں، کی بندگی سے آزاد ہوکر خدا کی عبودیت میں شامل ہوجائیں، یوم القدس میں جو "**شهر الله الاعظم**" (ماہ رمضان) کے آخری دنوں میں سے ہے دنیا کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ بڑے شیاطین اور بڑی طاقتوں کی غلامی اور اسیری سے رہا ہوکر خدا کی لایزال طاقت سے متصل ہوجائیں۔ تاریخ کے بڑے ظالموں کے ہاتھ مستضعفوں کے ممالک سے کاٹ دیں اور ان کے حرص وہوس کی امیدوں پر پانی پھیر دیں۔

ہاں، اے دنیا کے مسلمانو اور زمین کے کمزور انسانو! اٹھ کھڑے ہو، اپنی تقدیر کو اپنے ہاتھ میں لو کب تک بیٹھے رہوگے اور ہماری تقدیروں کا فیصلہ واشنگٹن یا ماسکو میں ہوتا رہے گا۔ کب تک تمہارا قدس، امریکہ کی ناجائز اولاد، غاصب اسرائیل کے بوٹوں تلے روندا جاتا رہے گا؟ کب تک قدس، فلسطین اور لبنان کی سرزمین اور اس دیار کے مظلوم مسلمان ظالمانہ تسلط میں رہیں گے اور تم تماشائی بنے رہوگے۔ جبکہ تمہارے بعض خائن حکام ان کے حامی ہیں؟ کب تک دنیا کے تقریبا ایک ارب مسلمان اور تقریبا دس کروڑ عرب، اتنے وسیع ممالک اور بے حساب وسائل کے باوجود مشرق ومغرب کی لوٹ مار اور ان کی اور ان کے آلہ کاروں کی ستم رانیوں اور غیر انسانی قتل عاموں کا تماشا کرتے رہیں گے؟ کب تک افغانی اور لبنانی بھائیوں پر ہونے والے وحشت ناک مظالم کو برداشت کرتے رہیں گے؟ اور ان کا جواب نہیں دیں گے؟ کب تک اسلام کے دشمنوں سے مقابلے کے بجائے، خود کار اسلحہ اور فوجی والی قوت کے ذریعے قدس کی نجات سے غفلت برتتے ہوئے بڑی طاقتوں کے ساتھ سیاسی کاموں اور سازشی چال بازیوں کے ذریعے وقت ٹالتے رہیں گے، اور اسرائیل کو لاتعداد مظالم کی مہلت دے کر کب تک قتل عام ہوتے دیکھتے رہیں گے؟

کیا قوم کے سربراہوں کو نہیں معلوم اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ طاقتور سیاستدانوں اور تاریخ کے ظالموں کے ساتھ سیاسی مذاکرات سے قدس، فلسطین اور لبنان کو نجات نہیں دی جاسکتی بلکہ ہر روز ظلم اور ستم میں اضافہ ہوتا جائے گا؟ قدس کی آزادی کے لیے ایمان اور اسلام کی طاقت پر منحصر، اسلحہ استعمال کرنا چاہیئے اور ان سیاسی چال بازیوں سے پرہیز کرنا چاہیئے جن سے بڑی طاقتوں سے ساز باز اور ان کو راضی رکھنے کی بو مشام میں آرہی ہو۔

مسلمان قومیں خصوصاً فلسطینی اور لبنانی قوم، ان لوگوں کو تنبیہہ کریں جو سیاسی چال بازیوں میں وقت پاس کررہے ہیں۔ (آپ لوگ) ان سیاسی کھیلوں میں نہ آئیں جن کا نتیجہ مظلوم قوم کے زیان اور نقصان کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ کب تک مشرق ومغرب کے جھوٹے افسانے، طاقتور مسلمانوں کو مسحور بنائے رکھیں گے؟ اور کب تک ان کے کھوکھلے پروپیگنڈے مسلمانوں پر دہشت طاری کرتے رہیں گے؟ ...

آج ایران بیرونی میڈیا، امریکہ، صہیونیزم اور انقلاب سے مار کھائے ہوئے افراد کی پروپیگنڈہ مشینریوں (کے

زہریلے پروپیگنڈے) کے باوجود، مکمل پیشرفت کی طرف گامزن ہے اور یہ اسلامی ممالک اور دنیا کے مستضعفین کے لیے عبرت کا درس ہے کہ اپنی قوت کے ذریعے مشرق ومغرب اور ان سے وابستہ لوگوں اور ان کے آلہ کاروں کی بدمستیوں سے نہ ڈریں. خداوند تعالیٰ، اسلام اور ایمان کی قوت پر بھروسہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں، اپنے ممالک سے ظالموں کو دور بھگائیں. قدس شریف اور فلسطین کی آزادی کو اپنے منصوبوں میں سرفہرست قرار دیں. امریکہ کی ناجائز اولاد صہیونی تسلط کی بدنامی کے دھبے کو اپنے دامن سے مٹائیں اور یوم القدس کو زندہ رکھیں ...

امید ہے کہ اس دن کے زندہ رکھنے سے لاتعلقی کا احساس دور اور غفلتیں ختم ہوجائیں اور شریف قومیں قیام کے ذریعے بعض خائن سربراہوں کو میدان سے ہٹادیں جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی اسرائیل کے حامی اور امریکہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے مسلمانوں کے مفادات کے خلاف اپنی ذلت ورسوائی کی سیاسی او ظالمانہ زندگی بسر کررہے ہیں اور (ایسے لوگوں کو) تاریخ کے قبرستان میں دفن کردیں. ان غاصب حکام کو جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ اسرائیل اور صدام جیسے کفـار کی جنگ میں کفار کا ساتھ دیا اور اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا. اسلامی میدان سے خارج ہوجانا چاہیئے اور انہیں مسلمانوں پر حکومت کرنے کے حق سے محروم کردینا چاہیئے. (۱)

یوم القدس، مستضعفین کا دن

ایران کی قوم، حکومت، پارلیمنٹ، فوج اور دیگر مسلح قوتیں جو آج اسلامی اتحاد اور الٰہی انسجام کے تحت ایک صف بنے ہوئے ہیں اور اس بات کا پختہ عزم رکھتے ہیں کہ ہر شیطانی طاقت اور انسانوں کے حقوق پر تجاوز کرنے والوں کے مقابلے میں مظلوموں کا دفاع کریں گے. قدس و فلسطین کے مسلمانوں کو واپس لوٹنے تک لبنان اور قدس شریف کی حمایت کریں گے. دنیا کے مسلمان یوم القدس کو دنیا کے تمام مسلمانوں بلکہ مستضعفین کا دن سمجھیں اور اسی حساس نقطے سے مستکبرین اور دنیا کے لٹیروں کے مقابلے میں قیام کریں اور طاقتوروں کے ستم سے مظلوموں کی نجات تک نہ بیٹھیں. (۲)

یوم القدس میں قوموں کی ذمہ داری

یوم القدس اور تاریخ بشریت کے عظیم انسان (حضرت علیؑ) کی شہادت کی آمد کے موقع پر قوموں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے اجتماعات اور مظاہروں میں اپنی حکومتوں سے پر زور مطالبہ کریں کہ وہ امریکہ اور اسرائیل کے مقابلے میں فوجی قوت اور تیل کے اسلحہ کے ذریعہ اٹھ کھڑی ہوں، اگر حکومتوں نے نہ سنا اور

۱-۲- امام خمینیؒ کا پیغام - ۱۰ /۵/ ۱۳۶۰ - یکم اگست ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۴)، - ۳)، دص ۵)

ظالم اسرائیل، جو پورے علاقے حتیٰ حرمین شریفین کے لیے بھی خطرے کا باعث ہے اور اب اس کے (توسیع پسندانہ) عزائم واضح ہوچکے ہیں، کی حمایت کی تو طاقت، ہڑتال اور دھمکیوں کے ذریعے انہیں اقدام پر مجبور کریں. اسلام اور اس کے مقدس مقامات کو (اسرائیل کے) تجاوز کا خطرہ ہے. کوئی مسلمان شخص بھی اس کے مقابلے میں خاموش نہیں رہ سکتا. اور اب جبکہ اسرائیل نے مسلمان ممالک پر وسیع پیمانہ پر حملہ کیا ہے اور بے گناہ وبے سہارا مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے، اس موقع پر علاقے کی حکومتوں کی طرف سے (جاری ہونے والا بیان) بے سود اور سازش کا حصہ ہے اور اس سے افسوسناک یہ کہ (مسلمان ممالک) اسرائیل کے ڈر سے ظالم امریکہ سے پناہ مانگتے ہیں. یعنی در حقیقت سانپ کے ڈر سے اژدھا سے پناہ مانگتے ہیں! یہ لوگ ان سے مقابلے کے وسائل رکھنے کے باوجود انہیں ایک سخت بات کہنے یا ایک دھمکی دینے تک کے لیے تیار نہیں ہیں. ان حالات میں سب محو اور نابودی کے لیے تیار ہوجائیں اور اپنی پوری زندگی میں ہر ذلت قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوجائیں. (۱)

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۲۵ /۴/ ۱۳۶۱ ۔ ۱۵ جولائی ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۲۸

▫ فصل پنجم

حج کے موقع پر مشرکین سے اظہار برائت

حجاج کرام، امریکه اور اسرائیل کی سازشوں کو دنیا والوں تک پہنچائیں

اے خانہ خدا کے زائرین، آپ دائیں بازو اور بائیں باوز خاص کر لٹیرے اور تجاوز کار امریکہ اور ظالم اسرائیل کی سازشوں کو دنیا والوں تک پہنچائیں اور ان سے مدد کی درخواست کریں. ان ظالموں کے مظالم کو شمار کرائیں اور مسلمانوں کے حالات کی اصلاح اور ظالموں کے تسلط کے خاتمہ کے لیے خداوند عالم کی بارگاہ میں التجاء کریں. خدائے قادر کے ارادے سے میں آپ کو کامیابی ونصرت کی نوید دیتا ہوں. (۱)

آل سعود کی نظر میں، حج کے دوران فلسطین کے مسئلے کو پیش کرنا، اسلام میں بدعت ہے

حجاز بھی ایک روز اسلام اور اسلامی لشکر کی تجہیز کا مرکز تھا. کہا جاتا ہے کہ ہم سے کیا مطلب کہ دنیا میں کیا ہورہا ہے اور اسرائیل کیا کررہا ہے! آقای موسوی خوئینی ہا (۲) کہہ رہے تھے کہ وہاں کے آئمہ جمعہ پر اتنا زور دیا کہ فلسطین کے بارے میں کچھ بیان کریں لیکن انہوں نے صرف اس دعا پر اکتفاء کیا ہے کہ خداوند عالم، مسلمانوں کو اسرائیل کے شر سے نجات دے، اور ہمارے حجاج نے جتنی مار کھائی، انہوں نے جتنی جیلیں

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۳۰ /۸/ ۱۳۵۸ - ۲۱ نومبر ۱۹۷۹ صحیفہ نور ج ۱۰ ص ۲۲۲

۲۔ ۱۴ /۵/ ۱۳۶۱ (۵ اگست ۱۹۸۲ء) سے لیکر ۲۵ /۵/ ۱۳۶۴ (۱۶ اگست ۱۹۸۵) تک حضرت امام خمینیؒ کے حکم کے مطابق جناب حجۃ الاسلام آقائے محمد موسوی خوئینی ہا حج کے امور میں ان کے نمائندہ اور (ایرانی) حجاج بیت اللہ الحرام کے سرپرست رہے ہیں.

کاٹیں اور جتنی اہانتیں برداشت کیں، فقط یہ اس وجہ سے تھیں کہ اسرائیل کا نام نہ لیاجائے. کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ایسا حج سنت رسول اللہؐ کے خلاف اور اسلام میں بدعت ہے! (۱)

حج کا فلسفہ یہ ہے کہ مشرکین سے برائت کی جائے

یہ (خانہ خدا کے ایرانی زائرین) مہمان آئے ہیں تا کہ مناسک حج کے ساتھ ساتھ ابراہیم خلیل اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہیں، کہ انہیں لبیک کہنا بھی خدا کو لبیک کہنا ہے. ان لوگوں کے ساتھ جو " **کل فج عمیق** " سے خدا اور اس کے عظیم رسول کی طرف ہجرت کرکے آئے ہیں، خلوص، صفا، محبت، وفا اور اسلامی اخوت کے ساتھ برتاؤ کیجیے اور خدا ورسولؐ کے مہمانوں کو تکلیف نہ پہنچائیے. یہ لوگ مناسک حج انجام دینے اور کفار ومشرکین سے برائت کا اظہار کرنے کے لیے آئے ہیں جن سے خدا اور اس کے رسولؐ نے برائت کا اظہار کیا ہے. ان دیندار مہمانوں کا احترام کریں اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمن، غاصب اسرائیل کی سرکوبی اور اس کے آقا امریکہ جو اسلام اور اسلامی ممالک کے دشمنوں کا سرغنہ ہے، کے ہاتھ کاٹنے کے لیے ایک طاقتور اسلامی حکومت سے فائدہ اٹھائیں. مکہ مکرمہ کو پوری دنیا کے زائرین کی ہم آہنگی سے ستمگروں کے خلاف فریاد کے مرکز میں تبدیل کردیجیے، کہ یہ حج کے اسرار میں سے ایک راز ہے. اور خدا ان کی لبیک کی آوازوں اور عبادتوں سے بے نیاز ہے. (۲)

فریاد برائت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن یخرج من بیته مهاجراً الی اللہ ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ (۳)

الحمدللہ علی الائه والصلوۃ والسلام علی انبیائه سیما خاتمهم وافضلهم وعلی اولیائه وخاصة عبادہ سیما خاتمهم وقائمهم ارواح العالمین لمقدمه الفداء.

قلم، زبان، تقریر وتحریر ان گراں بہا نعمات (الہیہ) کے شکر سے عاجز ہے جو دنیا والوں کو حاصل ہیں اور نصیب ہوتی رہیں گی. وہ خالق جس نے اپنے سراپا نور سے ظاہر وپوشیدہ کون ومکان کو علی الاعلان اور مخفی طریقے سے

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۲/۷/۱۳۶۱ ۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۵۳

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۲/۶/۱۳۶۲ ۔ ۳ ستمبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۹۳

۳۔ سورہ نساء آیت ۱۰۰

وجود بخشا اور اپنے برگزیدہ بندوں کی برکت سے اپنی نعمتوں کو ہم تک پہنچایا۔ وہ اللہ جو آسمانوں اور زمینوں کا نور "اللہ نور السموات والارض " (۱) ہے اس نے اپنے ظہور جمیل سے اپنے "جمال" کو بے نقاب کیا اور بتایا کہ "ھو الاول والاخر والظاھر والباطن " (۲) (وہی سب سے اول ہے وہی سب سے آخر ہے وہی ظاہر بھی ہے اور باطن بھی) وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنی مقدس آسمانی کتب کے ذریعے جو اس کی ذات غیب کی طرف سے اس کے انبیاء "صفی اللہ" سے "خلیل اللہ" تک اور "خلیل اللہ" سے "حبیب اللہ" صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین پر نازل ہوئیں، کمالات تک رسائی کی راہ دکھائی اور کمال مطلق میں فنا ہونے کی تعلیم دی اور اللہ کی طرف رخ کرنے والوں کا جو صلہ ہوگا اس کے بارے میں بتایا کہ : "ومن یخرج من بیته مهاجراً الی اللہ ...الخ" (یعنی جو کوئی اپنے گھر سے اللہ کی طرف ہجرت کرتا ہے اگر اسے (اس راہ میں) موت آجائے تو بتحقیق اس (ہجرت) کا صلہ اللہ نے اپنے ذمے لے رکھا ہے) نیز یہ اللہ ہے جس نے ہمیں بتایا ہے کہ صاحبان ایمان، اپنے دوستوں نیز کفار، مستکبرین اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھنا چاہیے؟

" محمدرسول اللہ والذین معه اشدآ علی الکفار رحمآء بینهم " (۳) (یعنی محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے ساتھ تو سخت برتاؤ کرتے ہیں مگر ایک دوسرے کے ساتھ لطف ورحم سے پیش آتے ہیں) اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں خاتم النبیّن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت قرار دیا (ہم شکرگذار ہیں اس معبود حقیقی کے) جس نے ہمیں تمام موجودات میں افضل واشرف بنانے کے علاوہ اس قرآن مجید کا پیروکار بنایا، جو اس کی ذات غیب کی طرف سے نازل ہونے والی مقدس کتابوں میں سب سے عظیم اور افضل کتاب ہے۔ وہ کتاب جو وحدت جمیعہ کی صورت میں مجموعہ کمالات بھی ہے اور جسے شیاطین جن وانس سے ہر لحاظ سے محفوظ رکھنے کی ضمانت بھی خود اللہ نے لے رکھی ہے اور فرمایا ہے کہ : "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون " (۴) (بے شک ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) وہ قرآن مجید جس کا نہ ایک حرف زیادہ اور نہ ایک حرف کم ہوا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو ہمیں نہ صرف یہ بتاتی ہے کہ اللہ کے برگزیدہ انبیاء نے اپنے اپنے زمانے میں دنیا کے مستکبرین اور لٹیروں کا کس طرح مقابلہ کیا بلکہ اس حقیقت سے بھی روشناس کراتی ہے کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں، طاقت پر گھمنڈ کرنے والوں، کفار اور خاص طور پر منافقوں کے ساتھ کیا رویہ رکھا تھا اور یہ وہ حیات آفرین طرز عمل ہے جو ہر زمانے اور ہر علاقے کے لیے مفید ومؤثر ہے۔ اسی کتاب میں ارشاد خداوندی ہے کہ : "قل ان کان آبائکم وابنائکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها

۱۔ سورہ نور آیت ۳۵ ۲۔ سورہ حدید آیت ۳ ۳۔ سورہ فتح آیت ۲۹ ۴۔ سورہ حجر آیت ۹

احب الیکم من اللّٰہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللّٰہ بامرہ واللّٰہ لایہدی القوم الفاسقین " (۱) (اے رسولؐ کہہ دو تمہارے باپ دادا، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی بند، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبہ والے، وہ مال جو تم نے کما کے رکھ چھوڑا ہے اور وہ تجارت جن کے مندا پڑجانے کا تمہیں اندیشہ ہے اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر تمہیں خدا اور اس کے رسولؐ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں، تو ذرا ٹھہرو (انتظار کرو) یہاں تک کہ خدا اپنا حکم (عذاب) لائے اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔)

یہ خطاب، مصلحت اندیشوں، ساز باز کرنے والوں، منافقوں، جوانوں کی شہادت جانی ومالی نقصان یا پھر اسی قسم کے دیگر نقصانات پر افسوس کا اظہار کرنے والوں سے متعلق ہے اور اس ضمن میں یہ بات قابل غور ہے کہ محبت خدا ورسولؐ کے ذکر کے بعد احکامات الٰہیہ میں " جہاد فی سبیل اللہ " کا تذکرہ کرکے ہمیں آگاہ کیا گیا ہے کہ " اللہ کی راہ میں جہاد " تمام احکامات میں سرفہرست ہے کیونکہ وہ اصولوں کی حفاظت کرتا ہے۔ نیز اسی ضمن میں اس امر کی یاد دہانی بھی کرائی گئی ہے کہ جہاد ترک کرنا، ذلت ورسوائی، غلامی، اسلامی اصولوں کی پامالی، انسانی اقدار کی نابودی، غرض یہ کہ ہر وہ چیز جس سے تمہیں (انسان کو) خطرہ لاحق ہے جیسے۔ بچوں اور بڑوں کا قتل عام اور ازواج وخاندان کی اسیری وغیرہ ان سب کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے کہ یہ تمام امور جہاد ترک کردینے خاص طور پر دفاعی جہاد کے چھوڑنے کا ہی نتیجہ ہیں، جس کا آج ہمیں سامنا ہے اور یہی وہ صورت حال ہے جس کی طرف اس آیہ کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ " فلیحذر الذین یخالفون من امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم " (۲) (پس وہ لوگ ڈریں جو اس (خدا) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ کسی فتنہ وفساد سے دوچار نہ ہوں یا پھر انہیں دردناک عذاب کا سامنا نہ کرنا پڑے) قابل غور امر یہ ہے کہ اس سے بڑھکر اور کیا فتنہ ومصیبت ہو سکتی ہے کہ دشمنان اسلام خاص طور پر اس دور میں دین اسلام کی جڑیں کھود کر (سابقہ) شاہ جیسے ظالموں کی حکومت برقرار کرنے اور (ہمارے ملک میں) ایک بار پھر ہماری قوم، نوجوان نسل اور ہماری ملکی پیداوار کو تباہ وبرباد کرنے والوں کو (اقتدار کی کرسی پر) لانا چاہتے ہیں! آج (ہمارے دشمن) ایرانی عوام کو اسی مصیبت سے دوچار کرنے کے خواہاں ہیں جس کا (گذشتہ کئی) برسوں سے عراق کے مظلوم عوام کو سامنا کرنا پڑرہا ہے۔

خدا کی ذات مقدس پر لاکھوں حمد اور شکر ادا کرتے ہیں کہ جس نے ملت ایران کی معنوی تربیت کے ذریعے اسے شہنشاہی ظلم وستم میں غرق ہونے سے نجات دی اور ان کو اسلام کے پرشکوہ پرچم کے سائے تلے مستقل اور آزاد سرزمین (چلانے) کے آداب ورسوم سکھائے۔ آج پوری دنیا میں ایران کے سوا کوئی بھی ایسا ملک نہیں جو بڑی طاقتوں کی مداخلت سے الگ ہو اور اپنی تقدیر کو اپنے ہاتھوں سے اسلام عزیز کی بنیاد پر

۱۔ سورہ توبہ آیت ۲۴ ۲۔ سورہ نور آیت ۶۳

تعین کرسکے اور غیروں کو للکار سکے خداوند نے ہم پر احسان کیا کہ اس قوم کے سائے میں زندگی بسر کررہے ہیں. وہ ذات باری تعالیٰ لائق حمد وشکر ہے جس کا یہ لطف وکرم ہے کہ اس وقت جبکہ قابل صد احترام ایرانی حجاج معبد عشق اور اپنے معشوق کے مرقد (کی زیارت) کا قصد کرکے اللہ اور اس کے عظیم المرتبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کررہے ہیں دنیا کے گوشے گوشے سے اسلام کی فلک شگاف آوازیں بلند ہورہی ہیں، دنیا کے چپے چپے پر اسلام کا معنوی پرچم لہراتا نظر آرہا ہے اور دنیا والوں کی نظریں حضرت ولی اللہ الاعظم ارواحنا لمقدمہ الفداء کے ملک پر جمی ہوئی ہیں اس ملک کے وہ بدخواہ اور منحرف عناصر جن کی ذلت ورسوائی کا ڈھول سر بازار پٹ چکا ہے جو اپنے خواب خرگوش کی بناء پر اسلامی جمہوریہ (ایران) کی حکومت کا تختہ تین ماہ یا ایک سال کی مدت میں الٹ دینے کی خود کو اور اپنے آقاوؤں کو پیشین گوئیاں دیا کرتے تھے ان کی تمام تر کوششوں کے باوجود اللہ کے فضل وکرم سے کئی برس گذر جانے کے بعد بھی عزیز اسلامی ملک ایران پہلے سے کہیں زیادہ پائیدار اور مضبوط ہوچکاہے. اس ملک کے عوام پہلے سے کہیں زیادہ سربلند نظر آرہے ہیں. اس ملک کی مسلح افواج پہلے سے کہیں زیادہ طاقتور دکھائی دے رہی ہیں. اس ملک کے نوجوان اور عمر رسیدہ افراد پہلے سے زیادہ باعزم ہیں. اس ملک کے مقدس حوزہ ہائے علمیہ (دینی مدارس) مجتہدین کرام اور علمائے اعلام کثر اللہ امثالہم (خداوند ان جیسے علماء کی تعداد میں اضافہ کرے) کے زیر سایہ اور بارونق ہوچکے ہیں. دینی مدارس اور یونیورسٹیوں کے درمیان ربط وتعلق کو استحکام حاصل ہوچکاہے. بری، بحری اور ہوائی طاقتیں (افواج) بھرپور انداز سے سرگرم عمل ہیں. اس ملک میں سیاسی، فوجی اور ثقافتی منصوبوں پر تیزی کے ساتھ کام جاری ہے. ملک ہر میدان میں ترقی کی منزلیں طے کررہا ہے. جب کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے دشمن جو در حقیقت اسلام اور ہمارے ملک کے استقلال (خود مختاری) اور آزادی کے دشمن ہیں روز بروز کمزور ہوتے جارہے ہیں۔ دشمنان اسلام کی مایوسیاں بڑھ رہی ہیں۔ مستکبرین کے محل لرزہ براندام ہیں "بلیک ہاؤس" کی رسوائی عیاں ہوچکی ہے. محل نشینوں کے اضطراب میں اضافہ ہورہا ہے، بین الاقوامی خبررساں ایجنسیوں کی گمراہی جو حقیقت میں محل نشینوں کی گمراہی ہے پہلے سے زیادہ واضح ہوچکی ہے. لہذا یہ نئی صورت حال جو اس وقت سامنے آرہی ہے اس کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ دنیا کے مسلمان اور مستضعف افراد اس سے نہایت دانشمندانہ انداز سے فائدہ اٹھائیں. ضرورت اس امر کی ہے کہ اب تمام مسلمان فرقے اور مستضعفین ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر مستکبرین کی غلامی کی زنجیروں سے نجات حاصل کریں (اسی حقیقت کے پیش نظر) میں چند باتیں بطور تذکر عرض کررہا ہوں :-

مشرکین سے اظہار برائت (نفرت) کا مسئلہ جو کہ توحیدی ارکان اور حج کے سیاسی واجبات میں شامل ہے اسے ایام حج میں عظیم الشان مظاہرے اور جلوسوں کی شکل میں نہایت پرشکوہ انداز سے بجالانا ضروری ہے.

لهذا ایرانی اور غیر ایرانی حجاج کرام کو چاہئے کہ وہ حج کمیٹی کے اراکین اور میرے نمائندے جناب حجۃ الاسلام کروبی (۱) کے ساتھ مکمل ہم آہنگی کا اظہار کرتے ہوئے اس سلسلے میں منعقد ہونے والی تمام تقریبات میں بھرپور حصہ لیں. مشرکین، ملحدین اور عالمی سامراجی طاقتوں خصوصاً امریکہ سے اظہار برائت کے لیے خانہ توحید کے ارد گرد فلک شگاف نعرے بلند کرنے اور دشمنان خلق وخدا کے خلاف اپنی دشمنی، غیض وغضب اور نفرت کے اظہار کے معاملے میں غفلت نہ برتیں.

(ذرا سوچیں) کیا دیانت کا تحقق، حق سے محبت ووفاداری اور باطل سے اظہار نفرت وبرائت کے ماسوا بھی کچھ اور ہے؟ موحدین (توحید پرستوں) کے ساتھ محبت، خلوص اور عشق کا اظہار، منافقین سے مکمل طور پر اظہار نفرت کے بغیر ممکن ہی نہیں. خانہ کعبہ جو کہ مقام امن وطہارت ہونے کے علاوہ "مرکز قیام ناس" (انسانوں کے قیام کا مرکز) ہے، اس سے زیادہ بہتر اور سزاوارتر اور کونسا "گھر" ہوسکتا ہے، جہاں ہر طرح کے ظلم وستم، استحصال، غلامی، پست اور غیر انسانی صفات سے اظہار نفرت کرتے ہوئے اپنے قول اور عمل میں ان سے اجتناب کرنے کا عزم کیا جائے اور "الست بربکم" (۲) کے عہد کی تجدید کرتے ہوئے تفرقہ پھیلانے والے آقاؤں کے بتوں کو توڑ کر پیغمبر اسلامؐ کی اس اہم ترین سیاسی حکمت عملی کو زندہ کرنے اور اسے باقی رکھنے کی سعی کی جائے جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے کہ : " **واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر** ..." (۳) (یاد رکھیں!) سنت رسولؐ اور اعلان برائت پرانی ہونے والی چیزیں نہیں، اعلان برائت صرف ایام حج تک ہی منحصر نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق سے محبت اور دشمنان خدا سے عملی طور پر اظہار نفرت (کے عمل) کو پوری دنیا میں فروغ دیں. خناسوں کے وسواس، شک وتردید پیدا کرنے والوں کے شبہات اور متحجر ومنحرف افراد کی باتوں پر کان نہ دھریں، نیز ایک لمحہ کے لیے بھی توحید کے مقدس نغمہ اور اسلام کی آفاقیت سے غافل نہ ہوں. اس لیے کہ یہ بات مسلمہ ہے کہ دنیا (کی دولت وثروت) کو ہڑپ کرنے والے اور اقوام عالم کے دشمن اب کسی لمحے بھی چین سے نہیں بیٹھیں گے، بلکہ ہمیشہ مکر وفریب اور مختلف چہروں کا سہارا لیکر اپنی مذموم کوششوں کو جاری رکھنے کی سعی کرتے رہیں گے. علماء نماؤں، درباری ملاوں، بادشاہوں کے ہاتھوں بکے ہوئے لوگوں، قومیت پرست افراد اور منافقین کے ذریعے غلط اور منحرف فلسفوں، تفصیلوں اور تاویلوں کو بروئے کار لاکر مسلمانوں کو خلع سلاح کرنے اور امت محمدیہؐ کے استحکام، عظمت اور اقتدار کو نابود کرنے کے لیے وہ کوئی بھی حربہ استعمال کرنے سے دریغ نہیں کریں گے.

۱۔ ۲۵ /۵/ ۱۳۶۴ (۱۶ اگست ۱۹۸۵ء) سے لیکر امام خمینیؒ کی رحلت تک، امامؒ کے حکم کے مطابق جناب حجۃ الاسلام آقائے شیخ مہدی کروبی، حج کے امور میں ان کے نمائندہ اور (ایرانی) حجاج بیت اللہ الحرام کے سرپرست رہے ہیں.

۲۔ سورہ اعراف آیت ۱۷۲ ۳۔ سورہ توبہ آیت ۳

ہوسکتا ہے کہ جاہل اور تنگ نظر افراد یہ کہیں کہ خانہ خدا کے تقدس کو جلوسوں، مظاہروں، نعروں اور اظہار برائت کے ذریعے ختم کرنا درست نہیں ہے؛ حج عبادت وذکر (الٰہی) کی جگہ ہے میدان جنگ نہیں ہے! یہ بھی ممکن ہے کہ بعض نام نہاد علماء یہ کہیں کہ مبارزہ، جنگ، برائت اور محاذ آرائی دنیادار اور دنیاوی جاہ ومقام کے طالب افراد کا کام ہے. سیاسی معاملات میں دخل اندازی اور وہ بھی حج کے ایام میں، کسی طرح بھی علماء کے شایان شان نہیں ہے (لہٰذا آپ حضرات کو متوجہ رہنا چاہیئے کہ) اس قسم کے پروپیگنڈے، خود سامراجی طاقتوں کی خفیہ سیاست ہی کی ایک کڑی ہیں. اس لیے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام تر امکانات کے ساتھ الٰہی اقدار اور مسلمانوں کے مفادات کی حفاظت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں. مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی دفاعی صفوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور بے خبر مردہ دل اور شیاطین کے پیروکاروں کو مزید اس امر کی مہلت نہ دیں کہ وہ مسلمانوں کے اعتقادات اور عزت وآبرو پر حملہ کرسکیں، مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ہر علاقے اور ہر سرزمین پر خصوصاً کعبہ حق میں اللہ کے سپاہیوں (جنود اللہ) کی صفوں میں شامل ہوں. ہمارے زائرین بیت اللہ کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ عشق وشعور اور جذبہ جہاد سے سرشار بہترین اور مقدس ترین سرزمینوں سے ایک بلند وبالا کعبہ کی جانب رخت سفر باندھیں اور سید الشہداء حضرت ابا عبد اللہ الحسینؑ (۱) کی طرح احرام حج سے احرام جنگ، طواف حرم وکعبہ سے، صاحب بیت کے طواف اور آب زمزم سے وضو کرنے کے بجائے خون شہادت سے غسل کرنے کی طرف متوجہ ہوں تاکہ اس طرح وہ ایک ایسی ناقابل تسخیر امت اور ایک مستحکم قلعہ بن جائیں، جس کا نہ تو مشرق کی بڑی طاقتیں مقابلہ کرسکیں اور نہ ہی مغرب کی طاقتیں اس کے سامنے ٹھہر سکیں. اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حج کا پیغام اور اس کی روح اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے کہ مسلمان اس سے جہاد بالنفس کا دستور العمل حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کفر وشرک کے خلاف جد وجہد کا منصوبہ بھی بنائیں.

بہر حال حج کے موقع پر اعلان برائت کفر وشرک اور بت پرستی کے خلاف جد وجہد کے عہد کی تجدید اور مجاہدین راہ حق کے جہاد کو جاری رکھنے کی ایک مشق ہے اور اسے صرف نعروں پر ہی منحصر نہیں کیا جاسکتا. اس لیے کہ یہ (نعرے) تو ابلیس اور ابلیسیوں کے مقابلے میں اللہ کے سپاہیوں کی جد وجہد کے آغاز کا اعلان ہیں، اور ان کا شمار توحید پر ایمان کے ابتدائی اصولوں میں ہوتا ہے. اگر مسلمان خانہ خدا میں اللہ کے

۱۔ حضرت امام حسین علیہ السلام یزید کی بیعت سے انکار کے بعد مدینہ روانہ ہوئے. مکہ میں چار ماہ قیام کے بعد، مکہ میں حکومت یزید کے گماشتوں کے پیدا کردہ حالات اور بیعت کرنے کے لیے کوفہ کے لوگوں کی طرف سے دعوت کی وجہ سے آپؑ مراسم حج کے باوجود آٹھ ذی الحجہ سن ۶۰ ہجری کو کوفہ کی طرف چل پڑے. یزید کی بیعت سے آپؑ کے دوبارہ انکار کے بعد، یزید کے لشکر نے کربلا کے مقام پر سن ۶۱ ہجری میں ۱۰ محرم کے روز آپؑ پر جنگ مسلط کردی. آخر کار حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے قلیل ساتھیوں (۷۲ افراد) کے ساتھ یزید کے سپاہیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش فرمایا.

دشمنوں کے خلاف اظہار نفرت نہیں کریں گے تو پھر کس جگہ اس امر کا اظہار کر سکتے ہیں؟ اگر حرم، کعبہ، مسجد اور محراب اللہ کے سپاہیوں اور حرم وحرمت انبیاء کا دفاع کرنے والوں کے مورچے نہیں بن سکے تو پھر وہ کون سی جگہ ہے جو ان (مسلمانوں) کے لیے جائے امن اور پناہ گاہ ثابت ہو سکتی ہے؟

مختصر یہ کہ اعلان برائت (ظلم کے خلاف) جہاد کو جاری رکھنے کے مراحل میں سے پہلا مرحلہ ہے اور اس کے بعد کے مراحل کو دوام بخشنا ہمارا وہ اہم فریضہ ہے جو ہر زمانے اور ہر عصر کے تقاضوں کے مطابق مختلف انداز اور مناسب حکمت عملی کے ذریعے ادا کیا جاسکتا ہے۔ آج جبکہ کفر وشرک کے سربراہوں نے توحید کے وجود کو مکمل طور پر خطرہ میں ڈال رکھا ہے، اقوام عالم کے تمام قومی، ثقافتی، دینی اور سیاسی مظاہر ان کی ہوس وشہوت رانی کا شکار بن چکے ہیں۔ ہمارے لیے یہ غور کرنا ضروری ہے کہ اس صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ کیا ایسی صورت میں ہمیں اپنے گھروں میں بیٹھ کر غلط افکار، انسانوں کے مقام ومنزلت کی توہین، مسلمانوں کو کمزور اور عاجز بنانے والے امور کی تشہیر، شیطان اور شیطان صفت افراد کی مذموم سازشوں کو خاموشی سے برداشت کرتے ہوئے معاشرے کو اس خلوص تک رسائی سے روک دینا چاہیئے جو غایت کمال اور نہایت آمال ہے؟ اور یہ تصور کرلینا چاہیئے کہ بتوں اور بت پرستی کے خلاف انبیاء علیہم السلام نے جو جنگ لڑی تھی وہ بے جان پتھروں اور لکڑیوں سے لڑی تھی؟ اور نعوذ باللہ حضرت ابراہیمؑ جیسے پیغمبروں نے جو بتوں کو توڑنے میں تو پیش قدم تھے مگر ظالم اور ستم گر افراد سے جنگ کے وقت میدان چھوڑ کر ہٹ گئے؟ حالانکہ بتوں کو توڑنا، نمرودیوں، مشرکوں، چاند، سورج اور ستاروں کی پرستش کرنے والوں کے خلاف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام جنگ ایک عظیم ہجرت کی نوید ہے، نیز ان کی مختلف ہجرتیں، تکالیف کو برداشت کرنا، بے آب وگیاہ وادی میں سکونت اختیار کرنے کے بعد وہاں بیت اللہ کی تعمیر اور حضرت اسماعیل کی قربانی پیش کرنا ایسے امور ہیں جو اس رسالت اور بعثت کا مقدمہ ہیں جس میں اولین پیغمبروں کے پیغام کا خاتمہ اور کعبہ کے آخرین بانیوں اور مؤسسوں کی تکرار پائی جاتی۔ اور جو اپنی ابدی رسالت کو "اننی بریء مما تشرکون" (۱) کے ابدی کلام سے پہنچایا ہے۔ اگر ہم اس کے سوا کوئی دوسری تفسیر یا تاویل پیش کریں تو پھر ظاہر ہے کہ موجودہ زمانے میں گویا بت اور بت پرستی کا کوئی وجود ہی نظر نہیں آتا۔ حالانکہ وہ کونسا عقل مند انسان ہے جو عصر حاضر میں مختلف شکلوں میں ظاہر ہونے والی نئے انداز کی بت پرستی کو نہ جانتا ہو اور " بلیک ہاؤس " (وھائٹ ہاؤس) جیسے بت کدوں نے اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے خون اور ان کی ناموس کے علاوہ تیسری دنیا پر جو تسلط قائم کر رکھا ہے اس کے بارے میں خبر نہ رکھتا ہو!

آج مشرکین اور کفار سے برائت کے اظہار کے لیے ہماری بلند ہونے والی آوازیں در حقیقت اس ملت کی

۱۔ سورہ انعام آیت ۱۹

فریادیں ہیں جو مشرقی اور مغربی سامراج خصوصا امریکہ کے ظلم وستم کے سبب جاں بہ لب ہے جس کے گھروں، وطن اور دولت کو لوٹ لیا گیا ہے۔

ہماری صدائے برائت، لبنانی، فلسطینی اور دیگر ان مسلمان اقوام کی فریاد ہے جن پر استعماری طاقتیں خاص طور پر امریکہ اور اسرائیل، حرص وہوس کی آنکھیں گڑائے ہوئے ہیں اور ان کی دولت کو ہڑپ کرنے کے لیے انہوں نے ان اقوام پر اپنے آلہ کار اور کٹھ پتلی عناصر کو زبردستی مسلط کرنے کے علاوہ ہزاروں کلومیٹر اراضی پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے اور ان کے ملک کی زمینی اور بحری سرحدوں پر اپنا تسلط جما رکھا ہے۔ ہماری فریاد برائت ان تمام لوگوں کی فریاد ہے جو امریکی تسلط اور دباؤ کو برداشت کرنے کی طاقت کھوچکے ہیں اور نہیں چاہتے کہ ان کی نفرت اور غیظ وغضب کی آواز ہمیشہ کے لیے ان کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ جائے، جنہوں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ وہ آزاد رہ کر زندگی گذاریں گے اور آزاد مریں گے۔ جن کی یہ خواہش ہے کہ ان کی فریاد آزادی، آنے والی نسلوں کی فریاد قرار پائے۔ ہماری فریاد برائت اپنی قوم کی عزت وناموس کے دفاع، ملک کی دولت اور سرمایہ کے تحفظ کی آواز اور ان دردمند اقوام کی فریاد ہے جن کے دلوں کو کفر ونفاق کے خنجروں نے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے۔ ہماری فریاد برائت ان غریبوں، فقر وفاقہ کا شکار محروموں اور پا برہنہ افراد کی فریاد ہے جن کے خون پسینے اور دن رات کی کمائی ذخیرہ اندوزوں اور بین الاقوامی لٹیروں کی جیبوں میں اترتی ہے اور جو آئے دن زیادہ حریص ہوتے چلے جارہے ہیں، جو فقیر ونادار اقوام کے خون جگر اور کسانوں اور محنت کشوں کی کمائی کو کیپٹلزم، سوشلزم اور کمیونزم کے نام پر ہڑپ کر رہے ہیں، اور پوری دنیا کے اقتصاد کی شاہ رگ کو اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے پوری دنیا کے عوام کو ان کے کم سے کم جائز حقوق سے بھی محروم کردیا ہے۔ ہماری فریاد برائت اس ملت کی فریاد ہے جس کو نابود کرنے کے لیے تمام سامراجی طاقتیں برسرپیکار ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے ناوکوں، کمانوں اور نیزوں سے قرآن وعترت رسولؐ کو نشانہ بنا رکھا ہے۔ خدا وہ دن نہ لائے کہ امت محمدیؐ یعنی عاشوراء کے حوض کوثر سے سیراب ہونے والے اور حکومت صالحین کے منتظر افراد ذلت ورسوائی کی موت کے ساتھ ساتھ مشرقی ومغربی سامراج کی قید وبند کی زندگی گذارنا پسند کریں، نیز نہ ہی خدا وہ دن دکھائے کہ ان دیو صفت مشرکین وکفار کی طرف سے قرآن وعترت رسول خداؐ اور ابراہیم حنیف کے پیروکاروں پر جو ظلم وستم ہورہا ہے اور انہیں جھٹلانے کی جو کوشش کی جارہی ہیں "خمینی" ان کے مقابلے میں خاموش بیٹھا نظر آئے یا مسلمانوں کی ذلت رسوائی کا تماشا دیکھتا رہے۔ میں نے اپنی ناچیز جان اور خون کو فریضہ الٰہی کی ادائیگی کے علاوہ مسلمانوں کے دفاع کے لیے وقف کر رکھا ہے اور شہادت کی عظیم کامیابی کا منتظر ہوں۔

سامراجی طاقتوں اور ان کے کٹھ پتلی عناصر کو یقین کرلینا چاہیئے کہ اگر "خمینی" یکہ وتنہا بھی رہ جائے تب بھی وہ ظلم وستم، مشرکین وکفار اور بت پرستی کے خلاف نبرد آزما نظر آئے گا اور اگر خدا کی نصرت اس

کے شامل حال رہی تو دنیائے اسلام کے رضاکاروں اور ظالموں کے ظلم وعتاب کاشکار، پابرہنہ افراد کے ساتھ مل کر دنیا کو ہڑپ کرنے والوں اور ظلم وستم کا بازار گرم کرنے والوں کی نیندیں حرام کردے گا۔

جی ہاں، " نہ شرقی نہ غربی " کا نعرہ، ہمارے اسلامی انقلاب کا ابدی معیار ہے۔ جی ہاں، " لاشرقیہ ولاغربیہ " کا نعرہ ہمارے اسلامی انقلاب کا بنیادی نعرہ ہے یہی نعرہ غیر جانبدار اسلامی ملک کے علاوہ ان غیر اسلامی ممالک کی سیاست کا ماخذ بھی ہے جو انشاء اللہ مستقبل قریب میں اسلام ہی کو دنیائے بشریت کی نجات کا واحد ذریعہ تسلیم کریں گے اور پھر ذرہ برابر بھی اس سیاست سے منحرف نہیں ہوں گے۔ دنیا کے اسلامی ممالک اور مسلمانوں کو نہ تو یورپ اور امریکہ کے مغربی سامراج اور نہ ہی روس کے مشرقی سامراج سے وابستہ رہنے کی ضرورت ہے جلد ہی وہ دن آنے والا ہے جب تمام مسلمان اپنے خدا، اس کے رسول ؐ اور امام زمانہ ؑ سے وابستہ نظر آئیں گے اور یہ بات یقینی ہے کہ اسلام کی بین الاقوامی سیاست سے روگردانی مکتب اسلام کی امیدوں سے منہ پھیرنے اور رسول خدا وائمہ معصومین (علیہم السلام) کے حق میں خیانت کرنے کے مترادف ہے اور یہ وہ خلاف ورزی ہے جس کے نتیجے میں ہمارے ملک اور عوام کا ہی نہیں بلکہ تمام اسلامی ممالک کا نابود ہوجانا یقینی ہے۔ کسی فرد کو یہ گمان بھی نہیں کرنا چاہئے کہ یہ نعرہ ایک وقتی اور عارضی نعرہ ہے اس لیے کہ یہی سیاست ہمارے ملک کے عوام، اسلامی جمہوریہ اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے ابدی عمل کا معیار ہے چونکہ صراط حق پہ چلنے کی شرط برائت اور گمراہوں سے دوری اختیار کرنا ہی ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس عمل کو ہر سطح اور تمام اسلامی معاشروں میں بروئے کار لایا جائے۔ مسلمانوں کو ایران کے دلیر عوام کے ساتھ مکمل اتحاد اور یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے برائت کے جلوسوں میں شرکت کرنے کے بعد اپنے ممالک اور اسلامی سرزمینوں سے سامراجی عناصر کونکالنے، مشرقی اور مغربی سامراج کے فوجی اڈوں کو اپنے ملک سے نابود کرنے کی فکر کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ دنیا کو ہڑپ کرنے والوں کو ایسا موقع فراہم نہ کریں جس کے ذریعہ ان کے دشمن اپنے مفادات کی خاطر خود مسلمانوں کے وسائل کو اسلامی ممالک کی تباہی وبربادی کے لیے استعمال کرسکیں۔ اس لیے کہ اسلامی ممالک اور ان کے سربراہوں کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی اور ذلت ورسوائی نہیں ہوسکتی کہ غیر ملکی عناصر مسلمانوں کے خفیہ اور فوجی ذرائع ومراکز تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں! مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دشمنوں کے غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈوں سے ہرگز ہراساں اور خوفزدہ نہ ہوں کیونکہ ان (سامراجیت کے) محل اور ان کی سیاسی وفوجی طاقت مکڑی کے جال کی طرح دن بدن مضمحل اور کمزور ہوتی جارہی ہے۔

دنیا کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بعض اسلامی ممالک کے ان سربراہوں کی تربیت اور ان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں جو غیروں کے ہاتھوں بک چکے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ان سربراہوں کو نصیحت اور دھمکیوں کے ذریعے اس خواب غفلت سے بیدار کریں جس کی وجہ سے وہ خود ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے

مفادات کی تباہی و بربادی کا موجب بن رہے ہیں۔ مسلمان خود بھی کٹھ پتلی عناصر اور غلاموں کو خبردار کرتے رہیں اور ساتھ ہی مکمل بصیرت و آگاہی کے ساتھ منافقوں او عالمی استکبار کے آلہ کاروں سے بھی غافل نہ رہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے نہ رہیں اور اسلام کی شکست اور مسلمانوں کی عزت و آبرو نیز دولتوں اور ان کے منابع کے لٹنے کا تماشا دیکھتے نہ رہیں۔

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ فلسطین کی آزادی کے لیے جد وجہد کریں اور ساز باز کرنے والے ان ذلیل سربراہوں کے خلاف اپنے غم وغصہ اور نفرت کا اظہار کریں جو فلسطین کے نام پر مقبوضہ علاقوں میں بسنے والے مظلوم فلسطینی عوام کی امیدوں پر پانی پھیرنے کے جرم کا ارتکاب کررہے ہیں، اور ایسے مکروہ چہروں کو دنیا والوں کے سامنے بے نقاب کریں، مسلمان اس امر کی ہرگز اجازت نہ دیں کہ خائن اور غدار افراد مذاکرات، ملاقاتوں اور آمد ورفت کے ذریعے فلسطین کے بہادر عوام کی شرافت و حیثیت کو مجروح کرسکیں۔ یہ انقلابی نما کم ظرف اور بے عزت و بے آبرو سامراجیت کے آلہ کار ہیں اور آزادی قدس کے نام پر امریکہ واسرائیل سے وابستہ ہوکر اپنے مفادات کی حفاظت کررہے ہیں۔

قابل صد تعجب یہ امر ہے کہ جوں جوں فلسطین کے افسوسناک واقعات کو رونما ہوئے وقت گذرتا جارہا ہے اسلامی ممالک کے سربراہوں کی خاموشی میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے! بلکہ اس کے بر عکس یہی سربراہ، فلسطین پر غاصبانہ قبضے کے معاملے کو جانتے ہوئے بھی اسرائیل کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے اور اس سے ساز باز کرنے کے معاملے میں تیزی دکھا رہے ہیں! یہاں تک کہ بیت المقدس کی آزادی سے متعلق بلند ہونے والے نعروں میں بھی کمی پیدا ہوگئی ہے! یہی نہیں بلکہ اگر ایران جیسا ملک اور اس کے عوام جو خود اس وقت جنگ کے علاوہ اقتصادی، سیاسی اور تبلیغاتی محاصرے میں ہیں فلسطین کے بہادر عوام کے حقوق کی حمایت میں زبان کھولتے ہیں تو ان کی مذمت کی جاتی ہے! اگر ایرانیوں کی طرف سے ایک دن کو "یوم القدس" کے نام سے منایا جاتا ہے تو اس سے بھی انہیں وحشت محسوس ہوتی ہے! آخر ایسا کیوں ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ لوگ یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ زمانے میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے اسرائیل اور صہیونیت کے جرائم کی شکل اور ماہیت میں فرق آچکا ہے اور خون کے پیاسے صہیونی بھیڑیئے نیل سے لے کر فرات تک کی سرزمینوں پر قابض ہونے کے خیال کو بھلا بیٹھے ہیں؟!

ایران کے قابل احترام حکام، ہمارے عوام اور دوسری اسلامی اقوام تو اس شجرہ خبیثہ کی جڑوں تک کو اکھاڑ پھینکنے کے بعد ہی آرام کا سانس لیں گی۔ خدا کی مدد اور لطف وکرم سے اسلام کے پیروؤں کی بکھری ہوئی اکائیاں، امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معنوی توانائی اور اسلامی ممالک کے تمام تر امکانات سے استفادہ کرتے ہوئے دنیا کے گوشے گوشے میں "حزب اللہ" کی شاخیں قائم کی جانی چاہیں اور اسرائیل کو اپنے کیے پر پشیماں ہونے پر مجبور کرکے اسلامی مقبوضہ علاقوں کو اس کے چنگل سے نجات دلانے کی پوری کوشش کی جانی چاہیے۔

میں نے جس طرح گذشتہ برسوں کے دوران یعنی اسلامی انقلاب سے قبل اور اس کی کامیابی کے بعد متعدد بار اس بات کی یاد دہانی کرائی ہے اور اس بار بھی آپ کو اسلامی ممالک کے وجود میں صہیونیت کی سڑی ہوئی کینسر کی گلٹی پیدا ہونے والے خطرات کے بارے میں خبردار کررہا ہوں اور اپنی اسلامی حکومت کے سربراہوں، ذمہ دار حکام اور عوام کی طرف سے آزادی قدس کے لیے کام کرنے والی اسلامی تحریکوں کو مکمل حمایت کا یقین دلاتا ہوں. میں لبنان کے ان عزیز نوجوانوں کا جو ملت اسلامیہ کی سرفرازی اور دنیا کو ہڑپ کرنے والوں کی ذلت ورسوائی کا سبب بنے ہیں، شکریہ ادا کرتا ہوں اور جو غصب شدہ ملک کے بغل میں واقع لبنان اور مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کا منہ توڑ جواب دینے کے ساتھ ساتھ اپنے دشمنوں کے مفادات کو خطرات سے دوچار کرنے کا سبب بن رہے ہیں ان کی قطعی اور آخری کامیابی کے لیے دعا کرتا ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایران کے غیور اور بہادر عوام انہیں ہرگز اکیلا نہیں رہنے دیں گے. میرے عزیز نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ خدا پر بھروسہ رکھیں، مسلمانوں کی معنوی طاقت سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور تقویٰ، جہاد، صبر واستقامت جیسے اسلحہ کے ذریعے دشمنوں پر حملہ کریں اس لیے کہ خدا کا وعدہ ہے: (۱) " ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم " (۲)

برائت کے بغیر ہمارا حج، حج ہی نہیں

اس سال انشاء اللہ ڈیڑھ لاکھ افراد ایران سے حج پر جارہے ہیں. حجاج اپنے فریضے پر جو مشرکین، امریکہ اور اسرائیل سے اظہار برائت ہے، عمل کریں گے. یہ ممکن ہی نہیں کہ ہمارے حجاج حج پر جائیں اور عالمی سامراج کے خلاف مظاہرے نہ کریں. اصولی طور پر مشرکین سے برائت، حج کے سیاسی فرائض میں سے ہے اور اس کے بغیر ہمارا حج، حج ہی نہیں. آل سعود کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور پالیسی اختیار کی تو (گویا) وہ دنیا کے تمام مسلمانوں کے مقابلے میں کھڑے ہیں اور اگر صحیح اور درست اقدام کیا تو یہ ان کے فائدے میں ہوگا. (۳)

۱۔ پیغام برائت ۔ ۱۳۶۶/۵/۶ ۔ ۲۸ جولائی ۱۹۸۷ صحیفہ نور ج ۲۰ ص ۱۰۹

۲۔ سورہ محمد ﷺ آیت ۷

۳۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۳۶۷/۱/۲۲ ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۸۸ صحیفہ نور ج ۲۰ ص ۲۰۲

فلسطین کا اسلامی جہاد، برائت مشرکین کا ثمرہ

ایران کی عزیز اور دلاور قوم مطمئن رہے کہ حادثہ مکہ (۱) دنیائے اسلام میں عظیم انقلابات، اسلامی ممالک کے فاسد نظاموں کی جڑوں کو کاٹنے اور علماء نما افراد کو طرد کرنے کا باعث ہوگا۔ اگر چہ برائت مشرکین کے واقعے کو ایک سال سے زائد عرصہ نہیں گذرا، لیکن ہمارے عزیز شہداء کے پاک خون کے قطروں کی خوشبو پوری دنیا میں پھیل گئی ہے اور اس کے آثار دنیا کے دور ترین خطوں میں دکھائی دے رہے ہیں، فلسطینی عوام کی معرکہ آرائی ایک اتفاقی واقعہ نہیں، دنیا کیا سمجھتی ہے کہ فلسطینیوں میں یہ جذبہ کس نے پیدا کیا ہے اور اس وقت انہوں نے کن اعتقادات پر بھروسہ کر رکھا ہے جو بے ڈھرک ہوکر خالی ہاتھ صہیونیوں کے وحشیانہ حملوں کے مقابلے میں مقاومت کر رہے ہیں؟ کیا یہ صرف وطن سے محبت کی پکار ہے جس نے ان کے وجود کو پہاڑ کی طرح مستحکم کردیا ہے؟ کیا خود فروختہ سیاست بازوں کے (لگائے ہوئے) درخت سے فلسطینیوں کے دامن میں پائیداری، زیتون نور اور امید کے پھل جھڑ رہے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ان لوگوں نے تو فلسطینیوں کے ساتھ اور فلسطینی قوم کے نام پر برسوں روٹیاں توڑی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اللہ اکبر کی آواز ہے۔ یہ وہی ہماری قوم کی فریاد ہے جس نے ایران میں شاہ کو اور بیت المقدس میں غاصبوں کو ناامید کردیا ہے اور یہ اسی برائت کے نعرے کی عملی تصویر ہے کہ فلسطینی قوم نے حج کے مظاہروں کے دوران اپنے ایرانی بہن بھائیوں کے ساتھ قدس کی آزادی کے لیے فریاد لگائی اور مردہ باد امریکہ، روس اور اسرائیل کہا تھا، اور شہادت کے اسی جام کو جسے ہمارے عزیزوں نے نوش کیا، فلسطینی قوم نے بھی اپنا خون نثار کرکے نوش کیا۔ جی ہاں، فلسطینیوں نے اپنی گم کردہ راہ کو ہماری فریاد برائت کے ذریعے ڈھونڈ لیا ہے اور ہم نے دیکھا کہ اس جہاد میں آہنین حصار کس طرح ٹوٹے، اور کس طرح خون، تلوار پر، ایمان، کفر پر اور نعرے گولیوں پر کامیاب ہوئے اور کس طرح نیل سے فرات تک قبضہ کرنے کا بنی اسرائیل کا خواب پریشاں ہوگیا اور ہمارے لاشرقیہ ولا غربیہ کے شجرہ مبارکہ سے دوبارہ فلسطین کا کوکب دری

۱۔ سانحہ مکہ سے مراد، چھ ذی الحجہ ۱۹۸۸ء (۱۳۶۶) میں مشرکین سے برائت کے ایرانی اور غیر ایرانی حجاج بیت اللہ کے مظاہرے پر سعودی پولیس اور سیکورٹی دستوں کا وحشیانہ حملہ ہے جس میں امریکہ واسرائیل سے اظہار برائت کے جرم میں کئی سو حجاج بیت اللہ شہید ہوگئے تھے۔

جگمگا اٹھا اور آج پوری دنیا میں جس طرح کفر اور شرک کے ساتھ صلح کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر اقدامات کیے جارہے ہیں اسی طرح فلسطین کی مسلمان قوم کو غصے کے شعلوں کو خاموش کرنے کے لیے بھی (کوششیں) جاری ہیں اور یہ انقلاب کی پیش رفت کا فقط ایک نمونہ ہے۔ (۱)

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام۔ ۲۹ / ۴/ ۱۳۶۷ ۔ ۲۱ جولائی ۱۹۸۸ صحیفہ نور ج ۲۰ ص ۲۳۳

□ چوتھا حصّہ

اسلامی جمہوریہ ایران کو جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے سے روکنے کے لیے دشمنوں کی کوششیں

□ فصل اول

مسلط کردہ جنگ

اور انقلابی (ملک) ایران کے خلاف بعض ملکوں کا پروپیگنڈہ

صہیونیزم کے خلاف، اسلام کے محاذ کو صدام نے کمزور کیا ہے

صدام پر مقدمہ چلنا چاہیئے جس طرح کارٹر پر بھی مقدمہ چلنا چاہیئے. وہ (کارٹر) اپنے فائدے پر عمل کرتا تھا اور یہ ملعون (صدام) امریکہ کے فائدے کے لیے کام کرتا ہے، صدام چند کلومیٹر خشک وخالی زمین کے لیے لشکر کشی نہ کرتا اور اس قدر مسلمان آبادی کو چاہے اس طرف (عراق) سے یا اس طرف (ایران) سے، جنگ پر مجبور نہ کرتا اور انہیں قتل نہ کراتا اور اس طرح کتنے اربوں عراقی دینار اور ایرانی تومان کا دونوں ممالک کو نقصان نہ پہنچاتا، اور وہ ہتھیار جو ہمیں دشمنوں، صہیونیوں اور سامراج کے خلاف استعمال کرنے چاہیئے تھے، ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہ کرتے، یہ ایسی خیانت ہے جسے صدام نے (امریکہ کے مفاد میں) انجام دیا ہے. (۱)

مسلط کردہ جنگ، صہیونیزم اور بعث پارٹی کے گٹھ جوڑ کا نتیجہ

اس مسلط کردہ جنگ میں ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ وہ وسائل جو اسرائیل کی نابودی اور عظیم بیت المقدس کی نجات کے لیے صرف ہونے چاہیئے تھے وہ بزرگ شیاطین، عالمی صہیونیزم اور بعث پارٹی کے گٹھ جوڑ سے اسرائیل اور امریکہ کے سخت ترین دشمن پر حملے میں صرف ہوئے اور ہو رہے ہیں.

۱۔ اسلامی ممالک کے سفیروں سے امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۲۹ /۷/ ۱۳۵۹ ۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۰ صحیفہ نور ج ۱۳ ص ۱۲۷

ہم پھر دہراتے ہیں کہ جب تک اسلامی قومیں اور دنیا کے مستضعفین، عالمی مستکبروں اور ان کے بچوں، خاص کر غاصب اسرائیل کے خلاف قیام نہیں کریں گے، ان کے ظالم ہاتھ اسلامی ممالک سے کوتاہ نہیں ہوں گے اور کینسر کا یہ غدود بیت القدس اور لبنان سے نہیں نکلے گا. صدام اور سادات جیسے لوگ اپنے مظالم جاری رکھیں گے اور مصر اور عراق کو نابودی کے دہانے پر کھڑا کردیں گے. ان ستمگروں سے بچنے کی صورت، اسلام کی آغوش میں پناہ لینے، قرآن کریم کی طرف دین دارانہ توجہ اور وحدت واتفاق کے ساتھ توحید کے پرچم تلے جمع ہوکر قیام کرنے میں ہے. (۱)

... اسرائیل کے لیے موقع فراہم کرنا ...

جو چیز بہت ہی افسوسناک ہے یہ ہے کہ بڑی طاقتوں خاص کر امریکہ نے ہمارے ملک پر حملہ کرنے کے لیے صدام کو فریب دے کر، ایران کی مقتدر حکومت کو اپنے ملک کا دفاع کرنے میں مصروف کردیا ہے تا کہ غاصب اور شرپسند اسرائیل کو موقع فراہم کرے کہ وہ اپنے نیل سے فرات تک عظیم اسرائیل تشکیل دینے کے منحوس منصوبے پر عمل کرسکے.

امریکہ کے نئے مہرے اسحاق شامیر نے دوسرے مہرے بگین کی جگہ وزیر اعظم کے عہدے کے لیے نامزد ہوتے ہی، سب سے پہلے اسرائیل کے نقشے کو فاش کیا، اس نے کہا کہ تنظیم آزادی فلسطین (P-L-O) کو محو ہونا چاہیے! اس نے یہ بات صراحت سے کہی ہے کہ وہ ایک عظیم اسرائیل کے طرفدار کی حیثیت سے باقی رہے گا. (۲)

ہم ہر محاذ پر لڑنے کے لیے تیار ہیں

ہم آج یہاں ایک ایسی (عراقی بعثی) پارٹی اور وہاں پر اس طرح کی فاسد اسرائیلی حکومت کے ہاتھوں میں مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں، ہم دونوں محاذوں پر لڑنے کے لیے تیار ہیں. یہاں پر (ایران عراق جنگ میں) ہمارا اپنا مسئلہ ہے جنگ کریں گے. وہاں پر (فلسطین میں) بھی ہمارا اپنا مسئلہ ہے. ہم حاضر ہیں، لیکن (فلسطین) تک جانے کے لیے ہمیں راستہ دینے کے لیے کیا ہم آپ کو کوئی چیز دیں گے تب آپ ہمیں راستہ دیں گے! کیا ہم اب مجرم سے کوئی سروکار نہ رکھیں اور بیٹھ کر صلح کرلیں؟ کیا اب ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالیں کہ یہ جو تم اس قدر جرم کے مرتکب ہوئے ہو اور اب چونکہ تم ہمارے ساتھ چلنا چاہتے ہو، لہذا آو

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام - ۲۷ /۶/ ۱۳۶۰ - ۱۸ ستمبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۱۵۸

۲۔ امام خمینیؒ کا پیغام - ۳۱ /۶/ ۱۳۶۲ - ۲۲ ستمبر ۱۹۸۳ صحیفہ نور ج ۱۸ ص ۱۲۱

کچھ ہمیں دو تا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں! نہیں یہ مسئلہ عاقلانہ نہیں ہے اور ہرگز نہیں ہوگا۔
راستہ دینے کا مسئلہ ایک ایسی چیز ہے کہ آپ کو ہم سے درخواست کرنی چاہئے کہ ہم ان دوسرے کاموں میں مصروف ہوجائیں، رضاکار تو ہم ہیں۔ آپ کو ہم سے درخواست کرنی چاہئے کہ جناب آئیں ہماری مدد کریں تا کہ ہم (فلسطین) جائیں اور اسے روکیں، اگر آپ سچ کہتے ہیں کہ آپ اسرائیل کے مخالف ہیں تو ہمیں جانے دیں اور اگر مسئلہ یہ نہیں ہے اور آپ اسرائیل کے خلاف نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم وہاں پر نہ جائیں تو اس کے لیے ایسی شرط لگاتے ہیں کہ ہم نہ جائیں۔ (۱)

اسرائیل سے جنگ کے لیے ایران سے، رشوت کی مانگ!

ہمارے ملک نے اپنے عظیم سرمایہ کو جو اس کے نوجوان ہیں، اخلاص کے ساتھ پیش کیا اور (یہ لوگ) اسلام اور خدا کے دین کے لیے جہاد کررہے ہیں اور مسلمانوں کے لیے پیش آنے والے ہر حادثے کے لیے میدان میں ہیں، (لیکن) مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ ہماری حکومت (عراق کو) تجویز پیش کررہی ہے کہ راستہ دو تا کہ ہم تمہارے دشمن سے جنگ کریں۔ لیکن صدام اسے من جملہ شرائط میں سے ایک شرط قرار دیتا ہے! اس لیے کہ آپ لوگوں سے مایوس ہے آپ بھی شرط لگادیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے اسے معاف کر دو، تب ہم تمہیں راستہ دیں! اور وہ بھی کس طرح؟ کیا یہ مصیبت نہیں ہے کہ جو اسلام پر آن پڑی ہے کہ جان نثاروں کا ایک گروپ، عربوں کے دشمن، اسلام کے دشمن، حرمین شریفین کے دشمن، پورے علاقے کے دشمن کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے (اور خود وہ عرب بیٹھے ہیں لاتعلق ہیں بلکہ ان کے ساتھ ہیں) ہم سے رشوت مانگتے ہیں تا کہ ان کو راستہ دیں اور وہ (جان نثار) وہاں (اسرائیل) جاکر ان کے لیے جنگ کریں! اس کی مثال اس ڈوبنے والے شخص کی ہے جو دریا میں غرق ہورہا ہے، جب اسے کوئی نجات دینے کے لیے جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھ کیا دو گے کہ میں تمہیں اپنی نجات کے لیے اجازت دوں! حکومت عراق نے عدالت وانتقام الٰہی کے چنگل سے بھاگ نکلنے کے لیے اسرائیل کے مسئلہ کو بہانہ بنایا ہے۔ اس بات کو بہانہ بنایا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم اجازت دیں تو جائیں اور ہم (جیسے) ڈوبے ہوئے لوگوں کو نجات دیں۔ ہم نے آپ پر جو مظالم ڈھائے ہیں ان سے درگذر کردیں!

... وہ راستہ جو صدام ہمیں دینا چاہتا ہے ایسا راستہ ہے جس میں وہ خود اپنی نجات کا راستہ ڈھونڈ رہا ہے۔ ایسا نہیں کہ وہ اسرائیل کے لیے راستہ دینا چاہتا ہو اس نے مسئلہ کے دونوں پہلوؤں کا جائزہ لے رکھا ہے اگر ہم

۱۔ فوج کے افسروں اور عہدیداروں سے امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۳ /۳/ ۱۳۶۱۔ ۱۳ جون ۱۹۸۲ روزنامہ جمہوری اسلامی

مان لیں تو صلح ہوجائے گی اور صدامی بچ نکلیں گے اور اگر قبول نہ کریں تو واضح ہوجائے گا ہم جہاد نہیں کرنا چاہتے۔ اسرائیل سے جنگ نہیں کرناچاہتے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ ہمیں منظور ہے، آپ ہٹ جائیں۔ ماہرین آئیں اور دیکھیں کہ آپ لوگوں نے اس ملک میں کیا کیا ہے؟ کتنے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ماہرین آئیں اور دیکھیں کہ یہ مظالم کس نے ڈھائے ہیں؟ لیکن کیا ہم مظالم سے اس لیے صرف نظر کریں کہ آپ کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں یہ ایسی عجیب باتیں ہیں جو تاریخ میں موجود رہیں گی؛ ان عجائبات میں سے ہیں جو تاریخ کا حصہ بن جائیں گی کہ ایران عربوں کی نجات کے لیے لڑنا چاہتا تھا چونکہ اسرائیل خاص طور پر عربوں کا مخالف ہے۔ ایران حرمین شریفین کی نجات اور اسلامی ممالک کی نجات کے لیے لڑنا چاہتا تھا جن کو اسرائیل کی طرف سے خطرہ ہے۔ ایران اس فاسد کینسر سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا لیکن حکومتیں اس سے رشوت مانگتی تھیں؛ یہ ایسی باتیں ہیں جو تاریخ میں ثبت ہوں گی۔ یہ ایسی رسوائیاں ہیں جو ان اشخاص کی پیشانی پر ثبت ہوجائیں گی۔ (۱)

عراق کی مکمل شکست کے بعد اسرائیل پر حملے کے لیے راہ کھل جائے گی

نادان لوگ تصور کرتے تھے کہ ایرانی قوم ان کے غیر انسانی مظالم اور اپنی قیمتی شخصیات کے شہید ہونے سے میدان سے بھاگ جائے گی، وہ لوگ ملت ایران کے میدان میں جمے رہنے کے راز کو درک نہیں کرسکتے تھے اور نہ کرسکیں گے۔ ایرانی قوم اسی طرح اپنی الٰہی قوت کے ذریعے آگے بڑھ رہی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ صدام اور عفلقی (بعث) پارٹی کو بچانے کے لیے امریکہ کی حالیہ سازش کی شکست کے بعد، ہماری شجاع فوجیں عراق کی مکمل پسپائی کے بعد بیت المقدس کی طرف حملے کی راہ کھول دیں گے۔ جیسا کہ ہمیں امید ہے کہ ہم علاقے کے ممالک کی بے حسی کے شاہد نہ رہیں گے کہ اسلامی ملک لبنان پر اسرائیل کے حملے اور اس کے حالیہ قتل وغارت کی وجہ سے ان کی ہر چیز نابودی کے خطرے میں ہے۔ مسلمان قوموں کو معلوم ہونا چاہیے کہ علاقے کی بعض حکومتوں کی موت جیسی خاموشی اور امریکہ اور اسرائیل کے سامنے بے چون وچرا تسلیم ہونے کی وجہ سے آج لبنان عزیز دنیا کے لٹیرے (امریکہ) اور اس کی ناجائز اولاد (اسرائیل) کے حلق میں جارہا ہے اور عنقریب آنے والے کل کو دوسرے عزیز ممالک بھی جائیں گے اگر علاقے کی حکومتیں، تیل کے اسلحے اور گرم اسلحوں سے ان دہشت گردوں کے مقابلے میں کھڑی ہوجائیں تو اسرائیل اور پھر امریکہ اور ہر دوسرے طاقتور لٹیرے کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔ ہم اس بات پر اپنے شدید رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں کہ بعض اسلامی حکومتیں، اصلی ظالم اور درجہ اول کے سازشی امریکہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس آدم خور بھیڑیئے سے اپنی نجات چاہتی

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام - ۲۳/۳/۱۳۶۱ - ۱۳ جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۹۳

ہیں۔ ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ ایران کی بہادر قوم اور انقلابی حکومت کو اگر عراق کے ساتھ جنگ اور جس میں ہم اس وقت پھنسے ہوئے ہیں اس سے ہمیں گمراہ کرنے کی سازش نہ ہوتی اور ہمیں دونوں محاذوں پر شکست دینے کا منصوبہ در پیش نہ ہوتا تو آج ہم کسی اور طرح سے عمل کرتے۔ ہم ایک بار پھر اسلامی حکومتوں خاص کر علاقے کی حکومتوں کی طرف رجوع کرتے ہوئے ان سے درخواست کرتے ہیں اور ان سے قاطعیت کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں کہ اسلامی قوموں کی شرافت، جان، ناموس اور مال کی حفاظت کے لیے اٹھ کھڑی ہوں۔ شام کی حکومت، فلسطینیوں اور ہمارے ساتھ مل کر ایک ہی صف میں اسلام اور عرب کی عزت اور شرافت کا دفاع کریں اور ہمیشہ کے لیے اپنے زرخیز ممالک سے ان ظالموں اور لٹیروں کے ہاتھوں کو کاٹ دیں۔ فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں کہ کل دیر ہو جائے گی۔ (۱)

ایران کے خلاف مصر و اسرائیل کا اتحاد

مصر کی حکومت تو صراحت کے ساتھ کہتی ہے کہ اس اسلامی جمہوریہ کو ہونا ہی نہیں چاہئے اور (یہ حکومت) اسرائیل کی حکومت کے ساتھ اسلام کو سرکوب کرنے کے لیے متحد ہوجاتی ہے۔ مصر اور اسرائیل آپس میں معاہدہ کرتے ہیں کہ ایران کے خلاف عراق کی مدد کریں گے۔ اسلامی ممالک کی حالت کیوں ایسی ہونی چاہئے کہ اسرائیل لبنان پر حملہ کرے اور وہ لاتعلق رہیں اور بعض کی اسرائیل کے ساتھ دوستی بھی ہو؟ ہمیں اپنی راہ پر بڑھتے رہنا چاہئے اور مقاومت کرنی چاہئے۔ (۲)

اسرائیل کے مخالف ملک سے جہاد کا حکم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میں استرجاع اسرائیل کے مظالم اور جنوبی لبنان کے بہت سے مظلوم مسلمانوں کی شہادت اور ان کے نقصانات کے لیے نہیں پڑھ رہا ہوں اگرچہ ان کے لیے بھی کلمہ استرجاع پڑھنا چاہئے۔ اس اسلامی ملک کے شہروں اور قصبوں کے لیے استرجاع نہیں پڑھ رہا ہوں جن پر اسرائیل کی کافر اور ظالم صہیونی حکومت نے قصبہ کر رکھا ہے اور جن کو اس نے خراب کردیا ہے اگرچہ ان کے لیے بھی استرجاع پڑھنا چاہئے۔ اس مظلوم اسلامی علاقے کے لیے میں نے استرجاع نہیں پڑھا جہاں ہزاروں بہن بھائی بے سہارا اور بے وطن ہوچکے ہیں

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۶/۴/ ۱۳۶۱۔ ۲۷ جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۱۷

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۶ /۳/ ۱۳۶۱۔ ۶ جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۸۵

اگرچہ ان کے لیے بھی استرجاع پڑھنا چاہیے. میں نے اسرائیل کے زیر ستم مظلوم فلسطینیوں کے لیے استرجاع نہیں پڑھا، اگر چہ ان کے لیے بھی استرجاع پڑھنا چاہیے. میں نے ایلام (ایران کے ایک شہر کا نام) میں چالیس ہزار سے زائد عورتوں، مردوں اور شیر خوار بچوں کی شہادت پر جو امریکہ اور خون خوار اسرائیل کے خلاف نعرے لگا رہے تھے اور صدامی ظالموں کے ہاتھوں بموں کا نشانہ بنے اور دو سو سے زائد بے گناہ صحرا نشینوں کو نقصان پہنچانے اور مسجدوں، امام بارگاہوں، ہسپتالوں اور مظلوموں کے گھروں کو خراب کرنے پر استرجاع نہیں پڑھا، اگرچہ ان کے لیے بھی استرجاع پڑھنا چاہیے. بلکہ (میں نے) اسلامی ممالک یعنی ان کی حکومتوں کی لاتعلقی پر استرجاع پڑھا ہے اور اے کاش کہ فقط لاتعلقی ہی ہوتی!

میں، امریکہ کی ان دونوں ناجائز اولادوں، اسرائیل اور صدام کی بہت سی حکومتوں کی طرف سے حمایت پر استرجاع پڑھ رہا ہوں. مجھے اور ہر مسلمان کو جہاں کہیں بھی ہو، اسلامی ممالک کی طرف سے ظالموں کے سرغنے امریکہ اور اسرائیل، نیز عالمی صہیونیزم کی منحوس آرزوؤں کو عملی جامہ پہنانے والی عراق کی بعث پارٹی کو مادی اور معنوی مدد کرنے پر استرجاع کرنا چاہیے. ہر غیرت مند مسلمان کو اسرائیل کے مخالف ملک کے ساتھ اس پر اسرائیل سے اسلحہ دریافت کرنے کے جھوٹے الزام کی وجہ سے جہاد کی تجویز پر استرجاع کرنا چاہیے. یہ کوشش اسلامی ملک لبنان پر حملہ کرنے اور جنوبی لبنان کے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو شہید کرنے والے ملک، اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے ہے.

جارح وظالم اسرائیل کی حمایت تو ہو، جارحین کے سرغنے امریکہ کی حاجت مند اور مظلوم اسلامی ممالک کے ذخائر سے مادی مدد تو کی جائے نیز اسلامی علاقے کے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ان کی سیاسی اور معنوی مدد تو کی جائے لیکن فلسطین اور شام اکیلے رہیں !....

میں خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسلامی ممالک کے مفادات سے نا آشنا اور قرآن کریم سے بے اعتناء اسلامی حکومتوں کو خواب غفلت سے بیدار فرمائے اور اسلام و مسلمانوں کے دشمنوں کو ذلیل وخوار فرمائے.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۱)

حکومتیں بجائے اس کے کہ علاقے سے اسرائیل کے وجود کو مٹائیں....

ایران کی قوم اور حکومت کو اگر چہ علاقے کی بہت سی حکومتوں کی بے جا مخالفت کا سامنا رہا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اسلامی بھائی چارے سے ہرگز چشم پوشی نہیں کرتے اور نہ ہی طاقت کا استعمال کرنا چاہتے ہیں.

۱۔ جنوبی لبنان پر اسرائیل کے حملے کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۷ /۳/ ۱۳۶۱ ۔ ۷ جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۸۷ ۔ ۱۸۶

علاقے کی حکومتیں. بجائے اس کے کہ آپس میں مل کر علاقے کو ان بڑی طاقتوں سے نجات دیتیں جو انہیں ایک وابستہ (ملک) کی نظر سے دیکھتی ہیں اور. بجائے اس کے کہ ان لوگوں کے مقابلے میں کھڑی ہوجاتیں جو ان کی سرشار ثروتوں، خاص کر تیل کو مفت لے جاتے ہیں اور. بجائے اس کے کہ علاقے سے اسرائیل کے ناپاک وجود کو مٹاتیں، ان سب نے اپنی پوری کوشش ایران کی حکومت اور قوم کے ساتھ دشمنی میں صرف کرر کھی ہے. (۱)

۱۔ حج اور عید سعید قربان کی مناسبت سے امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۷/۶/ ۱۳۶۳ ۔ ۲۹ اگست ۱۹۸۴ صحیفہ نور ج ۱۹ ص ۴۷

▫ فصل دوئم

بے بنیاد الزامـــات

(اسلامی جمہوری ایران کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات کے بارے میں افواہیں)

ایران واسرائیل کے تعلقات کے بارے میں بے بنیاد اور بچگانہ الزامات

ہمیں سادات اور صدام جیسوں سے کوئی توقع نہیں ہے جو طاقتور ممالک کے آلہ کار ہیں جو امریکہ کے آلہ کار ہیں جو اسلامی مملکت میں کافروں، ظالموں اور امریکہ کو فوجی اڈے بنانے کی اجازت دیتے ہیں. ہمیں ان سے کوئی توقع نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ اسلام پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے. وہ لوگ تو نوکر ہیں. امریکہ کے نوکر ہیں. جس چیز کا وہ حکم دے، عمل کرتے ہیں. چنانچہ اسلامی ملک پر کسی بہانے کے بغیر جو حملہ ہوا ہے، بڑی طاقتوں اور خاص کر امریکہ کے حکم سے ہی ہوا ہے. ہمیں ان سے کوئی توقع نہیں ہے. البتہ (ظاہر ہے کہ) انہیں مختلف راستوں سے ہماری مخالفت کرنی چاہیۓ اور ہم بھی یہاں بیٹھے ہیں کہ ان کے اعتراضات کو سن کر ان کا جواب دیں. وہ لوگ ایسے ملک کو جو اس سے پہلے بھی اس ملعون گروہ صہیونیزم کا مخالف تھا بلکہ ہم نے اس انقلاب سے پہلے منحوس پہلوی حکومت کے زمانے میں بھی اس فاسد (صہیونی) حکومت کی مخالفت کی تھی. یہ ہمیں الزام دیتے ہیں کہ ہم اسرائیل سے اسلحہ لاتے ہیں! ہم تو اسرائیل کو انسان ہونے کے لائق بھی نہیں سمجھتے کہ اس سے تعلقات رکھیں! ہم نے بیس سال ہی سے جہاں کہیں بھی بات آئی ہے جہاں بھی بیانیہ جاری ہوا ہے، اس میں جو مسئلہ سرفہرست رہا ہے، اسرائیل اور اسرائیل کی ستمگری (کا ذکر) رہا ہے. حالانکہ اسلامی ممالک کے

بہت سے سربراہوں نے اسرائیل کی مخالفت میں ایک قدم بھی ہمارا ساتھ نہیں دیا ہے۔

یہی صدام، جس نے یہ بساط پھیلا رکھی ہے، جیسا کہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنی مرضی سے اس رسوائی سے بچنے کے لیے جو اسلامی ایران پر حملہ کرنے سے اسے ہوئی اور اس وقت شکست کھا چکا ہے، اس ظلم پر پردہ ڈالنے کے لیے وہ اسرائیل کو دھمکی دیتا ہے کہ اس کے پاس جو مرکز ہے اس مرکز کو بموں سے اڑا دے گا تا کہ اسرائیل کے صدام سے مخالف ہونے کا ڈھونگ رچایا جاسکے اور یہ کہ اسرائیل، عراق کی بعث حکومت کا مخالف ہے۔ اس بات کے لیے ایک بہانے کی تلاش میں ہیں۔ ایک بے بنیاد بہانے کے در پے ہیں کہ نہیں جناب، اسرائیل تو صدام کا مخالف ہے لیکن ہمارے (ایران کے) ساتھ اس کے تعلقات ہیں۔ یہ ان کی بچگانہ اور بیہودہ باتیں ہیں جن سے ان کے خیال کے مطابق، ہمیں اسلامی ممالک میں اسرائیل کا طرفدار شمار کرانا چاہتے ہیں۔ جبکہ روز اول سے جب ہم ان امور اور اس (انقلابی) تحریک میں وارد ہوئے ہیں ہمارا سب سے اہم ادعا یہ تھا کہ اسرائیل کو صفحہ ہستی سے محو ہونا چاہئے۔ وہ لوگ ایسی غلط بات کو منوا ہی نہیں سکتے۔ بیرون ملک سے یہاں پہ آنے والے بھائیوں کو چاہئے کہ یہاں پر تحقیق کریں کہ ہم اسرائیل کے اسلحہ سے لڑنا چاہتے ہیں یا ایمان کے اسلحہ سے جنگ کر رہے ہیں۔ (۱)

ایران اور اسرائیل کے درمیان تعلقات کا الزام، تفرقہ ڈالنے کی ایک کوشش

اسلامی مذاہب کے درمیان اختلاف ڈالنے کا ظالمانہ منصوبہ ان بڑی طاقتوں نے بنایا ہے جو مسلمانوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اختلاف ڈالنے کا یہ منصوبہ بڑی طاقتوں کے خدا سے بے خبر ایجنٹوں کے ذریعے بنایا گیا ہے۔ ان میں درباری ملا بھی ہیں جو ظالم سلاطین سے زیادہ بد بخت ہیں۔ یہ لوگ ہرروز اسے چھیڑتے ہیں اور نالہ وفریاد کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہر موڑ پر اس امید میں کہ مسلمانوں کے درمیان وحدت کی بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ دیں، اختلاف ایجاد کرنے کے لیے منصوبہ پیش کرتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے اپنے ذرائع ابلاغ میں اسرائیل کے ساتھ ایران کے تعلقات اور اس سے اسلحہ خریدنے کے جھوٹے الزامات لگائے ہیں تا کہ عربوں کو ایران سے جدا کر سکیں۔ مسلمانوں کے درمیان دشمنی ڈال سکیں۔ بڑی طاقتوں کے لیے راستہ کھول سکیں اور ان کے تسلط کو زیادہ سے زیادہ بڑھا سکیں۔ لیکن کونسا ایسا آگاہ شخص ہوسکتا ہے جسے معلوم نہ ہو کہ ایران، اسرائیل کا سخت ترین دشمن تھا اور ہے اور اسے معلوم نہ ہو کہ سابق شاہ سے ہمارے اختلاف کی ایک وجہ، شاہ کے اسرائیل کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ کس کو معلوم نہیں کہ ہم نے بیس سالوں سے زائد عرصے

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲/۶/ ۱۳۶۰۔ ۲۴ اگست ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۱۰۹۔ ۱۰۸

سے اپنے خطبوں اور بیانوں میں ستم گری میں امریکہ کے ہم پلہ ہونے اور تجاوز ولوٹ مار میں اس کے پیچھے پیچھے چلنے کی وجہ سے اسرائیل کی مذمت کی ہے. کسے نہیں معلوم کہ اسلامی انقلاب کے دوران اور لاکھوں مظاہرین کے مجمع میں، ایران کی مسلمان قوم نے اسرائیل کو امریکہ کی طرح اپنا دشمن گردانا ان پہ اپنا تیل بند کردیا اور دونوں سے اپنے غصہ اور نفرت کا اظہار کیا. تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ بھونڈا راگ اسرائیل کی ناجائز ماں امریکہ اور صدام جو بگین کا چھوٹا بھائی ہے کی طرف سے الاپا گیا ہے. ان کے اور خاص طور پر امریکہ کے نشریاتی اداروں نے وسیع پیمانہ پر اس کو نشر کرنے کی کوشش کی ہے. (آخر) کیوں؛ (اس لیے کہ) جتنا ان دونوں نے حقیقی اسلام سے نقصان اٹھایا ہے، اتنا کسی اور سے نہیں اٹھایا. اور عرب مسلمان بھائیوں کے ایران کے ساتھ اتحاد میں جتنا خطرہ ان کو لاحق ہے کسی اور کو نہیں. امریکہ، علاقے میں اپنے مفادات کے بارے میں فکرمند ہے، اور صدام، سرنگوں ہونے اور اپنی ابدی رسوائی کے لیے فکرمند ہے. مسلمانوں اور خاص کر عرب بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ایران اور اسرائیل کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ مشرق ومغرب کے لٹیروں کا اصلی مسئلہ اسلام ہے جو دنیا کے مسلمانوں کو توحید کے پر افتخار پرچم تلے جمع کرکے، اسلامی ممالک سے ظالموں کے قبضے کو اور دنیا کے مستضعفین پر ان کے تسلط کو ختم کرسکتا ہے. اسلام دنیا کے سامنے ایک الٰہی ترقی یافتہ اور بیش قیمت مکتب (فکر وعمل) پیش کرسکتا ہے. دنیائے عرب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آج صدام اور سادات نے ان پر جو کاری ضرب لگائی ہے وہ اتنی خطرناک ہے کہ اس کا وہ اپنے اتحاد سے ہی مداوا کرسکتے ہیں. آج سادات نے مصر میں وسیع پیمانے پر ہمارے مسلمان بھائیوں کو گرفتار کرکے، اسرائیل کو اپنی خدمت کا حق ادا کردیا ہے. امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ اس کے اتحاد نے ملت عرب کی آبرو پر پانی پھیردیا ہے. اس نے ایسے اسرائیل کے ساتھ اتحاد کیا ہے جس نے علاقے میں مظالم ڈھانے کے علاوہ ان دنوں ایک اور بڑا ظلم شروع کررکھا ہے اور وہ مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد الاقصیٰ کی کھدائی ہے کہ خدا نخواستہ جس کی وجہ سے اس مسجد کی بنیادیں کمزور پڑنے سے، مسلمانوں کا قبلہ اول خراب ہوجائے گا، اور اسرائیل اپنی پست وذلیل آرزو تک رسائی حاصل کرلے گا. (۱)

صدام کا ایران پر تہمت لگانے کا منصوبہ

(صدام) ہرروز ایک نئے انداز اور نئے طریقے سے پروپیگنڈہ کرتا ہے. کبھی اسرائیل کے ساتھ اچھے مراسم بنالیتا ہے اور کبھی خود اپنے ہی ملک کے کسی حصے یا ٹھکانے پر ہوائی حملہ کرتا ہے اور اسے ایران کے سر تھوپ کر ایران کو اسرائیل کا دوست اور ہم پیمان گردانتا ہے. وہ ایران جو انقلاب کے پہلے سے اسرائیل کا

۱۔ امام خمینیؒ کا پیغام ۔ ۱۵ /۶/ ۱۳۶۰ ۔ ۶ ستمبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۱۲۵ ۔ ۱۲۳

مخالف تھا، اور انقلاب کی ابتداء سے لیکر اب تک مخالف رہا ہے اور جس نے اسرائیل اور اس کے دوستوں پہ ہر چیز بند کر رکھی ہے، ایسے ایران کے بارے میں کہتے ہیں کہ اسرائیل کا مخالف نہیں ہے بلکہ اسرائیل کے ساتھ اس کے تعلقات ہیں! (۱)

اسرائیل سے اسلحہ خریدنے کا راگ امریکہ نے الاپا ہے۔

وہ اسلامی ملک ایران پر جو الزام بھی لگانا چاہتے ہیں لگاتے ہیں. تحریک کے آغاز سے لیکر بلکہ اس سے قبل یہ قوم اسرائیل کی مخالف تھی. معزول (شاہ) محمد رضا کے ساتھ اس قوم کی مخالفت کی ایک وجہ یہی تھی کہ وہ اسرائیل کی مدد کیوں کررہا ہے. اور اب امریکہ اور اس کے حلیفوں کے گلوں سے اسی کے مفاد میں یہ آوازیں نکل رہی ہیں اور ایران پر الزام لگایا جارہا ہے کہ ایران اسرائیل سے اسلحہ خرید رہا ہے! (۲)

مسلمانوں کے سربراہوں کا مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ

مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے، مسلمانوں کے سربراہوں کو کیا ہوگیا ہے کہ انہوں نے اپنی تمام حیثیت و آبرو امریکہ پر نثار کر دی ہے؟ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ عظیم اسلامی ذخیروں کو جو کمزور اور پا برہنہ قوموں کا مال ہے امریکہ کو پیش کردیتے ہیں، اور امریکہ اس پیشکش کے مقابلے میں اسرائیل کی حمایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم اسرائیل کو ان کے عوض نہیں بیچیں گے! مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے؟ مسلمان آخر ایسے کیوں ہوں؟ مسلمانوں کے پروپیگنڈے، مسلمانوں کے اس گروہ کے خلاف کیوں ہیں، جو بیرونی تسلط اور بین الاقوامی چوروں سے اپنے آپ کو نجات دلانا چاہتا ہے؟ کیا ہوگیا ہے کہ (یہ لوگ) ایران کے مقابلے میں محاذ قائم کرتے ہیں؟ آخر ایران کا کیا قصور ہے؟ کیا ہوا ہے کہ بعض درباری ملا ایران پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں؟ قرآن صاف کہتا ہے کہ اگر کوئی اسلام کا دعویٰ کرے تو اسے مسلمان سمجھو، اس کی بات مان لو، اسے ٹھکراؤ مت. بھلا ان لوگوں کو اسلام کی کیا خبر؟ ہم فریاد لگاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور اس ملک میں قرآن کریم اور رسول اکرمؐ کے احکامات کو جاری کرنا چاہتے ہیں. بیس سال سے زائد عرصے سے ہم اسرائیل اور امریکہ کے ساتھ اپنی مخالفت کا اعلان کرچکے ہیں، لیکن اس کے باوجود یہ جریدوں اور روزناموں کے قلمکار اور مختلف ریڈیو والے ہم پہ اسرائیل کے ساتھ دوستی کا الزام لگاتے ہیں! اسرائیل سے ہماری دوستی ہے یا ان لوگوں کی جو دیکھتے ہیں اور مشاہدہ کرتے ہیں کہ اسرائیل مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کررہا ہے؟ اسرائیل نے لبنان کو کس

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۱۷/ ۷/ ۱۳۶۰۔ ۹ اکتوبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۱۸۳

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب۔ ۲۵/ ۹/ ۱۳۶۰۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۵ ص ۲۶۴

حالت میں بدل کر رکھ دیا ہے؟ اسرائیل شام کے ساتھ کیا کررہا ہے؟ جولان کی بلندیوں کو اپنے ملک کے ساتھ ملا لیا ہے اس کی آرزو تو اس سے کہیں زیادہ ہے. لیکن آپ کہتے ہیں کہ ہم اسے تسلیم کرنا چاہتے ہیں! (کیا) ہماری اس کے ساتھ دوستی ہے جو بیس سال سے زائد عرصے سے چلا رہے ہیں کہ آپس میں جمع ہوکر مسلمانوں کے درمیان سے اس کینسر کی غدود کو نکال باہر کریں. بیت المقدس کو اس سے لے لیں. اسلامی ممالک کو اس کینسر کی غدود سے آزاد کرائیں. یا آپ لوگوں کی اسرائیل کے ساتھ دوستی ہے جو مختلف بہانوں سے اسے (قانونی حیثیت سے) تسلیم کرنے کے در پے ہیں؟ اسلام کے مقابلے میں ایک ایسے ملک کی حمایت کرنا چاہتے ہیں جس کا ظلم پوری دنیا پہ واضح ہے! آپ لوگ جسارت کے ساتھ خدا کے مقابلے میں کھڑے ہیں اور خدا اور مسلمانوں کے سخت ترین دشمن کو مسلط کرنا چاہتے ہیں. اسے سکون دینا چاہتے ہیں. اسے قانونی طور پر تسلیم کرنا چاہتے ہیں. آپ بے شک اسرائیل کو تسلیم کرلیں (لیکن) وہ آپ کو تسلیم نہیں کرتا اور آپ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ خدا نخواستہ اسرائیل آپ سب پہ حکومت کرے. (۱)

امریکہ کی خوشنودی کے لیے ایران واسرائیل کے درمیان تعلقات کاپروپیگنڈا

ایک ہوائی جہاز ایک مقام سے عبور کرتا ہے اور ایک جگہ پر گرکر تباہ ہوجاتا ہے تو پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اسرائیل (اس ہوائی جہاز کی) حفاظت کررہا تھا اور اس بارے میں ریکارڈ موجود ہیں. یہ کون سے ریکارڈ ہیں؟! ایک ایسا ملک جس نے بیس سال سے زائد عرصے سے اسرائیل کی مخالفت کرر کھی ہے. اپنا تیل اسرئیل کو روک رکھا ہے. تعلقات بالکل منقطع ہیں اور اسے غاصب سمجھتا ہے، مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دیتا ہے کہ اسے نکال باہر کریں، وہ (اسرائیل) اور یوں ہی امریکہ مسلمانوں کا مذاق اڑا رہے ہیں، لیکن پھر بھی ان مسلمانوں نے، اسرائیل سے ہاتھ اٹھا رکھا ہے اور اس کے ساتھ مصالحہ کرنا چاہتے ہیں! ان میں سے بعض مسلمانوں نے امریکہ کے حکم پر اپنی پوری پروپیگنڈا مشینری کانشانہ ایران کو بنا رکھا ہے! ان لوگوں نے کبھی خود سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ آخر معاملہ ہے کیا؟ اس قدر امریکہ کی غلامی؟ ایسی نوکری اور اتنا ڈر؟ اپنے ذخائر امریکہ کو پیش کرتے ہو،اس کے ساتھ تعلقات بھی رکھتے ہو اور اس سے معافی بھی مانگتے ہو، اور اس کی خدمت بھی کرتے ہو اور اشاروں پر ناچتے بھی ہو! (۲)

۱۔ امام خمینیؒ کاخطاب۔ ۲۱ /۱۱/ ۱۳۶۰ ۔ ۱۰ فروری ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۳۸

۲۔ امام خمینیؒ کاخطاب۔ ۲۳ / ۱۲ / ۱۳۶۰ ۔ ۱۳ مارچ ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۷۷

اسرائیل سے اسلحہ خریدنے کی افواہ پھیلانے والے فراری اور انقلاب مخالف ہیں

یہ بد بخت لوگ جو ایران سے بھاگ گئے ہیں یا بیرون ممالک میں رہتے تھے اور بیہودہ شیطانی لالچوں میں آکر بیٹھے، باتیں کرتے ہیں اور الزام تراشی کرتے ہیں. ان کا ایک بڑا الزام جو ہر رات مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر ہوتا ہے اور یہی کل رات بھی دو یا تین مرتبہ نشر ہوا ہے یہ ہے کہ ایران، اسرائیل سے جنگی ساز وسامان خرید رہاہے. جو ایران اسرائیل کے ساتھ بیس سال سے حالت جنگ میں ہے. اسرائیل کو سرکوب کررہا ہے، اور اپنے شرعی حکم کے مطابق اسرائیل کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات نہیں رکھ سکتا اور نہیں رکھے گا. ابھی کل ہی کئی مرتبہ (خبروں میں) کہا گیا ہے کہ یہ لوگ (ایرانی) اسرائیل سے اسلحہ خریدتے ہیں. ان کے افکار بھی صدام کے افکار کی طرح ہیں. (۱)

ہمارے انقلاب کی ماہیت ہی اسرائیل وامریکہ کی مخالفت رہی ہے

جو اشخاص دنیا کے مسائل سے آشنا ہیں اور دنیا میں گذرنے والے حالات سے آگاہ ہیں، جانتے ہیں کہ ہم روز اول سے اسرائیل کے مخالف رہے ہیں. بیس برسوں سے ہم نے ہمیشہ یہی بات کہی ہے کہ اسرائیل ایک علیحدہ ملک نہیں ہونا چاہئے اور اس ظالم کو دنیا سے مٹا دیا جاناچاہئے. اس سے خطرہ ہے، وہ خطرناک ہے لیکن ابھی تک یہی ممالک جو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور (ہمارا ملک) اسلامی ہے، ہمیں اسرائیل کا شریک سمجھتے ہیں! ہم جو ابتداء ہی سے امریکہ کو ظالم اور ستمگر سمجھتے تھے، اور سابقہ حکومت کی خیانت کی وجہ سے اپنے ملک کو امریکہ کی جھولی میں دیکھتے تھے، اس لیے ہم نے اس کی مخالفت کی ہے. عوام نے قیام کیا اور مردہ باد امریکہ کہا، عمل بھی کرکے دکھایا اور جاسوسی کے اڈے (امریکی سفارت خانے) پر بھی قبضہ کرلیا. انہوں نے اس کی معذرت کی اور سب کے سب چلے بھی گئے، لیکن آج تک ہمیں کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ امریکہ کے شریک کار ہیں ! گویا امریکہ اور ہم، دونوں اس بات میں شریک ہیں کہ امریکہ سے جدائی کریں! کیا یہ ان ممالک کے سربراہوں کے اخلاقی تنزل کے علاوہ کچھ اور ہے؟ بہت سے ممالک تباہی کی طرف جارہے ہیں اور صدام کو آمادہ کررہے ہیں کہ اس اسلامی ملک پہ حملہ کرے. (۲)

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۸ / ۱۲ / ۱۳۶۰ ۔ ۸ مارچ ۱۹۸۱ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۶۹

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۴ /۱/ ۱۳۶۱ ۔ ۳ اپریل ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۰۶

اسرائیل اگر سمندر پہ ہاتھ لگائے تو سمندر نجس ہوجائے گا

میں آپ کے لیے بھی خطرے کا اعلان کرتا ہوں جو صدام سے بعید نہیں ہے اور وہ یہ ہے یہ یہی صدام جو حالت مرگ میں ہے، آپ میں سے کچھ لوگوں کو قتل کرکے ایران کے ذمے ڈال دے گا، تاکہ آپ کو مخالفت پہ اکسائے، اس بات کا کافی امکان ہے (۱) آپ خیال نہ کریں کہ یہ دیوانہ کچھ بھی نہیں کرسکتا. یہ پاگل بہت سے مظالم کرسکتا ہے. اور یہ ظلم وستم انسان کے نزدیک بعید نہیں. جیسا کہ بعض مقامات پر ہوائی حملہ کرتا ہے اور ایران کے ذمے ڈال دیتا ہے. (صدام) خود اسرائیل کا ساتھی، دوست اور بھائی ہے اور کہتا ہے کہ (ایران کے لیے) اسلحہ اسرائیل سے آتا ہے! اب بھی بڑی طاقتیں اور ان کے لاوڈ اسپیکر، مضحکہ خیز چال بازیوں سے، ایک اس طرف سے دوسرا اس طرف سے، ایک کہے گا. میں نے امریکہ کی اطلاع پر یہ کیا ہے. امریکہ کہے گا، کہ اتنا کام نہ کرو، ان کی سینٹ کہے گی یہ کام کیوں ہوا ہے. سب کے سب ان باتوں کو بڑی مستعدی کے ساتھ کہیں گے کہ اے لوگو ! اسرائیل نے ایران کو اسلحہ بھیجا ہے. (یعنی لوگوں کو باور کرادیں گے اور سادہ لوح عوام باور کرلیں گے). ان سب نے اور خود اسرائیل نے بھی یہ بات ثابت کردکھائی ہے کہ اگر وہ اپنی انگلی بھی سمندر کو لگادے تو وہ نجس ہوجائے گا اور چونکہ وہ اس بات کو محسوس کرچکاہے کہ "میں نے مدد کی ہے" کا جملہ ایران کو بدنام کردے گا. چونکہ وہ جانتا ہے کہ ایران سے اس کی حمایت گویا ایران کو بدنام کرنا ہے. خود اسرائیل بھی اس بات کو محسوس کرچکاہے. (۲)

اسلامی جمہوریہ ایران کو کیوں بدنام کرتے ہیں ؟

آپ کے خیال کے مطابق کیا اسرائیل ان چیزوں پہ قناعت کرے گا؟ اسرائیل تو اس بات پر تلا ہوا ہے کہ تمام مسلمانوں کو نابود کردے! اور امریکہ بھی یہی چاہتا ہے کہ اسلام کا سرے سے وجود ہی نہ ہو. ان لوگوں نے اسلامی جمہوریہ ایران کی مخالفت کی ہے، کیونکہ اس کے ساتھ اسلام کا نام ہے اور وہ (ایران) اسلام پر عمل

۱۔ ۱۹۸۲ء میں یہ طے پایا کہ اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس عراق میں منعقد ہو. عراق کی حکومت نے بیرونی حمایت اور ملکی اخراجات حاصل کرنے اور ایران کے خلاف عرب حکومتوں کو متحد کرنے کے لیے اس قسم کے کئی اقدامات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی، لیکن امام خمینی کے خطاب کی وجہ سے بعض ممالک نے اس کانفرنس میں شرکت نہیں کی بالآخر یہ کانفرنس شام اور لیبیا جیسے بعض اسلامی اور عرب ممالک کی شرکت کے بغیر منعقد ہوئی.

۲۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۱۱/۳/۱۳۶۱ ۔ یکم جون ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۱۷۰

کرنا چاہتا ہے. لہذا سب نے اس کی مخالفت کی، پروپیگنڈے کے ذریعے مخالفت کی. وہ کہتے ہیں کہ ہم (ایرانی) امریکی ہیں! وہ کہتے ہیں کہ ہم اسرائیلی ہیں! ہم لوگ جو بیس سال سے زائد عرصے سے چیخ رہے ہیں کہ (دنیا کے) لوگوں کی مشکلات کا سبب امریکہ واسرائیل ہیں. ہم تو اسرائیلی ہیں لیکن وہ لوگ جو وہاں بیٹھے ہیں اور اسرائیل ان کے ممالک میں پہنچ کر ان کو نابود کر رہا ہے، وہ اسرائیلی نہیں ہیں، اور وہ سب اسرائیل کے مخالف ہیں! اگر آپ لوگ مخالف ہیں، تو آپ لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کون سا کام کر دکھایا ہے؟ (۱)

ایران کو اسرائیل کا حامی سمجھنے والے خود رسوا ہوئے

گذشتہ سال امریکہ اور صہیونیزم سے وابستہ جرائد، پروپیگنڈہ کرنے والوں اور دیگر ذرائع ابلاغ نے گھناؤنے انداز میں ایران پر الزام لگایا تھا کہ وہ اسرائیل سے اسلحہ در آمد کرتا ہے اور ظالم اسرائیل کا طرفدار ہے! اب "فاس کانفرنس" میں آشکار ہوگیا کہ جابر وظالم صدام اور علاقے کی اکثر حکومتیں، اسرائیل کی طرفدار ہیں! ایسے ظالم وغاصب کی حمایت جو اتنی تباہیاں مچانے کے بعد اور علاقے کی چھوٹی حکومتوں کی طرف سے اس کی خدمت گزاری کے باوجود نہایت جسارت کے ساتھ ان کا مذاق اڑائے ہوئے ہے. اور ان کی اتنی تحقیر کی ہے کہ ان کے علاوہ ہر انسان کو شرمسار کیے دے رہی ہے. شرمندگی اس لحاظ سے نہیں کہ یہ لوگ ان حکومتوں کے سربراہ ہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ یہ لوگ اسلام سے منسوب ہیں اور اس لحاظ سے افسوس ہے. مسلمانوں کے امور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہیں، اس ظالم وغاصب (اسرائیل) کی ان خدمات کا نتیجہ بیروت کے بے گناہوں کا قتل عام تھا. وہ اتنا دہشت ناک ستم تھا کہ جس کی گہرائی ہم نہیں جانتے. اس ظلم کی وسعت اس قدر تھی کہ مختلف نیوز ایجنسیوں کی رپورٹوں کے مطابق پوری دنیا نے اپنے غم وغصے کا اظہار کیا ہے. یہاں تک کہ اس واقعہ نے ریگن اور حسنی مبارک جیسے دنیا کے ستم پیشہ ظالموں کو بھی ظاہری طور سے مذمت کرنے پر مجبور کیا ہے. یہ ہولناک واردات اتنے وسیع پیمانے پر تھی کہ حتی مختلف نیوز ایجنسیوں اور اسرائیل کے حامی روزناموں نے بھی اس کی مذمت کی ہے اور اسے دوسری جنگ عظیم کے بعد سب سے بڑا واقعہ گردانا ہے. یہ واقعہ ایسا تھا کہ اسرائیل، فالانژ (FALANGE لبنان میں ایک فاشیسٹ جماعت) اور ان کے دیگر ساتھیوں جیسے، دنیا کے عظیم دہشت گردوں نے اس کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالی ہے! مسلمانوں کے لیے سب سب بڑی مصیبت یہ ہے کہ علاقے کی حکومتوں کے سربراہوں کی سانس بھی نہیں نکلتی. اور اس سے بڑھ کر ذلت ورسوائی کا سبب علاقے کےبعض حکام کی طرف سے بلا قید وشرط اس کی طرفداری ہے اور

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب - ۳۱ /۵/ ۱۳۶۱ - ۲۲ اگست ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۶ ص ۲۵۸

حجاز میں بھی اسرائیل اور اس کے بڑے باپ امریکہ کے مظالم کا نام نہیں لیا جاسکتا ! ہم رب العالمین کی بارگاہ میں شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمیں اب بھی اسلام اور اسلامی جمہوریہ کے حق میں غیبی امداد مل رہی ہے. خداوند عالم نے ان لوگوں کے مکر کو انہی کی طرف لوٹا دیا جو حکومت ایران کو اسرائیل کی حامی کہتے تھے. اور انہیں قوموں کی نظر میں رسوا کردیا. عفلقی صدام نے جو اسرائیل سے جنگ کے لیے بہانے تراش رہا تھا، اور ان بہانوں کے ذریعے خود کو ایران کے بہادر سپاہیوں سے نجات دینا چاہتا تھا، فاس کانفرنس میں اسرائیل کی حمایت اور اسے تسلیم کرنے نیز اس کی سلامتی اور ضمانت دینے میں اپنی قلعی کھول دی (۱) " ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین " (۲)

اسرائیل سے اسلحہ خریدنے کی افواہیں استعماری میڈیا کی دین

اس سے بھی افسوسناک اسرائیل کا مسئلہ ہے کہ استعماری میڈیا آج بھی اسرائیل کی ترویج کر رہا ہے اور ساتھ ہی ایران پر الزام لگا رہاہے کہ وہ اسرائیل سے اسلحہ خرید رہا ہے اور یہ دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں اور کبھی یہ پروپیگنڈا ایجنسیاں کہتی ہیں کہ ایرانی امریکیوں کے ساتھ ہیں، وہ ایران جس کے تمام آگاہ خطیبوں کی تقریروں میں تقریبا بیس سال یا اس سے زائد عرصے سے اسرائیل سرفہرست تھا، اور اسرائیل سے مخالفت ان کے سرفہرست مسائل رہی ہے اس پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسرائیل سے (اسلحہ) خریدتا ہے اور ادھر عراق جو اسرائیل کی حمایت کرتا ہے اور اسرائیل اس کی حمایت کرتا ہے وہ اسرائیلی نہیں ہے بلکہ اسرائیل کا مخالف ہے! یہ ایسی وہ مصیبتیں ہیں کہ مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں ان کی آنکھیں اور کان تو کھلے ہوئے ہیں لیکن ان کے دلوں پہ تاریکی چھائی ہوئی ہے، ایسے میں کیا کیا جائے؟ اے بلاد اسلامی اور اسلامی ممالک کے امامان جمعہ ! کیا کیا جاناچاہیئے؟ ہمیں یہ دن کیوں دیکھنا پڑا، کہ امریکہ دنیا کے اس کونے سے آئے اور ہمارے ملکوں کی تقدیروں کا تعین کرے، علمائے اسلام کی تقدیروں کا تعین کرے، چاہے دوسروں کے ذریعے سہی اور خود صراحت کے ساتھ کہے کہ علاقے میں میرے مفادات ہیں، اور علاقے میں آشکارا مداخلت کرے، اور مسلمان بیٹھے تماشا دیکھتے رہیں. (آخر کیوں ؟) اے پورے اسلامی ممالک میں نماز جمعہ کے خطیبو ! لوگوں کو آگاہ کیجئے اور اس "کیوں" کو لوگوں کے درمیان بیان کیجئے. یہ "کیوں" مغرب پہ بھی وارد ہوتا ہے اور مشرق پہ بھی. (۳)

۱۔ امام خمینیؒ کاخطاب ۔ ۳۱ /۶/ ۱۳۶۱ ۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۳۳

۲۔ سورہ آل عمران آیت ۵۴

۳۔ امام خمینیؒ کاخطاب۔ ۱۲ / ۱۰ / ۱۳۶۱ ۔ ۲ جنوری ۱۹۸۲ صحیفہ نور ج ۱۷ ص ۱۳۲ ۔ ۱۳۱

اسرائیل، اصلاح کے قابل نہیں

ہم آخری لمحے تک ڈٹے ہوئے ہیں اور امریکہ کے ساتھ تعلقات برقرار نہیں کریں گے، مگر یہ کہ وہ آدمی بن جائے۔ اور ظلم وستم سے دستبردار ہوجائے۔ دنیا کے اس کونے سے لبنان میں آکر مداخلت نہ کرے اور خلیج فارس کی طرف اپنا ہاتھ نہ بڑھائے. جب تک امریکہ ایسا ہے جنوبی افریقہ اس طرح عمل کرتا ہے اور اسرائیل بھی باقی ہے، ہم ان کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے. اسرائیل اصلاح کے قابل نہیں. ہم نے بیس سال پہلے شاہ کے زمانے میں آواز اٹھائی اور مسلمانوں کو اسرائیل کا خطرے محسوس کرنے کی دعوت دی، اس کے باوجود شیاطین کہتے ہیں: ایران کے امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ تعلقات ہیں! ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم ایک ایسے ملک (میں) ہیں جو اپنے پاؤں پر کھڑے ہوکر زندگی گذارنا چاہتا ہے. ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے امور میں کوئی مداخلت کرے۔ اور جب تک خداوند تبارک وتعالیٰ سے ہمارے رشتے مستحکم ہیں کوئی بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا. (۱)

۱۔ امام خمینیؒ کا خطاب ۔ ۶/۸/۱۳۶۳ ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۴ صحیفہ نور ج ۱۹ ص ۴۲

▫ ضمیمہ جات

فلسطین کی مختصر تاریخ

□ فلسطین عہد قدیم سے ظہور اسلام تک
ایک نظر میں

فلسطین کی سرزمین جس کا پرانا نام کنعان تھا ۲۵۰۰۰ مربع کلو میٹر پر مشتمل ہے. فلسطین بحر ابیض متوسط (MEDITERRANEAN SEA) کے مشرقی ساحل اور مصر، شام، اردن اور لبنان کے ساتھ واقع ہے. فلسطین کی سرزمین، زرخیز اور اس کا موسم معتدل ہے. یہ علاقہ حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ جیسے عظیم پیغمبروںؑ کے ظہور اور حضرت ابراہیمؑ کے عبور اور زندگی گذارنے کا مقام ہے. جغرافیائی لحاظ سے بھی یہ جگہ بہت حساس اور اسٹریٹیجیک (STRATEGIC) ہے.

پرانا یروشلم شہر یا بیت المقدس پہاڑوں پر بنایا گیا تھا جو کوہ موریا کے اوپر یہود کے معبد کے ساتھ واقع ہے. بیت المقدس، فلسطین کے اہم مقامات میں سے ہے. کوہ صہیون (۱) اور کوہ زیتون مشرق و مغرب سے اس کا احاطہ کیے ہوئے ہیں.

۱۔ صہیون یا صیون لغت میں شدید گرم پہاڑ یا خشک پہاڑ کو کہتے ہیں، پرانے زمانے میں صہیون سے تنہا کوہ صہیون نہیں بلکہ پورا یروشلم مراد لیا جاتا تھا اور یہ نام عہد عتیق و انجیل کی کتب میں بھی آیا ہے.

فلسطین کی واقعات سے بھری ہوئی تاریخ، انبیاءؑ سلف کے نام اور ان کی یاد سے شروع ہوتی ہے۔ حضرت یعقوب کا نام، اسرائیل تھا اور بنی اسرائیل، حضرت یعقوب کے بیٹے تھے جو حضرت عیسیٰؑ سے تقریبا تیرہ صدیوں پہلے بااقتدار تھے، مصر پر فرعون کی حکومت کے وقت اور حضرت موسیٰؑ کے آنے سے پہلے، اسرائیلیوں کی تعداد کافی بڑھ جاتی ہے۔ حضرت یعقوبؑ کے مصر میں داخل ہونے کے چار سو تیس سال بعد، حضرت موسیٰؑ قوم بنی اسرائیل کو مصر کی سرزمین سے، ارض موعود کی طرف لے گئے۔ یہ فاصلہ چالیس سال میں طے ہوا۔ اس سفر میں مختلف واقعات پیش آئے۔ من جملہ یہ واقعہ کہ جب حضرت موسیٰؑ چالیس روز کے لیے اپنی قوم سے غائب ہوئے تا کہ قوم کی ہدایت کے لیے دہگانہ تختیاں (توریت) لے آئیں، تو آپؑ کی قوم دوبارہ بت پرستی کی طرف لوٹ گئی۔ اس نافرمانی کا نتیجہ تھا کہ وہ لوگ چالیس سال صحراوؤں میں سرگردان رہے اور حضرت موسیٰؑ نے اس طولانی عرصے میں قوم کی ہدایت کے لیے کوئی دقیقہ فروگذار نہیں کیا۔ لیکن بنی اسرائیل بار بار طغیان و نافرمانی کرتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کے جانشین جناب یوشعؑ بنی اسرائیل کو اردن سے گذارنے کے لیے تیار ہوئے، یہ قوم جب نئے شہروں میں پہنچی تو وہاں کے باسیوں کو قتل وغارت کرنا شروع کردیا۔ اس کے نتیجہ میں یروشلم کے بادشاہ نے پانچ دیگر شہروں کے اتحاد سے یوشع اور بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کی۔ بالاخر ان سب کو شکست ہوئی اور وہ بنی اسرائیل کے ہاتھوں پھانسی چڑھا دیے گئے۔ لیکن فلسطین کی قوم نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور آخر کار بنی اسرائیل کو شکست ہوئی۔ کئی خونین جنگوں میں فلسطین کی قوم، ہمیشہ کامیاب ہوتی رہی لیکن کافی جنگوں کے بعد، آخر کار بنی اسرائیل نے حکومت ہاتھ میں لے لی اور شہروں پہ قابو پالیا۔ تقریبا ایک ہزار سال قبل مسیحؑ حضرت داوٗدؑ یروشلم کو فلسطینیوں سے لینے میں کامیاب ہوئے اور وہاں بیت المقدس یا خدا کا گھر بنایا، یہ عمارت حضرت سلیمانؑ کے ذریعے مکمل ہوئی۔ بیت المقدس، مکہ میں حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں کعبہ کی تعمیر کے ۱۱۰۵ سال بعد اور ۹۷۰ سال قبل مسیحؑ بنایا گیا۔ چودہ نسلوں کے ذریعے حضرت داوٗدؑ کا شجرہ نسب حضرت ابراہیمؑ بانی کعبہ تک پہنچتا ہے اور انجیل متیٰ کی روایت کے مطابق، اٹھائیس نسلوں کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا شجرہ نسب حضرت داوٗدؑ تک پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موحدین کی نگاہ میں مکہ (کعبہ) حرم اول اور مسجد الاقصیٰ (قدس) حرم دوئم بنے۔

تابوت عہد :- مسلمانوں کی روایت کے مطابق تابوت عہد وہی صندوق ہے جس میں حضرت موسیٰ کی ماں نے انہیں ڈال کر دریائے نیل کے حوالے کر دیا تھا۔ بعد میں حضرت موسیٰؑ نے توریت کی تختیاں، زرہ اور نبوت کی نشانیوں کو اس میں رکھا اور کسی کو بھی اسے ہاتھ لگانے کی اجازت نہ تھی۔ حضرت داوٗدؑ کے دور میں اس تابوت کے اندرونی اور بیرونی حصے کو طلا پوش کرکے اسے کوہ صہیون لے آئے اور اس کی حفاظت کے لیے ایک قربان گاہ بنائی گئی۔ یہ تابوت کچھ عرصہ تک فاتح فلسطینیوں کے ہاتھ میں رہا جیسے انہوں نے دوبارہ بنی اسرائیل کو لوٹا دیا۔ اور حضرت سلیمانؑ کے زمانے تک اس کی کوہ صہیون میں حفاظت ہوتی رہی، لیکن بیت

المقدس کی عمارت کے مکمل ہوجانے کے بعد تابوت کو بیت المقدس میں منتقل کردیا گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے چالیس سال تک حکومت کی اور بیت المقدس میں سکون وامن برقرار کیا، لیکن ان کے بعد بنی اسرائیل کا ظلم وستم اور غارتگری دوبارہ شروع ہوگیا۔ تقریبا ۷۳۰ سال قبل مسیح شلمنصر نے اسرائیل پہ حملہ کیا اور ان کے کچھ لوگوں کو اسیر بنالیا اور بابلیوں کو اسرائیلیوں کی سرزمین پہ ٹھہرایا۔ ۵۸۶ سال قبل مسیح میں بخت نصر کے زمانے میں یہودیوں کے ملک پر آشوریوں نے حملہ کیا، جو بنی اسرائیل کے زوال اور اسارت پہ ختم ہوا۔ یہودیوں کی بادشاہت ختم کردی گئی اور اسرائیل کے لوگ تتر بتر ہوگئے یا اہل بابل کے ہاتھوں اسیر ہوگئے ۔ حملہ آوروں نے سلیمان کی عبادت گاہ کو بھی ویران کردیا ۔ یوشع بن نون کی قیادت میں قدس کی تعمیر سے ۴۸۰ سال پہلے (تقریبا ۱۳۰۰ سال قبل مسیح) بنی اسرائیل اور قوم یہود کے فلسطین میں داخل ہونے کے بعد سے اس سرزمین کو امن وامان نصیب نہیں ہوا۔ اور اس وقت جبکہ ۳۳۰۰ سال گذر چکے ہیں اب بھی فلسطین میں امن وسکون نہیں ہے۔

اہل یہود کے بعد کے انبیاء، ارمیاء، اشعیاء اور دانیال (کہ آخر الذکر نبی کا مزار ایران کے شہر شوش میں واقع ہے) جو یروشلم کی ویرانی اور یہودیوں کی ذلت ورسوائی کا مشاہدہ کررہے تھے اور انہیں دلداری دیتے تھے، ہمیشہ نجات کا وعدہ اور ایک عظیم نجات دہندہ (حضرت عیسیٰؑ) کے ظہور کی بشارت دیتے تھے جن کے اشعار اور گفتگو " عہد عتیق " میں موجود ہیں۔ اس زمانے میں ہخامنشی بادشاہ کورش مشرق سے ظاہر ہوا، اور ایک کے بعد ایک سرزمینوں پر قبضہ کرتا رہا۔ یہ بات یہودیوں اور اس کے رہبروں کے لیے خوشحالی کا باعث تھی۔ بالاخر کورش نے بابل بھی تسخیر کرلیا یہودیوں اور بنی اسرائیل کو آزاد کرکے انہیں فلسطین اور یروشلم کی طرف لوٹا دیا۔ کورش، سب اقوام اور مذاہب کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا۔ اس کے حکم سے خانہ خدا (قدس) کو دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ یروشلم میں امن وسکون، داریوش سوئم کی سلطنت کے خاتمے تک باقی رہا، یہاں تک کہ تقریبا ۳۲۳ سال قبل مسیح، اسکندر مقدونی نے، ایران، مصر، شام، فنیقیہ پر حملے کی ابتداء کی۔ اور کافی تباہی وبربادی مچائی۔ قتل وغارت کا بازار گرم کرکے ایران کے خزانوں کو لوٹ کرلے گیا۔ اس نے خشایار شاہ کے ہاتھوں ایتھنز کی نابودی کا انتقام لیتے ہوئے تخت جمشید کو آگ لگادی اور فتح ہوجانے والے شہروں پر اپنے امراء کو حاکم بنادیا۔

اسکندر کے بعد، اس کے جانشین فلسطین پر مسلط ہوگئے۔ ۶۳ سال قبل مسیح، رومیوں کے تسلط کا دور شروع ہوا جنھوں نے کافی جنگوں کے بعد آرمینیا اور ایشیاء وافریقہ کے کچھ حصوں اور پھر شام اور فلسطین پر حملہ کیا، بارہ ہزار یہودیوں کو قتل کر ڈالا اور شہر کی دیواروں کو ویران کردیا۔

ان حالات میں یہودیوں کے لیے، حضرت مسیحؑ کا ظہور اس دیار کے لوگوں کی امید وآرزو تھی تا کہ انہیں نجات دلاسکے۔ جب حضرت عیسیٰؑ اپنے شاگردوں (حواریوں) کے ساتھ صوبہ " جلیل " میں واقع " ناصرہ " (کہ جو

آپ کا اور آپ کے گھر والوں کا اصلی وطن ہے) سے یروشلم کی طرف چلے تو ان سے کافی کرامات ظاہر ہوئیں، جو انجیل میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ عبادت خانے میں جاتے اور ہرروز تعلیم و تعلم میں مصروف رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ یہودیوں کے ملاؤں نے آپؑ سے حسد کیا اور انہیں ختم کردینا چاہتے تھے۔ بالاخر یہودیوں کی کمیٹی کے فتوے اور ان کے شدید پروپیگنڈے کی وجہ سے، یہودا کی سرزمین رومی حکمران (اتفاق سے یہ حاکم مسیح کو دوست رکھتا تھا) کے ذریعے انہیں پھانسی اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ البتہ قرآن کریم نے عیسیٰؑ کے صلیب پر چڑھائے جانے کی نفی ہے اور فرمایا ہے کہ "خداوند نے انہیں اپنی طرف اوپر اٹھالیا ہے۔ مسیح کو نہ قتل کیا ہے اور نہ ہی سولی پہ چڑھایا ہے بلکہ ان لوگوں پر یہ امر مشتبہ ہوگیا ہے۔ بہر حال حضرت عیسیٰؑ جاوداں ہوگئے۔ ان کے کافی پیروکار تھے۔ رومی حکام جو مسیح سے اپنی دوستی کا اظہار کرتے تھے اس واقعہ کے بعد انہوں نے یہودیوں پر کافی سختیاں شروع کردیں۔ یہودیوں کی طرف سے کافی ہنگامے برپا ہوئے جو رومیوں کے ذریعے ان کا قتل عام ہونے کا باعث بنے۔

۷۰ء میں، شہنشاہ روم کے بیٹے تیتوش نے، اسی ہزار فوج کے ساتھ یروشلم کا گھیراؤ کیا، اور یہودیوں کی چند روزہ مقاومت کے بعد بالآخر رومیوں کو فتح ہوئی اور قوم یہود دوبارہ پراگندہ ہوگئی۔ حضرت عیسیٰؑ کے (ان کے بقول) مصلوب ہونے کے ۳۰۰ سال بعد روم کے شہنشاہ کنستانتین (قسطنطنیہ کبیر ۳۳۷ء ـ ۳۰۶ء) نے مسیح کے دین کو قبول کرلیا اور اس مذہب کو (ملک کا) قانونی (مذہب) قرار دے دیا۔ یروشلم دوبارہ خاص توجہ کا مرکز بن گیا۔ چونکہ (عیسائی) بیت اللحم کو حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا مقام سمجھتے تھے، نیز ان کے خیال میں اسی مقام پہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر بھی واقع ہے (لہذا) اس کے بعد یروشلم عیسائیوں کا بھی مرکز بن گیا اور کافی چرچ بنائے گئے۔ ۱۳۵ء سے لیکر پانچ صدیوں پہلے تک بیت المقدس میں بہت ہی کم اور انگشت شمار یہودی زندگی بسر کرتے تھے۔

ساسانی بادشاہ، خسرو دوئم کے زمانے میں ۶۰۴ء سے لیکر ۶۳۰ء تک ایران اور روم کے شہنشاہوں کے درمیان جنگ وقوع پذیر ہوئی جس میں ایران کی فوج نے روم کو شکست دی اور ان یہودیوں کی راہنمائی کے ساتھ یروشلم (فلسطین) کو فتح کیا جو ایران کے ساتھ تعاون کرتے تھے، لیکن خسرو پرویز کی وفات کے بعد یہ سرزمین دوبارہ عیسائیوں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔

□ بیت المقدس اسلام کے بعد

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد، بعثت کے ابتدائی تیرہ سال جب پیغمبرؐ مکہ میں تشریف فرما تھے بیت المقدس میں مسجد الاقصی مسلمانوں کا پہلا قبلہ تھا، لیکن مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال مدینہ کی مسجد بنی سلمہ میں خدا کے حکم سے مسلمانوں کا قبلہ مسجد الاقصی سے مسجد الحرام کی طرف تبدیل ہوگیا. شاید اس کی اہم ترین وجہ یہودیوں کو ان مسلمانوں کی تحقیر سے باز رکھنا تھا، کہ یہودی مسلمانوں کو اپنے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے دیکھ کر ان کی تحقیر کرتے تھے.

پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد خلیفہ اول نے اپنے زمانے میں شام اور فلسطین کی طرف فوج بھیجی، ان کی وفات کے بعد دوسرے خلیفہ کے زمانے میں شام اور بیت المقدس مسلمانوں کے قبضے میں آگئے اور رومیوں کو شکست ہوئی. شہر والوں نے کافی مقاومت کی لیکن گھیراؤ کے طول پکڑنے، غذا کی قلت اور وبا کے پھیلنے کی وجہ سے وہ تسلیم ہونے پر مجبور ہوگئے. خلیفہ دوئم بہت ہی سادہ سواری اور لباس کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے تو شہر والوں کو تعجب میں ڈال دیا اور صلح کا معاہدہ طے ہوا. خلیفہ دوئم شہر والوں سے کافی نرمی سے پیش آئے، اور اسی سال (یعنی ۱۵ ہجری) سے فلسطین، مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا. صلح کے معاہدے میں، عیسائی اپنی مذہبی رسومات (ادا کرنے) میں آزاد تھے. اس شہر کے باسی اکثر عرب مسلمان تھے، اور مسلمانوں کے نزدیک بھی قدس قبلہ اول ہونے کی وجہ سے کافی معزز اور مقدس سمجھا جاتا تھا.

۱۰۹۵ء (۴۸۸ ہجری قمری) سے مسلمانوں پر یورپ والوں کے حملے سے صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا جو تقریبا دو صدیوں تک جاری رہا. اگرچہ اس جنگ کی مختلف وجوہات تھیں جیسے مغرب میں مسلمانوں کی پیش رفت سے عیسائی دنیا کا انتقام، مشرق میں موجود ثروت کا یورپ والوں کو لالچ اور تربت عیسیٰؑ کے وصال کی وجہ سے بہشت میں جانے کا اعتقاد وغیرہ شامل ہیں، لیکن مؤرخین صلیبی جنگوں کی ایک اور وجہ، فلسطین شہر بیت المقدس کا مسئلہ نیز اس شہر کے عیسائیوں کا مسلمانوں کو خراج دینا اور شاید ان کے ساتھ، مسلمانوں کا اچھا سلوک نہ کرنا بھی سمجھتے ہیں. قرون وسطی جو ۳۹۵ء یعنی قدیم روم کی شہنشاہت کے مغربی روم اور مشرقی روم میں تقسیم ہوجانے سے شروع ہوتا ہے اور ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھ ختم ہوتا ہے، کے دوران یورپ کلیسا کی جابرانہ حکمرانی کا مرکز تھا. پوپ نے جنگ کے آغاز کے لیے فریب سے کام

لیا اور پادریوں نے مشہور کردیا کہ فلسطین میں عیسیٰؑ کے ظہور کی نشانیاں آشکار ہوچکی ہیں. اسی وجہ سے عیسیٰؑ کے ظہور کا مشاہدہ کرنے کے لیے بہت سے عیسائی بیت المقدس روانہ ہوئے! پادری ہر سال ظہور کے وعدے کو اگلے سال پہ ڈال دیتے تھے. اس وجہ سے (ہر سال) زائرین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا تھا. انہی ابتدائی سالوں میں ایک پاپ جو سات سو زائرین کے ساتھ بیت المقدس جارہا تھا، جزیرہ قبرص سے واپس یورپ لوٹ آیا، اور مشہور کردیا کہ مسلمانوں نے اسے اس شہر (بیت المقدس) میں داخل ہونے سے روک دیا ہے. ایسے ہی مقدمات کی وجہ سے جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے جس نے تقریبا دو صدیوں تک قربانیاں لیں. اور اس کے بعد فقراء اور عوام میں سے سات لاکھ لوگ کچھ شوالیہ (۱) حضرات کے ساتھ قدس کی طرف چل پڑے. راستے میں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا جو ایک روایت کے مطابق کئی ملین افراد تک پہنچ گئے لیکن تین سال جنگ، غارت اور آہستہ آہستہ پیش قدمی کے باوجود فقط چالیس ہزار افراد بیت المقدس پہنچے اور باقی یا تو مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں قتل ہوئے یا بیمار ہوکر مرگئے. بیت المقدس کے طولانی عرصہ تک گھیراؤ اور سخت جنگ کے بعد آخرکار صلیبی شہر میں داخل ہوگئے اور قتل عام کرنا شروع کردیا اور ہر چیز کو غنیمت سمجھ کر لے گئے. گودافر، ان کا کمانڈر جو بعد میں فلسطین کا بادشاہ بنا، پوپ کو اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے: "اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ بیت المقدس میں ہمارے ہاتھ آنے والے دشمنوں کے ساتھ کیسا سلوک ہوا ہے تو اس کے لیے فقط یہی کافی ہے کہ ہمارے افراد معبد سلیمان میں مسلمانوں کے خون کی ندی بہاتے تھے. یہ خون گھوڑوں کے زانوؤں تک پہنچ جاتا تھا". عیسائیوں نے اس طرح ۹۰ سال تک فلسطین پر حکومت کی. دوسری صلیبی جنگ کے آخری مراحل میں سن ۵۴۴ - ۵۴۲ ہجری (۱۱۴۹ء - ۱۱۴۷ء) میں صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کو تار و مار کرکے بیت المقدس واپس لے لیا اور انہیں شام، مصر اور باقی بلاد سے نکال باہر کیا. امدادی فوجیں سیلاب کی طرح یورپ سے امڈکر صلیبیوں سے جاملتیں اور جنگ کو جاری رکھتیں. یہاں تک کہ تیسری صلیبی جنگ شروع ہوئی، ۱۱۹۲ء - ۱۱۸۹ء (۵۸۸ - ۵۸۵ ہجری قمری). پوپ نے جو بیت المقدس کی شکست کو عیسائیوں کی تحقیر کا سبب سمجھتا تھا جہاد کا فتویٰ جاری کردیا. بادشاہوں اور پوپوں نے اس شکست کی وجہ سے اپنے اختلافات ختم کردیئے، فرانس اور برطانیہ کے بادشاہ تو بلا واسطہ جنگ میں داخل ہوگئے، کچھ فتوحات حاصل کیں اور ایک بار پھر مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیا جن کی وحشیانہ کاروائیوں کی تفصیل یورپ کی تواریخ من جملہ کتاب تاریخ آلبرماله اور کتاب گوستاولوبون وغیرہ میں درج ہے.

صلاح الدین ایوبی کی وفات کے بعد بھی ایوبی سلسلہ قائم رہا، اور یورپ میں بھی بادشاہوں اور پاپوں کی صف آرائی کے بعد آخرکار پوپ "انیوسان" سوئم نے سلاطین کو کافر ٹھہرایا اور مسلمانوں سے جہاد کا حکم

۱۔ ایسے نجیب زادے جنہیں بادشاہ کی طرف سے کوئی عہدہ ملا ہوا ہوتا ہے.

دے دیا، جس کے نتیجے میں صلح کے تین سال کے بعد ہی جنگ کے شعلے دوبارہ بھڑکنے لگے صلیبیوں نے قسطنطنیہ کو فتح کرکے وہاں کے لیے ایک بادشاہ چن لیا اور چوتھی جنگ بھی ختم ہوئی۔

پانچویں (صلیبی) جنگ (۱۲۱۷ء ـ ۱۲۲۱ء = ۶۱۴ ـ ۶۱۸ ہجری قمری) پوپ "انیوسان" اور اس کے جانشین کی تحریک سے شروع ہوئی۔ پوپ نے یورپ کے بادشاہوں سے درخواست کی کہ بیت المقدس کو نجات دیں، لیکن انہوں نے نہیں مانا اور پاپ نے مسلمانوں کے خلاف جہاد کا حکم جاری کردیا۔ پانچویں جنگ میں صلیبیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور وہ اپنی سرزمین کی طرف لوٹ گئے۔

چھٹی (صلیبی) جنگ بھی پاپ "انوریوس" سوئم کی تحریک سے چھڑی، جرمنی کے بادشاہ فرڈریک نے ابتداء میں پاپ کی درخواست مان لی لیکن بعد میں پشیمان ہوا اور وہ پوپ کی طرف سے کافر ٹھہرا، فرڈریک نے پوپ کو نظر بند کردیا اور خود بیت المقدس چلاگیا، ایوبی سلاطین کے درمیان شدید اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں نے صلیبیوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا کہ بیت المقدس ان کو دے دیں اور مسجد الاقصی مسلمانوں کے پاس رہے۔

ساتویں صلیبی جنگ (۱۲۴۸ء ـ ۱۲۵۴ء = ۶۴۶ ـ ۶۵۲ ہجری قمری) کا آغاز ۱۲۴۸ء میں سن لوئی کے مصر پر حملے سے ہوا۔ چونکہ غزہ میں صلیبیوں کو شکست سے دچار ہونا پڑا تھا، لہذا لوئی نہم اس کا بدلہ لینا چاہتا تھا لیکن اسے ہزیمت اٹھانی پڑی اور گرفتار ہونے کے بعد جیل بھیج دیا گیا۔ بعد میں وہ مسلمانوں کو بھاری جرمانے کی ادائیگی کے بعد رہا ہوا۔ ساتویں صلیبی جنگ اور آخری ایوبی بادشاہ کے مرنے کے بعد ممالیک (غلاموں) نے تقریباً تین صدیوں تک باگ ڈور (اپنے ہاتھوں میں) سنبھالے رکھی اور بیت المقدس پر بھی قبضہ جما رکھا تھا۔ ان لوگوں نے مغول فوج کے ساتھ بھی جنگ کی جس نے اسلامی سرزمینوں پر حملے کا آغاز کردیا تھا اور بیت المقدس پر قبضہ کرنے جا رہی تھی تھے۔ ان لوگوں نے مغل سپاہیوں کو شکست دی اور صلیبیوں کے باقی ماندہ لشکر کو بھی عکانیز میں نابود کردیا۔ ادھر دوسری طرف عثمان غازی کی مغلوں اور یونانیوں کے ساتھ طویل جنگوں اور کافی فتوحات کی وجہ سے عثمانی سلسلہ (حکومت) کی بنیاد پڑگئی۔ سن ۷۲۷ ہجری قمری، ۱۳۲۶ء میں عثمان نے وفات پائی اور اس کے جانشینوں کو حکومت ملی یہاں تک کہ سلطان محمد فاتح کی باری آئی۔ سلطان محمد نے ۱۴۵۳ء ۸۵۷ ہجری قمری میں قسطنطنیہ جو صلیبیوں کی حکومت کا اہم ترین مرکز اور مشرقی روم کا دارالخلافہ تھا، پر فتح پائی۔ صلیبیوں کا یورپ کی دہلیز تک تعاقب کیا اور یورپ، ایشیا اور افریقہ میں اپنی فتوحات جاری رکھیں۔ یورپ کی تاریخ میں قسطنطنیہ کی فتح ایک اہم موڑ تھی، اور جس طرح صلیبی جنگوں کے ذریعے مسلمانوں کی تعلیم وتہذیب یورپ میں داخل ہوئیں، اسی طرح یہ واقعہ بھی قرون وسطی کا انجام تھا۔ یہ واقعہ رنسانس (۱) اور

۱۔ یورپ میں علمی اور ثقافتی تحریک کا آغاز

اس کے بعد کے عظیم تغیرات کا موجب بنا اور قسطنطنیہ پانچ سو سال تک ترکیہ کی عثمانی بادشاہی کا دارالخلافہ رہا جس کے بعد عثمانی سرزمین میں صنعت، ادب، فن تعمیر، ملکی نظم ونسق، عمرانیات (SOCIOLOGY) جیسے شعبوں میں اہم پیش رفت ہوئی جس سے یورپ کے ممالک ہمیشہ خوفزدہ رہتے تھے.

ایران میں صفوی دور حکومت جس نے ایران میں مذہب تشیع کو ملک کا قانونی مذہب قرار دیا تھا، کے آغاز اور یورپی حکومتوں خاص کر برطانیہ کی حکومت کی خفیہ وآشکار سازشوں کی وجہ سے ایران اور عثمانی (حکومت) کے درمیان کئی خونین جنگیں ہوئیں جو دو صدیوں تک جاری رہیں. بالکل اسی دوران جب یورپ نے عثمانی (حکومت) سے صلح کرکے اپنی علمی اور ثقافتی تحریک (رنسانس) کا آغاز کیا تھا دنیائے اسلام عظیم شگاف کا شکار ہوگئی. ان طویل جنگوں میں مسلمانوں کی قوت فرسودہ ہوگئی اور مسلمان اسلامی تہذیب کا دفاع کرنے کے بجائے آپس میں جنگ اور مذہبی عداوتوں اور کینہ توزیوں پر اتر آئے.

"بیت المقدس اور فلسطین بیسویں صدی میں"

صنعتی انقلاب کے بعد یورپ کا چہرہ بڑی تیزی سے روز بروز بدلتا گیا اور یورپ والوں نے مختلف علوم وفنون کے شعبوں میں مسلمانوں پر سبقت حاصل کرلی. اس زمانے میں مشرق گہری نیند سو رہا تھا، لیکن یورپ نے صنعتیں ایجاد کیں اور وافر مقدار میں چیزیں بنانا شروع کردیں. اپنے اندرونی بازار اور مارکیٹیں (سامان سے) بھر دیں اور جب یورپ کو اپنے مصارف سے زائد اشیاء کو دوسرے ممالک میں بھیجنے اور خام مواد حاصل کرنے کی ضرورت پڑی تو اس وقت یورپ نے استعماری چالیں چلنے اور دوسروں کی سرزمینوں پر ہاتھ ڈالنے کی ابتداء کی.

حکومت اسرائیل کے وجود کے مقدمات، فلسطینیوں اور اعراب کا رد عمل:

انیسویں صدی کے اواخر میں فلسطین میں کچھ ہنگامے ہوئے. برطانیہ جو اس دوران عثمانی (حکومت) کا حامی تھا اپنی سیاست بدل کر عثمانی کے مقابلے میں کھڑا ہوگیا اور شورش کرنے والوں کی حمایت کردی، کیونکہ اس زمانے میں ہندوستان، برطانیہ کا سب سے اہم مستعمرہ علاقہ اور اس کے لیے قوت وثروت کا منبع تھا. لہذا ہندوستان کو محفوظ رکھنے کے لیے ایشیاء کے ممالک پر قبضہ کرنا برطانیہ کے لیے ناگزیر تھا تاکہ روس وفرانس (دو مقتدر یورپی رقیبوں) کے ہندوستان پر حملے کے خطرے سے بچا جاسکے. برطانیہ کے لیے ضروری ہوگیا تھا کہ وہ نہر سوئز پر کنٹرول حاصل کرلے جو (اس وقت) عثمانی (حکومت) کے ہاتھ میں تھی. اس لیے برطانیہ کی حکومت عثمانی ترکوں کے خلاف شورش کرنے پہ تحریک کرتی تھی. من جملہ "مکہ کے امیر شریف حسین" جو حجاز میں عثمانی (حکومت) کا نمائندہ اور جاہ طلب انسان تھا کو تحریک کیا اور اس نے برطانیہ کی حمایت سے عثمانی

(حکومت) سے علیحدگی اختیار کرلی۔ ۱۹۱۶ء (۱۳۳۴ ہجری قمری) میں، روس، فرانس اور برطانیہ یورپ کی تین اصلی طاقتوں کے درمیان "سایکس ۔ پیکو" اور "سازونوف" معاہدے طے پائے جن کی رو سے یہ طے پایا کہ عثمانی (حکومت) سے جدا شدہ سرزمینوں کو وہ اپنے درمیان تقسیم کرلیں، لیکن برطانیہ نے جب کچھ عرصہ بعد اس معاہدے کو نہر سوئیز پر اپنے تسلط کے برخلاف پایا تو ۱۹۱۷ء (۱۳۳۵ ہجری قمری) میں روس کی کمزوری اور اس ملک میں آئے ہوئے انقلاب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس معاہدے کو ماننے سے انکار کردیا اور فلسطین کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

یہ اقدامات ایسے حالات میں رونما ہوئے جب برطانوی شہنشاہت کی طرف سے عثمانی حکومت کو کمزور کرنے اور اسے شکست دینے کے لیے نیشنلزم کے خیالات کی تقویت اور ترویج پر زور طریقے سے جاری تھی۔ نیشنلزم کی فکر جس نے آہستہ آہستہ بہت سے مسلمان ممالک میں اسلامی حیثیت اختیار کر لی تھے استعمار کے اصلی حربوں کے طور پر استعماری سیاستوں کے مفادات کو پورا کرنے کے کام آئی۔ اس زمانے میں برطانیہ کی حکومت ملکوں کو استعمار کرنے میں سرفہرست تھی۔ اس نیشنلزم نظریے کا نتیجہ قومی اور نژادی رجحانات، اسلامی سرزمینوں خاص کر عثمانی حکومت کی حدود میں تفرقہ اور (حکومت کو) تقسیم کرنے کی تحریکوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ انہی حالات میں برطانیہ میں دنیا کے یہودیوں کے نژادی اتحاد کا موہوم دعویٰ پیش ہوا جو تاریخی حقائق کے اعتبار سے سراسر مخدوش اور غلط ہے۔ یہودیوں کے ایک گروہ نے یہودیوں کے ایک ملت ہونے کا نظریہ پیش کیا اور اس قوم کے لیے ایک مستقل ملک کی تشکیل کے لیے اقدامات شروع کردیئے جن کی حکومت برطانیہ نے بھرپور حمایت کی۔ اس گروہ نے امیر ترین یہودیوں سے مالی امداد وصول کرنا شروع کردی اور اپنے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لیے ایک تنظیم بنائی اور اس کا نام صہیون رکھا جو فلسطین میں ایک پہاڑ کا نام ہے (اور حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ اور بنی اسرائیل کے اور انبیاءؑ کے مقبرے اس پہاڑ پر بنے ہوئے ہیں)۔

انیسویں صدی کے آخر میں (۱۸۸۲ء ۔ ۱۸۹۸ء) نیشنلسٹ یہودیوں کی طرف سے یہودیوں کو فلسطین میں منتقل کرنے اور وہاں پر ان کو بسانے کے کچھ اقدامات کیے گئے لیکن جب یہودی علماء اس اقدام کے سیاسی مقاصد اور استعماریوں کے منصوبوں کے ساتھ اس کے روابط سے آگاہ ہوئے اور (اسکی) مخالفت کی تو اس صہیونی تحریک کے اقدامات کو شکست ہوئی۔ لیکن بیسویں صدی کے اوائل میں فلسطین پر برطانیہ کے تسلط سے فائدہ اٹھاتے ہوئے (اس تنظیم نے) دنیا کے یہودیوں کی مخالفت کے باوجود اور ان کی اذیت وتکلیف کو بہانہ بناتے ہوئے ایک مستقل یہودی ملک بنانے کی تجویز راہ حل کے طور پر پیش کی۔ کیونکہ ایک قدیم اسرائیل کی تشکیل کا خواب صہیونیزم کی تمنا ہے۔ اس زمانے میں برطانیہ کو بھی اس علاقے میں اپنا تسلط باقی رکھنے کے لیے ایک اڈے کی ضرورت تھی۔ صہیونی پارٹی کی اس تجویز کی اگرچہ دیگر یہودی پارٹیوں نے مخالفت کی تھی لیکن یورپی ممالک میں اس تنظیم نے اپنے شعبے قائم کررکھے تھے جو ان کا مقابلہ کرتے تھے۔ انہوں نے پہلی جنگ

عظیم کے دوران برطانیہ اور امریکہ سے درخواست کی کہ وہ انہیں اس بات کی ضمانت دیں۔ جنگ کے خاتمے کے بعد جرمنی کی اتحادی عثمانی حکومت کی شکست کی صورت میں فلسطین ایک یہودی ملک میں تبدیل ہوجائے۔ چونکہ پہلی جنگ عظیم سے پہلے بیت المقدس قانونی طور پر عثمانیوں کے ہاتھ میں تھا۔ صہیونیوں کی کوششوں کے مثبت نتائج نکلے اور وہ برطانیہ کے وزیر خارجہ " لارڈ بالفور " کو اپنی طرف متوجہ کرانے میں کامیاب ہوگئے، ساتھ ہی امریکی راہنماؤں کو قائل کرنے میں کامیاب رہے۔ آخرکار نومبر ۱۹۱۷ء میں برطانیہ کابینہ میں فلسطین کی سرزمین پر " قومی مرکز برائے یہود " بنانے کی تجویز کو پاس کرنے کےلیے بالفور کا بیانیہ شائع ہوا۔ امیر مکہ شریف حسین جو خود برطانیہ کا حلیف تھا اس نے برطانوی حکومت سے وضاحت طلب کی۔ تو مذکورہ حکومت نے جواب دیا کہ یہودیوں کو فلسطین میں لوٹانے کےلیے مدد کرنے کے فیصلے کا فلسطین میں ساکن لوگوں کی آزادی اور حقوق کے ساتھ کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ اس جواب میں اسرائیل کی حکومت کے قیام کے بارے میں کوئی بات نہیں کی گئی تھی۔ (پہلی) جنگ عظیم کے اواخر میں صہیونی تنظیم سے وابستہ یہودی لشکر نے فلسطین کے کچھ حصہ پر قبضہ کرلیا جس کا عمل عربوں میں اچھا نہ تھا۔ پہلے سے بھی فلسطین میں چھوٹے چھوٹے یہودی گروہوں کو مستعمرہ نشین افراد کے طور پر ٹھہرایا گیا تھا جو مقامی عربوں کی اراضی کو خرید کر یہودی کھیت بنا دیتے تھے۔ ۲۵ اپریل ۱۹۲۰ء میں اتحادیوں اور اقوام متحدہ نے قانونی طور پر فلسطین کی نظامت (سرپرستی) کو حکومت برطانیہ کے حوالے کردیا، اور اسے مامور کیاگیا کہ یہودیوں کےلیے قومی مرکز کے قیام کےلیے بالفور کے بیانیے کی مدد کرے۔ اس زمانے میں فقط ۵۰ ہزار یہودی فلسطین میں آباد تھے، لیکن جدید حکومت جو برطانیہ کی طرف سے ایک یہودی کو واگذار کی گئی تھی، کے ذریعہ (فلسطین کی طرف) یہودیوں کی ہجرت کا باب کھل گیا اور ان کی آبادی بڑھتی گئی۔ یہ بات عربوں کی شورش اور مخالفت کا سبب بنی۔ برطانیہ کے مستعمرات کے وزیر چرچل نے اپنے رد عمل کے طور پر ایک بیانیہ جاری کرکے کہا کہ وہ پورے فلسطین کی سرزمین کو ایک یہودی ملک میں تبدیل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے اور مہاجرت فقط یہودیوں کے قومی مرکز کے قیام کی حدود اور فلسطین کے اقتصادی حالات کو مد نظر رکھ کے جاری رکھی جائے گی۔ فلسطین میں خود مختار تجارتی، اقتصادی، سماجی اور حتی کہ ٹروریسٹ یہودی تنظیمیں تیزی کے ساتھ بن رہی تھیں، جن کی پوری دنیا کے مالدار یہودی مالی مدد کرتے تھے۔

ان حالات میں عرب ایک دوسرے سے دور، اور تفرقے کا شکار تھے اور نعروں اور الفاظ کی حد سے بڑھ کر فلسطینیوں کی مدد نہیں کرتے تھے۔ فلسطینی عرب اور عیسائی اپنے اختلافات ختم کرکے اپنے مشترکہ دشمن کے مقابلے میں متحد ہوگئے۔ ۱۹۲۹ء کی گرمیوں میں فلسطینی عربوں اور مہاجر صہیونیوں کے درمیان پہلی مرتبہ خونین جھڑپ ہوئی اور صہیونیوں اور برطانیہ کے فوجیوں نے فلسطینیوں پر گولیاں برسا کر ۳۵۱ افراد کو شہید اور بہت سے لوگوں کو زخمی کیا یا گرفتار کرلیا کچھ لوگوں کو عمر قید کی سزا سنائی یا پھانسی دیدی۔ ۱۹۳۰ء کے آخری

عشرے سے لیکر ۱۹۳۶ء تک شیخ عزالدین قسام کا مسلحانہ قیام وقوع پذیر ہوا۔ انہوں نے برطانیہ اور صہیونیوں کی فوج سے جنگ کی۔ آخرکار وہ اور ان کے ساتھی درجہ شہادت پہ فائز ہوئے اور کچھ لوگ گرفتار ہوگئے۔
۱۹۳۷ء میں عبد القادر حسینی نے جہاد وقیام کی قیادت کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور وہ بھی کافی جنگوں کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہوگئے۔ ۱۹۴۴ء میں برطانوی اور صہیونی فوجوں کے ساتھ جنگ کی کمانڈ کو حسن سلامہ نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوگئے۔ چالیس (۱۹۴۰ء) کے عشرے سے فلسطین کا مسئلہ پورے عرب کے مسئلے کی شکل میں تبدیل ہوگیا اور بین الاقوامی مسائل میں سرفہرست آگیا۔ ان جنگوں اور عربوں کے سیاسی رد عمل کی وجہ سے حکومت برطانیہ نے آخرکار یہودیوں کی بے ہنگام ہجرت کو محدود کردیا لیکن اسے صہیونیوں کی سخت مخالفت اور ان کے دہشت گردانہ اقدامات کاسامنا کرنا پڑا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران فلسطین میں نسبتا سکون تھا۔ لیکن ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء (۱۳۶۷ ہجری قمری) میں جب حکومت برطانیہ نے اپنے تسلط کو ختم کیا اور اپنی فوجیں فلسطین سے باہر نکالیں تو اسی روز تل ابیب میں قومی کونسل برائے یہود قائم ہوئی اور اسرائیل حکومت کے وجود کا اعلان کردیا گیا اور پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس وقت کے امریکی صدر ٹرومن نے چند گھنٹے بعد، اسرائیل کی نئی حکومت کو تسلیم بھی کرلیا۔ برطانیہ نے بھی وہاں سے نکلتے وقت اپنے تمام جنگی وسائل ان کے اختیار میں دے دیئے تھے۔ اس وقت سے فلسطین کے امور میں نیز فلسطینیوں پر صہیونیوں کے حملوں کو روکنے کے سلسلے میں اقوام متحدہ کی کوششیں بے اثر ہوکر رہ گئیں۔ غاصب صہیونیوں نے شہروں اور دیہاتوں پر قبضہ کرنا اور فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے دخل کرنا شروع کردیا۔ جب ان لوگوں کو فقیر اور مظلوم لوگوں کی مقاومت کاسامنا کرنا پڑا تو اپریل ۱۹۴۸ء میں دیر یاسین اور کفر قاسم کے قصبوں میں قتل عام جیسے مظالم ڈھانا شروع کردیئے جو بے آسرا فلسطینیوں میں وحشت پھیلنے کاباعث بنے اور وہ لوگ بھی اردن کی سرحد پار کرکے بھاگ جاتے تھے۔ فلسطینیوں کے دفاع کےلیے عرب فوجیں بھی میدان میں آئیں۔
لیکن اسرائیلیوں کےلیے یورپ اور امریکہ کی حمایت، امداد اور انہیں ہوائی جہاز اور دیگر اسلحے بھیجنے کی وجہ سے اسرائیلیوں نے عربوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تو اس مقابلے میں ایک ملین سے زائد فلسطینی عرب سرگردان اور بے وطن ہوئے۔ اسرائیل کی حکومت نے اقوام متحدہ کے فلسطین کو عرب اور یہودی دو حصوں میں تقسیم کرنے اور یروشلم کو اقوام متحدہ کی سرپرستی میں اور بین الاقوامی طورپر چلائے جانے کی تجویز پر کان نہیں دھرا۔ دوسری طرف فلسطینیوں کی مختلف کمانڈوز پارٹیوں اور تنظیموں کا قیام عمل میں آیا تھا تاکہ اپنے مسلم اور قانونی حق کادفاع کرسکیں۔ ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء میں بیت المقدس شہرمیں فلسطین کانگرس کی تشکیل ہوئی اور "تنظیم آزادی فلسطین" کے قیام کا اعلان ہوا۔ فلسطین کی خود مختاری کےلیے فوج بنی جو ان جنگوں کے نتیجے میں ایک نئی شکل اختیار کرگئی اور بعد ازاں آزادی فلسطین کے ہزاروں شہداء نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اس بات کی یاد آوری بھی ضروری ہے کہ اس زمانے میں یہودیوں کی (فلسطین میں) مسلسل ہجرت کے

باوجود بھی عربوں اور مسلمانوں کی بہ نسبت یہودی اقلیت میں تھے۔

چھ روزہ جنگ

۵ جون ۱۹۶۷ء (۱۳۸۷ ہجری قمری) میں اسرائیل نے عرب ممالک مصر، شام اور اردن کے ہوائی اڈوں پر اچانک حملہ کر کے جنگ شروع کردی۔ اسرائیل نے اردن کے دریا کے مغربی کنارے، شام کی سرحد میں جولان کی پہاڑیوں اور مصر کے صحرائے سینا پر قبضہ کرلیا۔ یہ جنگ عربوں اور اسرائیل کے درمیان چھ روزہ جنگ کے نام سے مشہور ہوئی۔ عربوں کی براہ راست شکست کا نتیجہ یہ تھا کہ عرب حکومتوں کی کلاسیکی جنگ کے ذریعے اسرائیل کو نابود نہیں کیا جاسکتا، خاص طور پر جب کہ اسرائیل امریکہ و یورپ کے جدید ترین اسلحوں سے لیس ہے۔ اسرائیل کے ساتھ مقابلہ کے لیے ضروری ہے کہ گوریلا گروہوں کو مضبوط کیا جانا چاہیئے۔
اقوام متحدہ نے ایک قرارداد کے ذریعے اسرائیل کو مقبوضہ اراضی سے نکلنے کا حکم دیا لیکن اسرائیل نے انکار کردیا۔ اس کے بعد بیت المقدس شہر جو اردن کے کنٹرول میں تھا، بیت اللحم اور ۲۷ دیگر دیہاتوں کو حکومت اسرائیل کی طرف سے جاری ہونے والے فیصلے کے مطابق اسرائیل نے اپنی زمین کے ساتھ منضم کردیا۔ اور یہ کوشش کی کہ بیت المقدس میں تین ہزار کی یہودی اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کردے چنانچہ اسرائیل نے یہ تعداد بڑھا کر ایک لاکھ نوے ہزار افراد تک پہنچادی۔ ۱۱ اگست ۱۹۶۹ء کو مسجد الاقصی میں آگ لگادی اور بجلی کی تاروں کے آپس میں جڑ جانے کو اس کا سبب ظاہر کیا۔ مقبوضہ سرزمینوں میں بڑی تیزی کے ساتھ یہودی آبادی پر مشتمل محلے بنانا شروع کردیئے۔ حکومت اسرائیل کی یہ کوشش رہی ہے کہ بیت المقدس جیسے اسلامی چہرے والے شہروں کو یہودی بستی میں تبدیل کردے۔ (اسرائیل کی) غاصب حکومت نے الواح، کتیبوں اور سابقہ انبیاء واقوام کی یادگار چیزوں کو ڈھونڈنے کے لیے، مسجد صخرہ، مسجد الاقصی اور حرم بیت المقدس کے اطراف میں کافی کھدائیاں شروع کردیں تاکہ اس عمل کے ذریعے عربوں کی ایک اور تعداد کو بے وطن کردے اور ساتھ ساتھ ان مقامات کو ویران کرنے اور نئے سرے سے بنانے کی راہ ہموار کرسکے۔ اسرائیل امریکہ، برطانیہ اور یورپ کی حمایت سے قوت کے ساتھ آگے بڑھتا گیا۔ عربوں کی کافی مخالفت حتی کہ اقوام متحدہ کی مخالفت کے باوجود حکومت اسرائیل نے آخر کار اپنے دارالخلافہ کو تل ابیب سے یروشلم (بیت المقدس) میں منتقل کردیا۔

کرامہ کی جنگ (۱۹۶۸)

جون ۱۹۶۷ء کی چھ روزہ جنگ کے بعد جو عربوں کی خفت کا موجب بنی فلسطین کی جہادی تنظیموں نے جو اردن، شام اور لبنان کے خیموں میں تربیت حاصل کررہی تھیں اور وہیں قیام پذیر تھیں اپنے حملوں کی شدت میں اضافہ کردیا۔ کرامہ شہر میں جو (اردن کے دارالخلافہ) امان کے مغرب میں ۲۵ کلومیٹر کے فاصلے پر درہ اردن

میں واقع ہے فلسطینی پناہ گزینوں کی کچھ تعداد آباد تھی. جون ۱۹۶۷ء میں عربوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ کے اثر کی وجہ سے کرامہ (شہر) جو صہیونیوں کی جنگ بندی لائن کے صرف چار کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا اور ان کی زد میں واقع تھا. کرامہ میں موجود پناہ گزینوں کی تعداد ۲۵۰۰۰ سے بڑھ کر دو گنی ہوگئی. الفتح تنظیم نے کرامہ (شہر) کو صہیونی مورچوں کے نزدیک ہونے کی وجہ سے اپنا اڈا بنالیا رکھا تھا، صہیونی حکومت کے وزیر دفاع نے اعلان کیا کہ کرامہ فلسطینی مقاومت کا بنیادی اور اہم اڈا بن چکا ہے اور فلسطینیوں نے اسرائیل کی دھمکیوں کے مقابلے میں خون کے آخری قطرے تک مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے. (اس لیے کہ) ان کی ایک دلیل یہ تھی کہ کرامہ میں قیام کرکے اردن کی حکومت کو سمجھادیں گے کہ کرامہ کی سرزمین پر فلسطینیوں کا خون بہنے کی وجہ سے ان کو اس سرزمین پہ رہنے کا حق اور درہ اردن سے مسلحانہ حملوں کو وسیع پیمانے پر بڑھانے کا حق حاصل ہوجائے گا.

کرامہ شہر پر اسرائیل کی ہر قسم کے وسائل اور اسلحہ سے لیس زمینی فوج کے حملے اور تین سو فلسطینی کمانڈوز کے ساتھ شدید جنگ میں صہیونیوں کی ایک بڑی تعداد ہلاک ہوئی اور اسرائیلی فوجیں پیچھے ہٹ گئیں. اس جہاد نے فلسطینی قوم کی نگاہ میں کامیابی کی ایک نئی راہ وروش کو مجسم کیا. اس کے بعد بہت سے لوگ رضاکارانہ طور پر الفتح کی گوریلا تنظیم میں شریک ہوئے.

کرامہ جہاد میں مقاومت فلسطین کو وسیع ترین عوامی اور عرب حکومتوں کی حمایتیں حاصل ہوئیں. من جملہ فلسطینی کمانڈوز کو اردن کی فوج کا تعاون بھی حاصل تھا. لیکن یہ تعاون عارضی تھا اور بعد میں اسرائیل کی دھمکیوں اور فلسطینی جہاد میں پیش رفت کی وجہ سے، کمانڈوز اور اردن کی حکومت کے درمیان اختلافات بڑھتے گئے جو ۱۹۷۰ء میں خونین سیاہ ستمبر کے واقعات اور کمانڈوز کے ساتھ حکومت اردن کی جنگ کی شکل میں ظاہر ہوئے.

رمضان کی جنگ (اکتوبر ۱۹۷۳)

اکتوبر ۱۹۷۳ء (۱۳۹۳ ہجری قمری) میں مصر کی فوج اچانک ہی اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے نہر سوئز سے گذری اور بارلیو دفاعی لائن کو توڑتے ہوئے جو اس زمانے میں غیر قابل تسخیر دفاعی لائن کے عنوان سے معروف تھی، ہوائی افواج کی مدد سے صحرائے سینا اور اسرائیل کی سرزمین کے اندر حملہ کردیا. دوسری طرف اسی اثناء میں مشرق سے شام کی ہوائی فوج نے اسرائیل پر حملے آغاز کیا، اور انہی ابتدائی ایام میں اسرائیل کے دسیوں ہوائی جہاز نابود ہوئے، ہزاروں اسرائیلی فوجی ہلاک اور قیدی ہوگئے اور اس کے ناقابل شکست ہونے کے افسانے ٹوٹ گئے، لیکن آمریکہ اور مغرب کی فوری فوجی مدد سے بعد والے دنوں میں حالات نے جنگ کا رخ بدل دیا. اور جب باقی عربوں نے مصر اور شام کی مدد کرنے سے انکار کردیا تو اسرائیل نے فوجوں کے یکبارگی حملے سے نہر سوئز کے مغرب میں ایک محدود علاقے کو اپنے قبضے میں لےلیا. آخر کار قاہرہ کے ۱۰۱ کلومیٹر کے فاصلے

پر جنگ کے خاتمے کے لیے گفتگو کا آغاز ہوا اور صلح معاہدے سے جنگ کا خاتمہ ہوا. رمضان کی جنگ کے بعد انور سادات نے جو مصر کے قومی لیڈر جمال عبد الناصر کی جگہ پر مصر کا صدر بنا تھا، امریکہ اور مغرب کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنا شروع کردیا.

۱۹۷۴ء میں تنظیم آزادی فلسطین کو تسلیم کیا گیا

۱۹۷۴ (۱۳۹۴ ہجری قمری) میں اقوام متحدہ نے تنظیم آزادی فلسطین (PLO) کو فلسطینی عوام کی واحد نمائندہ (تنظیم کے طور پر) تسلیم کیا اور یاسر عرفات جب اقوام متحدہ کے اجلاس میں آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں رائفل (ہتھیار) اور دوسرے ہاتھ میں زیتون کی ایک شاخ تھی جو صلح کی علامت سمجھی جاتی ہے. اس اجلاس میں تیسری دنیا اور ترقی پذیر ممالک کے نمائندوں نے یاسر عرفات کا زبردست استقبال کیا.

فلسطینیوں کی لبنان میں جھڑپیں

ستمبر ۱۹۷۰ء میں اردنی حکومت کے ذریعہ مقاومت فلسطین کو سرکوب کرنے کے بعد، لبنان میں فلسطینی پناہ گزینوں کے کیمپوں پر، فلانجسٹوں اور لبنان اسرائیل نواز دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے گروہ نے حملہ کردیا. سب سے پہلے تو (عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والی) کتائب پارٹی کے فلانجوں نے مئی ۱۹۷۵ میں عین الرمانہ (شہر) میں فلسطینی کمانڈوز اور سول افراد سے بھری ایک بس پر فائرنگ کردی اور دسیوں افراد کو شہید اور زخمی کردیا. یہ جھڑپ لبنان کے باقی علاقوں میں بھی پھیل گئی جس کا نقطہ عروج، زعتر ٹیلے کے کیمپ کا گھیراؤ اور اس پہ توپوں سے حملہ تھا جہاں خوراک اور دواؤں کی کمی کے علاوہ ہزاروں افراد شہید اور زخمی ہوئے. اس کے بعد لبنان میں داخلی جنگیں جاری رہیں جنہوں نے لبنان کے سیاسی معاشرے اور حکومت کے ڈھانچے کو بھی متاثر کیا.

کیمپ ڈیوڈ معاہدہ

انقلاب فلسطین کی تاریخ کے واقعات میں اہم ترین اور عرب، اسرائیل تعلقات کا نقطہ آغاز ۱۹۷۸ء (۱۳۹۸ ہجری قمری) میں کیمپ ڈیوڈ معاہدہ ہے. مصر نے سن ۷۰ء کی دھائی کے آغاز میں جمال عبدالناصر کے بعد خاص کر جنگ رمضان کے بعد گٹھ جوڑ شروع کردیا تھا. سادات نے ۱۹۷۲ء میں روس کے فوجی ماہرین کو مصر سے نکال باہر کیا تھا. ۱۹۷۵ء میں اسرائیل کے ساتھ سینا معاہدہ منعقد کیا اور آخرکار ۱۹۷۸ء میں کیمپ ڈیوڈ کے مقام پر اسرائیل کے وزیر اعظم مناخیم بگین اور امریکہ کے صدر جمی کارٹر کے ساتھ اسرائیل کے ساتھ صلح کا معاہدہ منعقد کیا. مصر پہلی عرب حکومت تھی جس نے غاصب اسرائیل کی حکومت کو تسلیم کیا اور عربوں کے درمیان شگاف کا باعث بنی. یہ واقعہ انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے دنوں میں واقع ہوا.

اگرچہ سابقہ واقعات اور کیمپ ڈیوڈ کی خیانت سے عربوں اور مسلمانوں میں شدید رد عمل اور ناامیدی کے آثار پائے جاتے تھے لیکن ۱۹۷۹ء (۱۳۹۹ ہجری قمری ۔ ۱۳۵۷ ہجری شمسی) میں ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور علاقے میں مغرب کے مقتدرترین تھانیدار کی سرنگونی اور اسرائیل کے سب سے بڑے حامی یعنی شاہ کی حکومت کی نابودی کی وجہ سے صہیونیوں کے خلاف جہاد میں ایک نئی روح پڑگئی اور لبنان و فلسطین میں عجیب سی خوشی کی لہر دوڑ گئی، خاص طور پر اس وجہ سے کہ " آج ایران کل فلسطین " کا نعرہ اسلامی انقلاب کے نعروں میں سرفہرست تھا.

صہیونی فوجیوں کا لبنان میں فلسطینیوں پر حملہ

۶ جون ۱۹۸۲ء (خرداد ۱۳۶۲ ہجری شمسی) کو صہیونی حکومت نے تنظیم آزادی فلسطین(PLO) کو نابود کرنے کےلیے زمین، دریا اور ہوا کے ذریعے لبنان پر وسیع حملے کا آغاز کیا. صہیونیوں نے ابتداء میں یہ اعلان کیا کہ ان کی کاروائیاں فقط فلسطینیوں کے خلاف ہوں گی اور ۴۸ یا ۷۲ گھنٹے تک جاری رہیں گی. نیز لبنان میں موجود شام کے فوجیوں پہ حملہ کرنے یالبنان کی ایک بالشت سرزمین پر قبضہ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے، اور کاروائیوں کے آخر میں لبنان سے نکل جائیں گے. ان دعووں کے برخلاف، صہیونیوں نے درہ بقاع میں شام کے میزائیل کے اڈوں پر حملہ کردیا اور ان کی کاروائیاں اسی (۸۰) روز تک جاری رہیں. ان واقعات میں ایک طرف تو عرب ممالک اور روس نے فلسطینیوں کی مدد کرنے سے انکار کردیا اور دوسری طرف صہیونیوں نے بہترین فرصت کا انتخاب کیاتھا. یعنی جب ایران اور عراق پوری طرح جنگ میں مصروف تھے. لہذا فلسطین کا مسئلہ جو اس سے پہلے علاقے کے مسائل کی توجہ کا مرکز تھا، اہمیت کے لحاظ سے دوسرے درجے میں شمار ہونے لگا تھا. رجعت پسند عربوں نے عراق سے حمایت کے بہانے اور ایران وعراق جنگ کے اصلی مسئلہ ہونے کے سبب PLO اور شام کی حمایت سے انکار کردیا؛ صہیونیوں کی کاروائیوں کی وجہ سے اور اس کے نتائج کے باعث PLO کے اندر خونین چپقلش شروع ہوگئی جس کا انجام یہ ہوا کہ فلسطینی بیروت کو چھوڑ کر آٹھ عرب ممالک میں پھیل گئے. اور PLO کاہیڈکوارٹر بھی تیونس میں منتقل ہوگیا. اس جنگ نے فقط PLO کے فوجی ڈھانچے کو ہی کمزور نہیں کیا بلکہ اس کو سیاسی میدان میں بھی ناتوان بنادیا جس کا نتیجہ بعض فلسطینی راہنماؤں کے سازش کرنے اور مصروار دن سے ان کے بڑھتے ہوئے تعلقات کی صورت میں برآور ہوا.

اس جنگ کے دیگر اہم نتائج میں سے ایک PLO کے اندرونی اختلافات خاص کر تنظیم الفتح کے اندر (اختلافات کا) بڑھ جانا تھا. الفتح تنظیم PLO کو تشکیل دینے والی اہم ترین تنظیموں میں سے ہے اور اس کی ریڑھ کی ہڈی شمار ہوتی تھی. ان اختلافات کی وجہ سے PLO کی بین الاقوامی ساکھ کو بھی شدید دھچکہ لگا.

PLO کے اندرونی اختلافات درہ بقاع میں الفتح کی اندرونی شورش ۹ مئی ۱۹۸۳ سے شروع ہوئے اور

PLO کی مرکزی کمیٹی اور الفتح انقلابی کونسل کے اراکین، کرنل ابو موسی اور ابوصلح کی قیادت میں الفتح تنظیم میں عرفات کے مخالفین نے شام کی حمایت اور ترغیب سے عرفات سے بغاوت کی اور الفتح کی سیاسی پالیسیوں پہ تجدید نظر کرنے اور لیبیا، شام اور الجزائر سے تعلقات بہتر بنانے کا مطالبہ کیا. یہ بغاوت عرفات کے حامیوں اور مخالفوں کے درمیان شدید جھڑپوں کا باعث بنی، جو آخرکار عرفات اور اس کے حامیوں کو لبنان سے نکالے جانے پر ختم ہوئی. وہ لوگ اقوام متحدہ کے زیر پرچم اور فرانس کی بحری فوج کی حمایت میں پانچ یونانی بحری جہازوں کے ذریعے طرابلس سے یمن، تیونس اور الجزائر کی طرف روانہ ہوئے. الفتح کے علیحدگی پسند گروپ کو ابتداء ہی سے لیبیا اور شام کی زیر حمایت بائیں بازو کی پارٹیوں کی حمایت حاصل تھی. عرفات کے مخالفین سے لیبیا اور شام کی حمایت نے اسے (عرفات کو) اردن اور مصر (جن کے شام اور لیبیا سے تعلقات کشیدہ تھے) سے قریب سے قریب تر بنادیا. یہیں سے PLO میں پھر پھوٹ پڑنا شروع ہوگئی جن میں من جملہ ابوموسی کی قیادت میں انتفاضہ فتح تنظیم کا قیام شامل تھا جو الفتح تنظیم سے جدا ہوگئی.

بیروت میں امریکی اور فرانسوی فوجی ہیڈکوارٹروں میں دھماکہ (۲۳ اکتوبر ۱۹۸۳)

۶ جون ۱۹۸۲ء کو اسرائیلی فوجیں حملہ کرکے لبنان کی سرزمین (کی حدود) سے گذرکر بیروت کے اطراف میں مختلف مقامات میں گھس گئیں. یہ حملہ مختلف ممالک (امریکہ، فرانس، اٹلی) کی افواج کے لبنان میں داخل ہونے کا ایک سبب بنا. صہیونیوں نے مذکورہ حملے کے دوران، پہلے یہ اعلان کیا کہ ان کا مقصد لبنان کی سرزمین کے ۴۵ ـ ۴۰ کلومیٹر اندر سکیورٹی زون (علاقہ امن) قائم کرنا ہے، لیکن بعد میں اسرائیلی حکومت نے تنظیم آزادی فلسطین کی فوجوں کے غیر مسلح کیے جانے نیز لبنان سے PLO کے مکمل انخلاء کا مطالبہ کیا، جو بیروت میں محصور ہوگئی تھیں. اور اس مقصد کے لیے بیروت کے مغربی حصے کو پے در پے بمباری کا نشانہ بنایا اور صبرا اور شتیلا کے کیمپوں میں ہزاروں فلسطینیوں کا قتل عام کیا.

آخرکار لبنان کی حکومت اور PLO فلسطینی (مجاہد) دستوں کو باہر نکالنے کا مطالبہ ماننے پر مجبور ہوگئی اور مقرر ہوا کہ مختلف ممالک سے تشکیل پانے والی فوج کہ جو ۸۰۰ فرانسوی اور امریکی فوجیوں اور ۴۰۰ اٹلی کے فوجیوں پہ مشتمل تھی PLO کے (لبنان سے) نکلنے پر نگرانی کرے گی. فلسطینی (مجاہد) دستوں نے ۲۱ اگست سے یکم ستمبر ۱۹۸۲ء تک رفتہ رفتہ PLO کی عقب نشینی اور لبنان سے اخراج کو مکمل کیا.

۲۹ ستمبر کو امریکی فوجیوں کا پہلا دستہ بیروت کے ان علاقوں میں داخل ہوا جو اسرائیل نے خالی کیے تھے.

بین الاقوامی فوجیں جو صلح قائم رکھنے، جھگڑنے والے فریقوں کے درمیان صلح کے مذاکرات میں امن قائم کرنے اور بیروت کے داخلی تنازعات کو حل کرنے کے بہانے سے لبنان میں اپنا وجود بنائے ہوئے تھیں اور ترقی پسند اور مسلمان قوتوں کے خلاف رعب و وحشت قائم کیے ہوئے تھیں. ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء بمطابق یکم

آبان بروز اتوار ۱۳۶۲ ہجری شمسی کو " جہاد اسلامی تنظیم " کے انقلابیوں کے شہادت طلبانہ حملے کا نشانہ بنیں. بیروت میں امریکی فوجیوں کے مرکز میں دھماکے سے ۲۴۱ امریکی اور اس کے ۶ منٹ بعد فرانسوی فوجیوں کے مرکز میں دھماکے سے ۵۸ فرانسوی ہوا باز ہلاک ہوئے. یہ دھماکہ امریکہ کے لیے ویتنام کی جنگ اور فرانس کے لیے فرانس اور الجزائر کی جنگ کے خاتمے کے بعد سیاسی اور فوجی اعتبار سے سب سے کاری ضرب شمار ہوا. اس دھماکے سے اس بین المللی فوج جس نے رعب اور دہشت قائم کرر کھی تھی، کی عزت وشوکت کو دھچکہ لگا اور لبنان کے مسلمانوں، انقلابیوں اور فلسطینیوں میں جد وجہد اور حریت کے حوصلے بڑھے.

کیمپوں کی جنـــگ

۱۹ مئی ۱۹۸۵ء سے لیکر ۱۹۸۷ء کے اوائل تک (شعبان ۱۴۰۵ سے رمضان ۱۴۰۷ ہجری قمری تک) لبنان کی ایک شیعہ تنظیم امل ملیشیا اور فلسطینی کمانڈوز کے درمیان بیروت میں فلسطینی کیمپوں کے علاقے میں ڈیڑھ سالہ جنگ چھڑی جو ایک دوسرے کے گھیراؤ پر ختم ہوگی. اس جنگ کی وجہ سے فلسطینیوں کے اتحاد پر چوٹ لگی اور فلسطینی تحریکوں (تنظیموں) کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے.

۱۹۸۲ء میں لبنان پہ اسرائیل کا حملہ جو فلسطینیوں کے وہاں پر موجود ہونے اور لبنان کی سرزمین سے اسرائیل کے خلاف ان کی کاروائیوں کی وجہ سے کیاگیا تھا، کے تلخ تجربے کی وجہ سے امل ملیشیا فلسطینیوں کے لبنان میں رہائش کی مخالف تھی. فلسطینی کہتے تھے کہ اگرچہ یہ بات درست ہے لیکن فلسطینیوں کی مدد کی جانی چاہیئے تاکہ وہ اپنی سرزمین میں لوٹ جائیں.

یہ تنازعہ فلسطینیوں اور لبنانی شیعوں کی ایک اچھی خاصی تعداد کے درمیان خونین جھڑپ کا موجب بنا، جو ہر صورت بیت المقدس کی غاصب حکومت (اسرائیل) کے فائدے میں رہا. یہ جھڑپ ایک حد تک فلسطین کی مختلف پارٹیوں کے درمیان امل ملیشیا کے خلاف مشترکہ لائحہ عمل اپنانے کا موجب بنی. اسی وجہ سے فتح انتفاضہ تنظیم جو الفتح تنظیم کی سب سے زیادہ مخالف جماعت تھی، نے اعلان کیا کہ عرفات نے سیاسی میدان سے نکلنے کے لیے کیمپوں کی جنگ چھیڑ رکھی ہے. امل ملیشیا کے اندر بھی اس کی کارکردگی اور اس کی قیادت کی پالیسیوں کے بارے میں تنقید اور شک وشبہہ کا اظہار ہونے لگا اور یہی امر اسرائیل کے خلاف جہاد میں پختہ ارادوں کے ساتھ نئی جہادی پارٹیوں کے قیام کا سبب ہوا (۱)

اس طرح لبنان میں سن ۸۰ ء کے پہلے عشرے کے بعد پیش آنے والے واقعات اور حوادث نے مجموعی طور پر اسرائیل کے خلاف جہاد کے محاذ کے رخ کو نکھرنے میں مدد دی. یہ صورت حال جو انقلاب اسلامی

۱۔ کتاب جبهہ نجات فلسطینی (انقاذ) مؤلف سعیدی، زابل ۔ ص ۱۱۳

ایران کے تجربے سے شدید متاثر تھی اس بات کا موجب بنی کہ اصیل اور پائیدار طاقتوں کو جو اسرائیل کے ساتھ جہاد کو ایک اسلامی اور اعتقادی فرض کی نظر سے دیکھتی تھیں ایک نیا جوش اور نیا جذبہ ملا۔ اور یہی لوگ ہیں جنہوں نے سازش کارانہ حرکتوں کے سخت ترین مخالفین کے طور پر اب تک امریکہ اور اسرائیل کے مقاصد اور ناپاک عزائم کی راہ میں روڑے اٹکا رکھے ہیں۔

لبنان میں " حزب اللہ " جیسی تنظیموں کا پھلنا پھولنا، ان واقعات کے روشن وواضح آثار میں سے ہے۔ ان تنظیموں کے خلاف وسیع پیمانے پہ پروپیگنڈے اور دشمن کے خائنانہ منصوبے بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ ان واقعات سے دشمنی کے خیمہ میں واقعی خوف ودہشت طاری ہے۔ واضح ہے کہ صلح کے منصوبوں کی بعض وقتی کامیابی کے احتمالات سے قطع نظر، یہ بات اطمینان سے کہی جاسکتی ہے کہ لبنان میں اسلامی مقاومت کا بیج بارور ہوچکا ہے اگر مقبوضہ زمینوں میں بھی اندرونی مقاومت زور پکڑجائے اور یہ سلسلہ جاری رہے تو دشمن کی ناکامی یقینی ہے۔

" انتفاضہ " کا قیام یافلسطین کی عوامی تحریک

مقدمہ:- یہ ایک مسلم بات ہے کہ اسلامی ممالک میں سید جمال الدین اسد آبادی کی کوششوں اور اسی طرح ایران میں تنباکو تحریک کی وجہ سے، اسلامی بیداری کی تحریک ایک نئے مرحلے میں داخل ہوگئی تھی۔ مصر میں محمد عبدہ اور سید قطب نے اسے آگے بڑھایا، یہی تحریک ہندوستانی مسلمانوں کے برطانیہ کے خلاف قیام کا موجب بنی، پاکستان میں (علامہ) اقبال لاہوری نے اسے جاری رکھا، الجزائر میں ۱۹۶۲ء کے انقلاب کا باعث بنی۔ ۱۳۵۷ ہجری شمسی (۱۹۷۹ء) میں انقلاب ایران بھی اسی اسلامی بیداری کی تحریک کی ایک کڑی تھا۔ قابل توجہ ہے کہ انقلاب ایران سے دو دھائیاں قبل، اسلامی ممالک میں بیداری کی تحریک رکود اور ٹھہراؤ کا شکار تھی۔ چونکہ یہ فکری تحریک ایک طرف سے تو اسلامی ممالک پہ حاکم مستبد حکومتوں کی نظر میں مقہور تھی جس کا نتیجہ، استبداد کے خلاف عملی جد وجہد کو اولیت دینے اور اس کے خلاف سیاسی محاذ آرائی میں کمی کی صورت میں نکلا اور دوسری طرف (یہ تحریک) انقلاب ایران سے سالہا قبل عربی نیشنلزم سے کافی متاثر ہوئی، خود عربی نیشنلزم چند وجوہات کی بناء پر وجود میں آیا۔ ان میں ایک عراق اور شام میں میشل عفلق عیسائی کے ذریعے بعث پارٹی کا قیام تھا۔ جو مشرق وسطی میں مستحکم ترین سیاسی پارٹی کے طور تبدیل ہوگئی۔ دوسرے اسرائیلی حکومت کا قیام تیسرے عرب، اسرائیل جنگ ہے جس نے مسئلہ فلسطین کو عربوں کا مسئلہ بنادیا۔

۱۳۵۷ ہجری شمسی (۱۹۷۹ء) میں کامیاب ہونے والا ایران کا اسلامی انقلاب، اسلامی بیداری کی تحریک میں ایک اہم موڑ تھا جس نے ایک طرف اسلامی بیداری میں ایک نئی روح پھونک دی جبکہ دوسری طرف اسے ایک سیاسی رنگ میں ڈال دیا۔ چونکہ اس سے پیشتر بیداری کی تحریک فقط ایک فکری، ثقافتی تحریک اور ایک

مذہبی روشن خیالی (کی تحریک) تھی، جو خودی کی طرف لوٹنے، اسلامی کردار اور امت اسلامی کے درمیان ہمہ گیر اور مشترک اقدار کی طرف بازگشت کی دعوت دیتی تھی.

فطری تھا کہ ایران کے اسلامی انقلاب کا پیغام، مسلمانوں کو ہلاکر رکھ دے. ان کے جذبات کو ابھار دے. اور انقلاب ایران کے قائد، حضرت امام خمینیؒ کی پالیسیاں دنیا کے مجاہد مسلمانوں، من جملہ فلسطینی مجاہدین کی توجہ کامرکز بنیں اور اسلامی رجحانات زندہ ہوں فلسطین کے لوگ انقلاب ایران سے پہلے بھی مسلمان تھے لیکن وہ رسی جو انہیں آپس میں جوڑتی تھی ایک دوسرے کو جمع کرتی تھی اور ان کے درمیان اتحاد کا سبب تھی وہ "عربیت" تھی اور اسلام دوسرے درجے پر تھا. یہی وجہ تھی کہ فلسطینی لوگ، اسلامی، عیسائی اور مارکسزم کے مختلف نظریات رکھنے کے باوجود ایک گروہ یا تنظیم میں جمع ہوجاتے تھے، (لیکن) ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد، اتحاد اور کامیابی کے لیے، اسلام کی توانائی کو تقویت ملی اور اس نے مسلمان مجاہدین کی توجہ کو دوبارہ اپنی طرف مرکوز کرلیا.

انقلاب اسلامی ایران اور فلسطین کے درمیاں ربط اور دوستی (انقلاب کی) کامیابی سے سالہا قبل اسرائیل کے خلاف مشترک جہاد کے محاذوں سے شروع ہوچکی تھی. چونکہ ایرانی گوریلے شاہ کے خلاف جہاد کے لیے فلسطینی کیمپوں میں جاکر ٹرنینگ لیتے تھے. یہ رابطہ سالہا قبل اس وقت وجود میں آیا جب امام خمینیؒ نے فلسطینی تحریک کے حق میں یہ اجازت دی تھی کہ سہم مبارک امامؑ، خمس اور شرعی زکوۃ کا تیسرا حصہ فلسطینی تحریک کی حمایت کے لیے خرچ کیاجائے.

سن ۱۳۵۷ ھ. ش (۱۹۷۹ء) کے انقلاب کے دوران "آج ایران کل فلسطین" کا نعرہ صہیونیوں کے لیے ناامیدی اور فلسطینیوں کے لیے حوصلہ افزائی کا باعث تھا اور اس بات کا بہترین شاہد، انقلاب کے ابتدائی سالوں میں فلسطین کے راہنماؤں اور تنظیم آزادی فلسطین کی مرکزی کابینہ کے اراکین کے انقلاب اسلامی اور امام خمینیؒ کے بارے میں بیانات ہیں. اور یہ بیانات ملکی اور غیر ملکی جرائد میں چھپ چکے ہیں. نمونے کے طور پر صحیفہ نور کی پانچویں جلد، جو فلسطین کے راہنماؤں کے امام خمینیؒ سے مذاکرات اور گفتگو کے بارے میں ہے، ملاحظہ کی جاسکتی ہے.

اسرائیل سے جہاد، انقلاب ایران تک ہی محدود نہیں تھا، انقلاب سے پیشتر بھی سوویت یونین کی قیادت میں مشرقی بلاک اور دیگر ترقی پذیر ممالک بظاہر فلسطینیوں کے حامی تھے، لیکن یہ حمایت، مفادات کے تضاد اور عالمی طاقتوں کی رقابت (COMPETITION) کی وجہ سے تھی یا اس (حمایت) کی بہترین صورت، ملت فلسطین کو بھی زندگی کا حق دینا تھا، لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی اسرائیل کی موجودیت سے تضاد نہیں رکھتا تھا، بلکہ سب اسے (اسرائیل کو) تسلیم کرتے تھے. اور ایک متجاوز ملک کی حیثیت سے اس کے ساتھ جہاد کررہے تھے. حالانکہ انقلاب اسلامی ایران اور امام خمینیؒ صہیونی حکومت کے طور پر ایک ملک کے وجود کے ہی مخالف تھے. اسے غاصب سمجھتے تھے. صہیونی حکومت کی بقاء کو ہر ممکن طریقے سے، اسلامی بلاد میں فتنے وفساد کو جاری رہنے

کاموجب سمجھتے تھے، اور یہی طرز تفکر تھا جس نے فلسطینیوں کے قومی اور دینی جذبے اور اسلامی بیداری کو عروج تک پہنچایا اور اسرائیل اور اس کے حامیوں کو ڈرا دیا۔

" انتفاضہ " اسلامی بیداری کے سلسلے کی ایک اور کڑی

اپریل ۱۹۸۷ء میں عمان میں عرب سربراہوں کی کانفرنس منعقد ہوئی اور عام اجلاسوں کے برخلاف، اس اجلاس میں صہیونی حکومت کے خلاف جہاد کے بارے میں کوئی بیان جاری نہیں ہوا؛ ایران اور عراق کی جنگ، کانفرنس کی پوری توجہ کامرکز بنی رہی، اور فی الواقع یہ کانفرنس کیمپ ڈیوڈ معاہدے کے اصول پر کاربند تھی۔

فلسطینی جو سالوں سے اس بات کا انتظار کررہے تھے کہ امت عرب انہیں بے وطنی سے نجات دلائے گی اور مقبوضہ سرزمینوں میں ساکن فلسطینیوں نے عرب حکومتوں سے اپنی امیدیں وابستہ کررکھی تھیں، (لیکن) فلسطین کی مختلف تنظیموں اور پارٹیوں کے آپس میں لڑنے جھگڑنے، ان کے پے در پے اختلافات اور بٹوارے نیز مصیبت کے مارے فلسطینیوں کے حالات کے بارے میں عرب حکومتوں کی آشکارا بے توجہی، حکومتوں کی عدم حمایت سے عرب نیشنلزم فکر کے کارساز ہونے کی آخری امیدیں بھی ختم ہوگئیں، اور اسلام پر اعتماد اور " اپنی مدد آپ " کی فکر کو تقویت ملی جس کا ایران میں کامیاب تجربہ ہوچکا تھا۔ اس صورت حال میں سعودی حکومت کے عمال کی طرف سے بیت اللہ الحرام کے قتل عام کا خونین سانحہ واقع ہوا، جس میں خانہ خدا کے ۴۰۰ سے زائد زائرین کو مشرکین سے اظہار برائت اور اسرائیل وامریکہ مردہ باد کہنے کے جرم میں خون سے نہلا دیاگیا، جن میں سے تقریبا دس شہداء کا تعلق فلسطین کی مقبوضہ سرزمین سے تھا۔ ان شہداء کاسوگ رام اللہ، الخلیل شہر اور دیگر مقبوضہ علاقوں میں منایا گیا۔ یہ تمام واقعات اس بات کا مقدمہ بنے کہ خزاں ۱۹۸۷ء میں مقبوضہ سرزمینوں میں رہائش پذیر لوگوں کی طرف سے اسرائیل کے خلاف قیام اور جہاد نے نیا رخ اختیار کرلیا جو انتفاضہ کے نام سے مشہور ہوا۔

انتفاضہ کا لغت میں معنی قیام، حرکت اور جنبش ہے۔ (یعنی پانی میں بھیگی ہوئی چڑیا کی جنبش جس کے بدن پہ پانی کے قطرے بوجھ محسوس ہوتے ہیں اور وہ اپنے پروں سے پانی کو گرا دے اور آسانی سے پرواز کرسکے) ایسا قیام جو نتھرا ہوا ہو تاکہ عروج تک پہنچ جائے، اس قیام (انتفاضہ) سے پہلے ہر قیام ایک خاص گروہ کے ساتھ منسوب ہوتا تھا، جیسے الفتح انتفاضہ (تحریک فتح) جو مئی ۱۹۸۳ء میں الفتح تنظیم سے جدا ہونے والا ایک ایسا گروہ تھا، جس نے اپنے اور عرفات کی قیادت میں (چلنے والی) الفتح تنظیم کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لیے الفتح سے پہلے انتفاضہ کا ایک لفظ بڑھا دیا، لیکن اب کی بار ۱۹۸۷ء (۱۳۶۶ ہجری شمسی) میں انتفاضہ کے آگے پیچھے کوئی لفظ نہ تھا، انتفاضہ، فلسطین کی سرزمین پہ قبضہ جاری رکھنے کے خلاف عوامی اعتراض تھا جس

کے مندرجہ ذیل مقاصد اور آثار تھے (۱)

۱۔ فلسطین کے مسئلے کو فراموشی سے باہر نکالنا

۲۔ دنیا کی رائے عامہ کو متوجہ کرنا

۳۔ انتفاضہ (تحریک) کا علاقے میں اسلام پسندی کی لہر کے ساتھ یکجا ہوجانا، جس نے انتفاضہ کی تحریک میں ایک خاص رنگ بھر دیا ہے۔

۴۔ مسئلہ فلسطین کو حل کرنے کی ضرورت پر زور دینا

۵۔ مغربی یورپ کی فلسطین کے مسئلہ سے زیادہ قریب ہونے کی کوشش

۶۔ اسرائیلی سیاست کے صحیح ہونے کے بارے میں حتی امریکی یہودیوں کے درمیان بھی شکوک وشبہات پیدا کرنا، اس طرح کہ بعض لوگوں نے باور کرلیا ہے کہ (عوامی قیام اور صہیونی فوجوں کے عوام کے ساتھ مقابلے کے نتیجے میں) اسرائیل کے چہرے کو اس سے زیادہ ذلیل ہونے سے بچانے کے لیے فلسطینیوں کو بھی کچھ امتیازات دیئے جانے چاہئیں.

۷۔ صہیونی حکومت کی داخلی سلامتی کو خطرے سے دوچار کرنا

۸۔ فلسطینی تنظیموں کے درمیاں پائے جانے والے اختلافات کی اہمیت کو کم کرنا اور ان حکومتوں اور تنظیموں پر کنٹرول کرنا جنہوں نے اپنے مفادات کے لیے فلسطین کی تقدیر کو معین کرنے کا عمل اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا.

یہ پہلی بار تھا کہ فلسطین پہ قبضے اور صہیونی حکومت کے قیام کو چالیس سال گذرنے کے بعد فلسطینی حملے اور ہجوم کی حالت میں اور اسرائیلی دفاع کی حالت میں نظر آئے۔

انتفاضہ کا انقلاب اسلامی ایران کے ساتھ موازنہ اور اس کے خصوصیات:

انتفاضہ تحریک بعض وجوہات کی بنا پر اسلامی انقلاب سے ملتی جلتی ہے من جملہ یہ کہ کسی خاص گروہ یا تنظیم کے ساتھ وابستہ نہیں ہے. انقلاب اسلامی ایران کا ایک خاص امتیاز یہ بھی تھا کہ انقلاب واقع ہونے سے قبل، اسلامی، غیر اسلامی اور مختلف قسم کی قومی تنظیمیں نیز مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے افراد جو شاہ کی حکومت کے خلاف جد وجہد کررہے تھے ہر ایک انقلاب کے مستقبل کو اپنی ملکیت سمجھتے تھے جب سترہ دی (مہینے کا نام) ۱۳۵۶ ہجری شمسی (۷/۱/۱۹۷۷) میں روزنامہ " اطلاعات " کے امام خمینیؒ کے خلاف توہین آمیز

۱۔ مزید معلومات کے لیے کتاب جبہہ نجات ملی فلسطین (انقاذ) مولف سعیدی، زاہل ص ۱۲۷ ملاحظہ فرمائیں

مقالے پر اعتراض کرتے ہوئے قم کے کچھ لوگ شہید ہوئے تو تہران، تبریز اور دوسرے شہروں میں سلسلہ وار ہفتم اور چہلم کی مجالس منعقد ہوئیں، اور ان میں سے ہر ایک سوگ کی مجلس جھڑپ کا باعث بنتی جو بعض اور افراد کی شہادت اور چہلم (کی مجالس کو) جاری رکھنے کا باعث ہوتی۔ ۱۳۵۷ ھ ش (۱۹۷۹ ء) کے دوسرے نصف سال میں ایران کے عوام کا قیام ملک گیر ہوگیا اور سب سیاسی مارکیسٹی، قومی پارٹیوں اور مختلف خیالات سے تعلق رکھنے والی مذہبی تنظیموں نے قیام میں حصہ لیا، چونکہ کسی پلیٹ فارم کے بغیر کسی کو بھی اتنے وسیع عوامی قیام کی توقع نہ تھی۔ سب پارٹیاں عوام کی صفوں میں شامل ہوتی تھیں۔ مختلف قسم کی شخصیات کی تصاویر لی جاتی تھیں، لیکن اس وقت جو مسئلہ سب کو درپیش تھا اور قیام میں سب پارٹیوں کی حمایت کا سبب بنا ہوا تھا وہ شاہ اور اس کا تختہ الٹنے کا مسئلہ تھا۔ نعرے اور مطالبے، تحریک کے اسلام کی طرف زیادہ جھکاؤ کی علامت تھے کیونکہ ایران کے اکثر لوگوں کا مذہب اسلام ہے، تحریک انتفاضہ بھی بالکل اسی سے مشابہت رکھتی ہے۔

اس وقت انتفاضہ کے بارے میں مختلف آراء سامنے آئی ہیں۔ آئندہ کے واقعات اسے (مزید) واضح کردیں گے۔ لیکن وہ چیز جس کا زیادہ یقین سے دعویٰ کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ انتفاضے کا خود جوش اور عوامی ہونا اس کا سب سے پہلا طـرہ امتیاز ہے اور اس کی غالب وجہ اس کا اسلامی ہونا ہے۔ اسرائیلیوں کو خطرہ بھی اسی کی وجہ سے ہے۔

شیخ احمـد یاسین کو گرفتار کرنا اور اسے انتفاضہ کے ابتدائی مہینوں میں نظر بند کرنا بھی اسی تصور کا نتیجہ ہے۔ مقبوضہ سرزمینوں سے آذر ۱۳۷۱ ہجری شمسی (۱۹۹۲ ء) میں ۴۱۵ فلسطینیوں کو جلا وطن کرنا بھی انتفاضہ کو ناکام بنانے کی ایک کوشش تھی ان جلا وطن ہونے والے افراد کی اکثریت کا مسلمان اور حماس تنظیم کا معتقد اور طرفدار ہونا ایک طرف سے انتفاضہ کے اسلامی ہونے کی علامت اور دوسری طرف انتفاضہ کے عوامی ہونے اور کسی پارٹی یا جماعت حتیٰ کہ حماس سے بھی بالکل غیر وابستہ ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ صہیونیوں نے ان افراد کو قیام میں اہم ترین کردار ادا کرنے والے افراد کے طور پر باہر نکالا ہے، لیکن انتفاضہ پھر بھی نہ رک سکا۔ اس واقعے کے چند روز بعد مقبوضہ سرزمینوں میں رہائش پذیر ۳۰۰ سے زائد فلسطینی، اسرائیلی فوجیوں سے مقابلے کے دوران شہید اور زخمی ہوئے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تحریک باقاعدہ اور منظم قیادت میں چلنے والی نہیں ہے بلکہ اس کی قیادت اور رہبری گھروں کے اندر تک نفوذ کرچکی ہے۔

قیام کے اچانک آغاز ہونے اور اس کے اب تک جاری رہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر افراد یا خاص تنظیموں کا اس عوامی قیام کو چلانے میں کوئی کردار ہے بھی تو یہ بات قیام کے خود جوش ہونے میں کوئی خدشہ پیدا نہیں کرتی۔ انتفاضہ کی کوئی منظم سیاسی قیادت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی خاص تنظیم اس کے چلانے میں مرکزی کردار ادا کررہی ہے۔ سب تنظیمیں قیام کی حامی اور اس کے پیچھے چلنے والی ہیں اور ہر ایک مختلف طریقوں سے یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کے لیے پلاننگ کرسکیں۔

فلسطینی تنظیموں میں ہر ایک اس طریقے سے بات کرتی ہے، گویا انتفاضہ کی قیادت اس کے ہاتھ میں ہے، لیکن اس بات پر توجہ دینی چاہیئے کہ ان تنظیموں کی اکثریت فلسطین سے باہر، تیونس، شام اور اردن وغیرہ جیسے ممالک میں موجود ہے۔ فلسطین میں رہائش پذیر عوام ان کی باتیں سنتے ہیں اور مشترک مقصد جو مقبوضہ سرزمینوں کی آزادی ہے، پہ عمل کرتے ہیں، لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ اگر ان تنظیموں نے اپنے آپ کو جدا کرلیا تو انتفاضہ رک جائے گا۔ انقلاب اسلامی (۱) کے ساتھ انتفاضہ کی ایک اور شباہت جو فلسطین کے جہاد کی تاریخ میں پہلی بار سامنے آئی ہے وہ مظاہروں کے لیے مسجد اور نماز جمعہ کے پلیٹ فارم سے استفادہ کرنا ہے۔ فلسطین کی جد وجہد ہمیشہ گوریلا کاروائیوں، اسلحہ اور تنظیم کے بھروسے پر جاری رہی ہے، لیکن اب کی بار گولیوں کے مقابلے میں مکوں، سنگریزوں، اور لکڑیوں کے بھروسہ پر جاری ہے۔ فلسطینی عورتیں اور بچے بھی اس جہاد میں کافی حد تک شامل ہیں۔ اس مرتبہ جہاد کا نام پتھروں کا انقلاب یا پتھر اٹھائے ہوئے جوانوں اور نوجوانوں کا قیام رکھا گیا ہے۔ شہادت کی آرزو اور جان نثار کردینا، تحریک انتفاضہ کی ایک اور بہت اہم خاصیت ہے۔ یہ ایسا اسلحہ ہے جس کی کوئی مثال اور کوئی نظیر نہیں ملتی۔

ایک اور قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ مبارزے کے مختلف منصوبوں کی شکست کے مقابلے میں انتفاضہ عوامی رد عمل ہے چاہے وہ نیشنلزم کا مبارزہ ہو جس کا جمال عبد الناصر کے زمانے میں عروج تھا اور جو عرب قومیت اور قوم پرستی کے اصول (اپنانے کی وجہ) سے حالیہ برسوں میں شکست سے دوچار ہوا، یا وہ کمیونیزم اور بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا مبارزہ ہو جنہیں سوویت یونین کے پاش پاش ہونے کے بعد کاری ضرب لگی ہے۔ فلسطینی تحریک پر جب سب خطوط اور راستے بند ہوگئے تو آخر کار اس نتیجے پہ پہنچی کہ راہ حل اسلام ہے۔ ایسا راستہ جس کو سیاسی فلسفے نہیں چھو سکے اور یہ سیاسی فلسفے غالبا شکست کھانے، تسلیم ہوجانے یا سازش کرنے پہ مجبور ہوچکے ہیں۔ (لہذا) یہ راہ آج اسلام میں ڈھونڈی جارہی ہے۔ اور یہ راہ وہی " خودی کی طرف لوٹنے " کا آئیڈیا ہے اور یہ فلسطین ہی میں نہیں، بلکہ ہر اسلامی بیداری کی لہر ہے جو سب اسلامی ممالک اور

۱۔ انتفاضہ کے انقلاب اسلامی ایران سے سبق لینے اور انتفاضہ کے اس سے مشابہ ہونے کے بارے میں مغرب والوں خاص کر امریکہ کا بڑھا چڑھا کر پروپیگنڈہ کرنا خباثت سے خالی نہیں ہے۔ وہ لوگ انتفاضہ کی اصلیت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے علاوہ، اسلام پسندی کے خلاف شدید جنگ کا بہانہ ڈھونڈنا چاہتے ہیں اور چونکہ دنیا کی رائے عامہ اور یورپ والے صہیونیوں کے ہاتھوں اس قدر لوگوں کو سرکوب ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے، لہذا انتفاضہ کو سرکوب کرنے کے لیے اسرائیلیوں کو ایک موقع فراہم کرنا چاہتے ہیں تا کہ مغرب والوں سے کہہ سکیں کہ اگر فلسطینیوں کے قیام کو سرکوب نہ کیا گیا تو یہ اسلامی بنیاد پرستی کے سر اٹھانے کے لیے ایک اڈے میں تبدیل ہوجائے گا اور سانحہ اندلس دوبارہ وجود میں آئے گا۔ اس طرح اسرائیل اور امریکہ نے یورپ والوں کو فلسطین میں اسلام پرستی کے مرکز کے ساتھ خطرناک ہمسائیگی سے ڈرایا تاکہ آسانی کے ساتھ فلسطینیوں کے قیام کو سرکوب کرسکیں۔

دنیائے عرب میں پائی جاتی ہے۔ جو پہلے فکری اور ثقافتی پہلو رکھتی تھی، لیکن ۱۳۵۷ (۱۹۷۹ء) میں ایک عالم اور دینی وروحانی مرجع کے طور امام خمینیؒ کی قیادت میں انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد، سیاسی اور عملی پہلو بھی رکھتی ہے۔ فلسطین کی جد وجہد جس کے اب تک سیاسی اور فوجی دو پہلو تھے اور جو قوم پرستی کے نظریئے سے جدا نہ تھے لیکن اب وہ اعتقادی پہلو کے ساتھ ساتھ اسلامی پہلو بھی رکھتی ہے۔ اور جہاد اسلامی فلسطین کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فتحی شقاقی کے مطابق، اسلامی انقلاب کی کامیابی نے پوری دنیا کے مسلمانوں کی آئیڈیالوجی اور دین پر اعتماد کو دوبارہ بحال کردیا ہے۔ اور ثابت کردیا ہے کہ اسلام ناقابل شکست چٹان ہے۔ اسلام نے قیام کی طاقت اور تحرک کو فلسطین کے عوام میں زندہ کیا ہے (۱) فلسطین میں انتفاضہ کی عوامی تحریک کی وجہ سے حتی وہ لوگ جو عرب نیشنلزم سے اب بھی متاثر ہیں اسلام کو طاقت کا منبع اور فلسطین کی نجات کےلیے تمام عربوں کے درمیان اتحاد کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ بعض لوگوں نے سچے دل سے اپنے افکار میں تجدید نظر شروع کردی ہے (۲) بعض فلسطینی لوگوں کی اسلام کی طرف توجہ کرنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس بات کا احساس ہوچکا ہے کہ فلسطین کامسئلہ یہودیوں کے ٹھہرانے کےلیے زمین پہ قبضے کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ مشرق وسطی میں استعمار کے سیاسی اور اقتصادی مقاصد کے علاوہ، فلسطین کا مسئلہ اپنے تئیں مغرب کی امت اسلامی کے خلاف نئی صلیبی جنگ، عیسائیوں اور مغرب والوں کا ۱۰۹۵ء سے لیکر ۱۲۴۹ء تک صلیبی جنگوں میں شکست کا انتقام نیز عثمانی بادشاہت کے ہاتھوں ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ کی فتح کے خلاف انتقامی کاروائی ہے جس میں مغرب کو ہزیمت اٹھانی پڑی تھی (۳)

۱۔ روزنامہ ہمشہری دوشنبہ ۱۹ بہمن ۱۳۷۱ (۸ فروری ۱۹۹۲) نمبر ۴۵ ڈاکٹر فتقاقی نے ۱۹۵۱ء میں غزہ شہر میں آنکھ کھولی۔ ۱۹۷۹ میں " امام خمینیؒ اور نئے اسلامی منصوبے " کے نام سے کتاب لکھی اور ۱۹۸۸ میں مقبوضہ فلسطین سے جلا وطن ہوئے اور اب بیرون ملک تحریک کی قیادت کررہے ہیں۔

۲۔ فلسطین کی معروف شخصیت احمد جبریل نے تہران میں ۱۳۷۱ (۱۹۹۲ء) میں ہونے والی ایک کانفرنس میں کہا ہے کہ " ہم کیوں کہتے ہیں کہ ہمیں سب مسلمانوں کی ضرورت ہے؟" کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ فقط فلسطینی، فلسطین کو آزاد نہیں کراسکتے۔ نیز یہ بات بھی ہمیں معلوم ہے کہ عرب اور عرب قومیت بھی اکیلے فلسطین کو آزاد نہیں کراسکتی۔ وہ (آگے چل کر) کہتے ہیں کہ میں خود بھی پہلے وطنی، قومی اور نیشنلسٹ کے افکار کے حصار میں رہا ہوں لیکن انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد میری توجہ اسلام (خاص کر) انقلابی اسلام کی طرف مائل ہوئی ہے اور جب میں سنتا ہوں کہ ایران کے اسلامی انقلاب کے سال خوردہ رہبر امام خمینیؒ امریکہ اور مغرب کو " بڑے شیطان " کہتے ہیں تو یہ نظریہ مجھ میں نفوذ کرجاتا ہے۔ کتاب اعمال المؤتمر الاسلامی الاول حول فلسطین ۔ اعداد : زاہل سعیدی، لواء رودباری ص ۴۵

۳۔ احمد جبریل کہتے ہیں بہنو اور بھائیو، اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ مختلف چالوں اور صورتوں میں صلیبی جنگ کے مسئلے کے علاوہ کوئی اور مسئلہ نہیں ہے۔ مغربی اور یورپی حکومتیں اپنی سابقہ شکست کا اسلام سے انتقام لینا چاہتی ہیں۔

کتاب اعمال المؤتمر الاسلامی الاول حول فلسطین ۔ اعداد زاہل سعیدی، لواء رود باری ص ۴۷

یہ ایک نیا انداز فکر تھا جس نے تحریک فلسطین کی جد وجہد کے ختم ہوجانے کے بعد جنم لیا بلکہ یوں کہا جائے کہ اس کو تقویت ملی، اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ انتفاضہ، ایران کے اسلامی انقلاب خاص کر اسلام پسندی کے حوالے سے، کافی قربت اور شباہت رکھتا ہے اور امام خمینیؒ فسلطینی عوام کے نزدیک جانے پہچانے ہوئے نمونہ (کامل) اور قابل احترام (شخصیت) ہیں جن کے نظریات کی طرف وہ خاص توجہ دیتے تھے، چونکہ فلسطینی اپنی تحریک آزادی میں امام خمینیؒ کو ایک نمونہ اور مؤثر شخصیت سمجھتے ہیں اسی بناپر مناسب ہے کہ امام خمینیؒ کے خیالات اور نظریات کو توجہ اور دقت نظر کامرکز قرار دیا جائے.

غزہ اور جریکو (اریحا) کاساز باز

انتفاضہ کے شروع ہونے سے فلسطینیوں کی آس بندھی اور اس بات کا موجب ہوا کہ اسرائیل کو واقعی خطرے کا احساس ہونے لگا لہذا انتفاضہ کے جاری رہنے کے خوف نے غاصب حکومت کو زیادہ حساس اور سازش پہ آمادہ کردیا. اگرچہ اسرائیل گذشتہ ہر فرصت اور ہر موقع پر ان تمام قراردادوں اور منصوبوں کی شدید مخالفت کرتا رہا ہے جو ہر چند محدود پیمانے پر فلسطینیوں کےلیے کچھ مراعات کے بارے میں ہوتے تھے، اور اس کی واضح مثال سلامتی کونسل کی قرارداد نمبر ۲۴۲ اور ۳۳۸ نیز ریگن کا منصوبہ امن تھا. اسی طرح کے دوسرے منصوبے جنہیں وہ قبول کرنے سے انکار کرتا رہا ہے. اصولی طور پر اسرائیلیوں کے کسی قسم کے سیاسی راہ حل کو قبول نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھتے ہیں کہ سرے سے فلسطین نام کی کوئی قوم تاریخ میں موجود ہی نہیں ہے لیکن آخرکار انتفاضہ کی وجہ سے امریکہ واسرائیل پر طاری ہونے والی دہشت نے انہیں PLO کے ساتھ مذاکرات کرنے پر مجبور کردیا ہے. سوویت یونین کے اتحاد کا ٹوٹنا اور بین الاقوامی نظام میں ایک سپر طاقت کا وجود میں آنا اس بات کا تقاضا کرتا تھا کہ امریکی (دنیا میں) خاص کر مشرق وسطی میں، جو عالمی خطروں کا منبع ہے کے شورش زدہ مراکز کو جلد از جلد کنٹرول اور خاموش کردیں تاکہ یورپ، جاپان حتی کہ اسلام پسندی کے نفوذ کو بھی ختم کردیں. اور مشرق وسطی میں امن قائم کرکے اور شورش زدہ اور بحرانی

- اسی طرح منیر شفیق کا کہنا ہے کہ فلسطین کا مسئلہ دہی اسلام کا مسئلہ ہے اور یہ بات وطن پرستی اور عربیت کے منافی نہیں ہے. فلسطین کا مسئلہ چونکہ بنیادی طور پر اسلامی مسئلہ ہے لہذا اسی بنیاد پر اس کا حل ڈھونڈا جائے. فلسطین کا مسئلہ، امت اسلامی اور اس کے دشمنوں کے درمیان صف آرائی اور کشمکش کامرکز بن چکاہے یوں ہی جیسے وہ فلسطین ہمارے دشمنوں یعنی صہیونیوں اور مغربی استعمار کے پروگراموں کا بھی مرکز بنا ہوا ہے. اور یہی وجہ ہے کہ ممکن ہی نہیں کہ ملت (فلسطین) کا قیام، خود مختاری (استقلال) اور اس کی وحدت متحقق ہوسکے اور لاالہ الا اللہ کا پرچم لہرا سکے جب تک کہ فلسطین کا مسئلہ تمام اسلامی ممالک کی اسلامی اہمیات میں مرکزی نقطہ نہ بنے.

کتاب اعمال المؤتمر الاسلامی الاول حول فلسطین ـ اعداد: زامل سعیدی، لواء رودباری ص ۱۰۹

مراکز کے مسائل حل کرکے، نیو ورلڈ آرڈر اور امریکہ کے عالمی تسلط کو قائم رکھنے کی راہ ہموار کرسکیں۔
سازباز کرنے والے فلسطینی بھی اس خیال سے کہ انتفاضہ تحریک مذاکرات میں مول تول اور زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل کرنے کےلیے ان کے ہاتھ میں ایک پتہ ہے۔ لہذا انہوں نے بھی انتفاضہ کو مذاکرات میں طاقتور ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور اس سے خوب فائدہ اٹھایا۔
۹ ستمبر ۱۹۹۳ کو یاسر عرفات نے تنظیم آزادی فلسطین کے سربراہ کی حیثیت سے اسحاق رابین کو ایک خط بھیجکر اسرائیل کو تسلیم کرلیا اور PLO کے بنیادی اصول (معاہدہ) نیز سلامتی کونسل کی قرارداد ۲۴۲ اور ۳۳۸ (کہ جس میں غاصب حکومت کو تسلیم کیاگیا اور ۱۹۶۸ سے پہلے والی سرحدوں میں واپس جانے کا مطالبہ کیاگیا ہے) پر کاربند رہنے کا اعلان کیا ہے اور منشور فلسطین کے اس حصے کو ملغیٰ کردیا جو اسرائیل کے وجود کے حق کا ہی منکر تھا۔ اسحاق رابین نے بھی اسی تاریخ کو ایک خط کے ذریعے، تنظیم آزادی فلسطین کو فلسطنی عوام کے نمایندہ کے طور پر تسلیم کرلیا اور اس کے ساتھ مذاکرات کے آغاز کا اسرائیل کی کابینہ میں پاس ہونے کا اعلان کیا۔ یاسر عرفات اور رابین نے سترہ شقوں پہ مشتمل ایک مسودے پر دستخط کیے کہ جس کے ذریعے غرب اردن اور غزہ کے علاقے میں ایک خود مختار حکومت وجود میں آئے گی۔
امریکہ واسرائیل کے ان مقاصد کو قبول کرنے کے مقاصد میں سے ایک، فلسطینیوں کے درمیان شگاف اور انتفاضہ کے دہکتے ہوئے شعلوں کو خود انہی کے ذریعے خاموش کرنا تھا۔ اسی طرح اس توافق کے نتائج میں سے ایک، عرب حکومتوں کی طرف سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کا راستہ ہموار اور موانع کا اٹھ جانا ہے کہ جس سے اسرئیل علاقے میں ایک جائز اور قانونی مرکز میں تبدیل ہوجائےگا۔ اس توافق کے ذریعے اگرچہ اسرائیل " میں نہ مانوں گا" کی سابقہ پالیسیوں سے محدود مقدار میں پیچھے ہٹا ہے جس کی وجہ انتفاضہ کے خطرے سے شدید پریشانی تھی لیکن پھر بھی یہ توافق یقینا فلسطینی مسلمان قوم کی جد وجہد کے بلند مقاصد سے کافی دور ہے۔ اسرئیل کو تسلیم کرنا مشرق وسطی اور مسلمانوں کےلیے آنے والے وقت میں کڑے دن پیدا کرےگا کہ جن کے فقط PLO اور عرفات ہی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ جب ہم توافق کے مسئلہ کو وسیع نظر سے دیکھتے ہیں اور امام خمینیؒ کی نظر سے فیصلہ کرنے بیٹھتے ہیں تو اس حادثہ کی ذمہ داری تمام اسلامی حکومتوں پر بھی عائد ہوتی ہے، چونکہ وہ سب کی سب ایسے ذلت آمیز حالات پیدا کرنے میں شریک ہیں۔ اگرچہ تازہ سازش کارانہ حرکتوں کے نتائج کے آخری فیصلے کے بارے میں کافی وقت لگےگا۔ اور آنے والے سال حقائق کو آشکار کریں گے لیکن ابھی سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ فلسطین میں مقاومت کے بیج کی اعتقادی، اسلامی جڑیں لگ چکی ہیں۔ فلسطینی مسلمان عوام کا ایمان اور ان کا مقصد ایک ایسا جوش مارتا ہوا چشمہ ہے جس کی آبیاری اس کے ذمے ہے لہذا استقامت اور جدوجہد کے درخت کی شادابی وتناوری، طبیعی ترین احتمالی فرضیہ ہے جس کے آثار واضح نظر آرہے ہیں اور یہ وہی مستقبل ہے کہ خود امام خمینیؒ جس کے انتظار میں رہے ہیں اور اپنی پوری

اور جد وجہد میں اس کے متحقق ہونے کے لیے کتنی مصیبتیں، جھیلیں اور مضبوط قدم اٹھائے ہیں.

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (۱)

۱۔ سورہ محمد ﷺ آیت ۷

فلسطین کی مختصر تاریخ کے لکھنے کے لیے مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے

۱۔ تاریخ اور شلیم (بیت المقدس) مؤلف: ڈاکٹر سید جعفر حمیدی، تہران، امیر کبیر پبلی کیشن ۱۹۸۵ / ۱۳۶۴
۲۔ تاریخ انقلاب فلسطین، مؤلف: فواد جابر، ویلیم کوانٹ، آن موزلی لش، مترجم حمید احمدی، تہران الہام پبلی کیشن، موسم گرما ۱۹۸۲ / ۱۳۶۱
۳۔ سرگذشت فلسطین یا کارنامہ سیاہ استعمار، مؤلف: اکرم زعیتر، مترجم علی اکبر ہاشمی رفسنجانی، قم، چھاپ خانہ حکمت، ۱۹۷۷ / ۱۳۵۶
۴۔ جبہہ نجات ملی فلسطین (جبہہ انقاذ) زامل سعیدی
۵۔ اعمال المؤتمر الاسلامی الاول حول فلسطین، معہد الدراسات السیاسیۃ والدولیۃ، التابع لوزارۃ الشئون الخارجیۃ فی الجمہوریۃ الاسلامیۃ الایرانیۃ، اعداد: زامل سعیدی لواء رودباری
۶۔ تقویم سیاسی خاور میانہ، مترجم: دکتر محمود کتابی، تہران، موسم بہار ۱۹۸۷ / ۱۳۶۶
۷۔ مثلث سرنوشت، نوام چامسکی، مترجم: ہرمز ہمایون پور، جلد اول، آگاہ پبلی کیشن، خزان ۱۹۹۰ / ۱۳۶۹
۸۔ سابقہ کتاب جلد دوئم، آموزش انقلاب اسلامی پبلی کیشن ۱۹۹۲ / ۱۳۷۱

اگر اسلامی ممالک کے سربراہ اندرونی اختلافات ختم کردیں، اسلام کے عظیم اہداف ومقاصد سے آشنا ہوجائیں اور اسلام کی طرف مائل ہوجائیں تو اس طرح استعمار کے ہاتھوں ذلیل وخوار نہیں ہوں گے. یہ اسلامی ممالک کے سربراہوں کے اختلافات ہیں کہ جن کی وجہ سے فلسطین کا مسئلہ کھڑا ہوا ہے اور وہ اس مسئلے کو حل نہیں ہونے دیتے.